ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ دریں زمان میمنت اقتران کلام فصاحت نظام دیوان بلاغت بنیان جناب مرزا میتا بیگ صاحب متخلص بہ

کارستان فصاحت

۱۳۱۱ھ

حسب فرمائش سید رستم علی و سید حسین تاجران کتب

در مطبع یوسفی دہلی طبع نمودہ شد



بعد حمد خدا و نعت رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یہ خاکسار
ذرۂ بیمقدار نبن سید رستم علے ابن سید ہاشم علی صاحب مرحوم تاجر کتب ساکن
ہندوستان حال وارد شہرہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن۔ بخدمت سراپا برکت
شاعرانِ نازک خیال و واقفانِ رموز بیمثال ہر شہر و دیار مین گذارش کرتا ہے
کہ ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے ہر ایک شخص مشتاق اور متلاشی اس امر کا تھا
کہ شاعر نازک خیال جناب مرزا مسیتا بیگ صاحب مرحوم لکھنوی المتخلص بہ منتہی شاگرد
رشید جناب خواجہ حیدر علیصاحب مرحوم المتخلص بہ آتش صاحب کی تصنیف کہین نہ
کہین سے ہمارے ہاتھہ آجائے لیکن باوجود اس اشتیاق کثیر کے سب محروم تھے
کیونکہ جناب منتہی صاحب نے غدر سے پہلے لکھنؤ مین جسقدر تصنیف فرمایا تھا وہ کل
تصنیف جب غدر مین تلف ہوگئی تو بعد تاراجی لکھنؤ صاحب موصوف شہر باندہ تشریف
لے گئے والی باندہ نے بہت قدر و منزلت فرمائے اور زمرۂ مصاحبین خاص میں جگہہ دی

قدر ہی اطمینان ہوا پھر تصنیف پر دل راغب ہوا تیس جز تصنیف فرمائے تھے
کہ یک بیک شہر ندکور پر بھی آفت آسمانی نازل ہوئے مجمع درہم و برہم ہوگیا و تصنیفات
بھی تلف ہوگئی پھر تو صاحب موصوف کشان کشان رونق افروز حیدرآباد دکن
ہوئے اور سرکار جناب مستطاب معلی القاب فیض بخش فیض رسان عالم و عالمیان
قدر افزائے شعرائے نکتہ سنجان جناب شمس الملک بہادر مغفور مین ملازم ہوئے
اور بعد اُسکے جناب نواب فیضمآب کوکب عالم تاب سپہر فضل وکمال شہاب پرانوار
سمائے جاہ و جلال یکہ تازِ عرصۂ جرأت وشجاعت قدرانداز معرکہ رفعت و
مناعت معدن جود و سخا مخزن لطف و عطا یعنی نواب میر خیرات علیخان بہادر
المتخلص بہ سخی فرزند آغوشی روشن الدولہ بہادر مغفور برادر رئیس حیدرآباد
دکن بڑی دھوم دھام کے ساتھہ صاحب موصوف کے شاگرد ہوئے اور ماہوار
بھی قرار واقعی معین فرمائے اور اکل وشرب بھی صاحب موصوف کا
نواب صاحب ممدوح کے ہمراہ قرار پایا اُس مرتبہ تو صاحب موصوف کو دلجمعی
کامل طور کی حاصل ہوئے طبیعت تصنیف کی طرف مائل ہوئی صاحب موصوف ایسے
تیز طبع تھے اگر چاہتے تو ایسے اطمینان پر چند عرصہ مین مضامین نو کے انبار لگا دیتے
لیکن بسبب پیرانہ سالی کے عرصۂ دس سال مین تینتیس جز تصنیف فرمائے تھے
کہ موت سدِ راہ ہوگئی یک بیک اس دنیائے فانی سے جانب ملک جاودانی رحلت
فرمائے ہرچند کہ نواب صاحب ممدوح بھی بباعث اُنکی تلمذی اور صحبت کے
فن شاعری مین کامل واکمل ہوگئے تھے لیکن ایسے اُستاد شفیق نازک خیال پر
گو کہ انتقال کرنے سے بیدل ہوگئے اور اُنکی تصنیف کی طرف اعتنا نہ فرمائی
تمام تصنیف اُنکی کرم خوردہ ہوگئی جب شائقین نے بہت اصرار کیا اور اُس
کمترین نے بھی تقاضائے شدید کیا تو بدرجہ مجبوری نواب صاحب ممدوح نے سب کا

معروضہ قبول فرمایا اور جسقدر مسودے صاحب مرحوم کی تصنیف کے اُنکے کتب خانہ میں سے دستیاب ہوئے نواب صاحب ممدوح نے بہزار سعی و جانفشانی سلسلہ وار درست کرکے واسطے طبع کرانے کے مرحمت فرمایا۔ لہذا اِس کمترین نے بصرف زر کثیر صاحب موصوف کا دیوان طبع کرایا ہے کوئی صاحب اسکے طبع کا قصد نہ فرمائیں بامید نفع نقصان نہ اُٹھائیں جس کو جسقدر جلدین درکار ہوں اس کمترین سے طلب فرمائیں فقط

رجستری

بملہ حقوق طبع اس دیوان کے محفوظ ہیں اور حسب ضابطہ رجستری کرا دی گئی کوئی صاحب صاحبان مطابع وغیرہ سے طبع نفرمائیں فقط

المشتہر

سید رستم علی و سید حسین تاجران کتب بمقام
شہر امروہہ محلہ بڑا بازار ضلع مراد آباد

اطلاع

بہنگام طبع دیوان جناب منشی صاحب جناب سید رستم علیصاحب نے تمام و کمال کا بیان راقم کو دکھایا ہے میں اگر کوئی غلطی رہگئی ہو تو سہو کاتب ہے یا قصور نظر راقم ہے کیونکہ بعض اشعار نظر مصنف بھی سہو کاتب سے لکھے گئے ہیں
فقط

الراقم

میر خیرات علی خان منشی تلمیذ منشی مصحح دیوان ہذا
فقط



نورِ حق دل مین اگر جلوہ کنان ہوجائیگا
شمعِ بزمِ راستی ہر استخوان ہوجائیگا

التجائے اہلِ دنیا شرکتِ ابلیس ہے
گر خدا ہے مہربان کل مہربان ہوجائیگا

پاک کرتا ہے کدورت آبِ باران بر ملا
اشکباری سے غبارِ دل نہان ہوجائیگا

تاب کیا خورشیدِ محشر کی ملاوی مجھ سے آنکھ
ابرِ رحمت اُسکا مجکو سائبان ہوجائیگا

اُس چمن کی سیر کرنے ہے مجھے بھی زا بدا
جس چمن مین پیرِ صد سالہ جوان ہوجائیگا

گوش و چشم و دست و پاؤن سب یہ سٹ جائینگے
راہیِ ملکِ عدم یہ کاروان ہوجائیگا

باغِ جنت اُسگھڑی ہوگا نظر کے سامنے
میری جانب کو جو تجھ سا باغبان ہوجائیگا

لطف اُٹھے گا مئے معشوق کا ای منتھی
گر شفیقِ حال وہ پیرِ مغان ہوجائیگا

کششِ عشق پہ قادر جو مرا دل ہوتا
فاش پردہ ترا اے صاحبِ محمل ہوتا

مہربان تجھپہ نہ وہ حور شمائل ہوتا
اے دلِ زار اگر تو کسی قابل ہوتا

دعوا یکتائی کا کیونکر ترا باطل ہوتا
آئینہ گر نہ ترے رخ کے مقابل ہوتا

صورتِ دیدۂ بینا نظر آتا مجکو
چشمۂ ناف مین گر یار کے اک تل ہوتا

دل نہ دیتا مین حسینون کو اگر او ناصح
مجھ سے بڑھکر نہ جہان مین کوئی عاقل ہوتا

گریبان نظر آتا نہ کسی کا دامن
ناصحِ تنگِ جنون کا جو مین عامل ہوتا

دیکھا یار جو دزدیدہ نگہ سے سرِ بزم
نیم بسمل کوئی ہوتا کوئی بسمل ہوتا

ملک الموت بھٹکتا نہ مرے کوچے مین
مہربان مجبہ اگر وہ مرا قاتل ہوتا

تربیت پاتا جو پہلو مین مرے طفل حسین
تھا ہلال آج وہ بڑھ کر مہ کامل ہوتا

ہے محروم ازل جو کوئی دریا دل ہجر
خشک کیونکر نہ جہان مین لبِ ساحل ہوتا

بابت مین معرکۂ عشق صنم سر کرتا
منتہے فضل خدا اگر مرے شامل ہوتا

حال جس دن سے سنا ہے قیس کا فرہاد کا
جانتا ہون عشق بازی کام ہے آزاد کا

مری آمد سن کے مجنون دشت سے چلتا ہوا
خوف ہوتا ہے بڑا شاگرد کو استاد کا

ذبح لیجا کر کیا صحن چمن مین باغبان
مری گردن پر بڑا احسان ہے صیاد کا

مادرِ گیتی ستاتی ہے مجھے کسواسطے
پاس ہوتا ہے نہایت ساس کو داماد کا

جو ہارِ تیغ زبان جسدم کرون مین آشکار
بند ہو دم ایک دم مین خنجر فولاد کا

اُس لب شیرین کا جسدم شہر مین شہرہ اُڑا
سنتا ہون نکلا ہے دیوالا ہر اک فرہاد کا

آہ آتشناک دل سے کھینچتا ہون اسگھڑی
چل نکھے جلدی آلہی جھونپڑا صیاد کا

سخت جانی پر مری جسدم پڑی اسکی نظر
پانی پانی ہو وے زہرہ خنجر فولاد کا

شعر گرما گرم سنکر اسکے جلتے ہین عدو
نام جو آتش ہے دنیا مین مرے استاد کا

بڑھ چلے ہین گیسوئے شبگون رخ محبوب سے
حال ہو ویگا پریشان طرۂ شمشاد کا

گھیرتی ہے جسگھڑی فوج غم فرقت مجھے
اے اجل مشتاق رہتا ہون تری امداد کا

عشق بازی کم ہوا ہے جسنے دنیا مین فروغ
یا خدا جلدی برا ہو اُس ستم ایجاد کا

دیکھ لے وہ منتہے نیرنگِ حسن یار کو
جسنے دیکھا ہو نہ نقشہ عالم ایجاد کا

برابری ترے گیسو کی کالہ کیا کرتا
مقابلہ سنرفا کا رزالہ کیا کرتا

فقیر ہون مین ازل سے درِ توکل کا
گدائے شہر کا پیکر پیالہ کیا کرتا

قبائے گل کے ٹکڑے وہ کس لئے لیتا
پھٹی ہوئی تری گدڑی مین ۱

پسند طبع نہ تھا میرے یار ہر جائے
مین خوانِ عشق کا جھوٹا نوالہ کیا کرتا

زبان تلخ پہ مین کس طرح عمل کرتا
مین ایسے زہر کا کھا کر نوالہ کیا کرتا

حضور داغِ جگر اپنے شمع کیا جلتے
چراغ مہر کے آگے اوجالا کیا کرتا

جو دیکھتا رخ رنگین پہ خال کو تیرے
جگر بہ داغ نہ کھاتا تو لالہ کیا کرتا

عزیز خط رُخِ یار کیون نہ دل کرتا
مین اس چمن کا نہ لیتا قبالہ کیا کرتا

ازل کے دن سے جو تھا جادۂ سیہ بختی
چراغ زیست کا اُسمین اوجالہ کیا کرتا

سنے نہ اُس گلِ خوبی نے ایکدن میرے
برنگ بلبل شیدا مین نالہ کیا کرتا

نہ وہ صنم تھا نہ عہدِ شباب تھا ساقی
مین لیکے آج شرابِ دوسالہ کیا کرتا

دکھاتا کوئی محبت کی راہ کیا دل کو
دہان گور کا اسکو نوالہ کیا کرتا

جو دیکھتا خطِ مشکین کو گرد رخکے ترے
فلک پہ ماہ کے ہمراہ ہالہ کیا کرتا

صفاتِ عالم پیری نہ کس طرح لکھتا
مین صبح شیر کا پیکر پیالہ کیا کرتا

گلیم فقر اگر منتہی کے ہاتھ آتے
تمھین کھو کے وہ لیکر دوشالہ کیا کرتا

مزا نقد وصلت کا لوٹا تمھارا
صنم غیر نے مال مارا تمھارا

کہا انا للہ ہنس ہنس کے اُسنے
کہا جبکہ مرتا ہے شیدا تمھارا

کہا جامِ مے دے کے اُس ماہوش نے
بڑے اوج پر ہے ستارا تمھارا

دیا نقد دل اپنا جی چاہا جس کو
بھین اسمین ناصح اجارا تمھارا

نگہ کا اگر تیر پیکِ اجل ہے
قیامت ہے پیارے اشارا تمھارا

نہین لالہ و گل چمن مین کھلے ہین
نہان راز ہے آشکارا تمھارا

غضب ہے غضب آپکا دیکھ لینا
ستم ہے ستم ہے نظارا تمھارا

قدم بحر الفت مین رکھتا ہون بڑھکر
ہے صبر و تحمل سہارا تمھارا

ہوا طالبِ وصل اُس سے تو بولا
یہ قدرت تمھاری یہ یارا تمھارا

نہ فرمائیے ضبطِ آہ و فغان کو
نہ اُٹھے گا یہ بار بیجا تمھارا

دلا عہد پیری مین جوشِ محبت ہوا حوصلہ پھر دوبارا تمھارا
وفادار ہم ہین جفاکار تم ہو یہ خصلت ہماری وہ شیوا تمھارا
کیا بعد مدت کے آباد ہم نے بیابان قیس سونا تھا صحرا تمھارا
بہکنا ہمارا خوشی آپ لگے ہو سڑی بن ہمارا تماشا تمھارا
چھٹا منتظر دامن وصل جب سے
ہوا قطعہ دستِ تمنا تمھارا

جو بن بت سفاک کا ڈہل جائے تو اچھا کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو اچھا
طفل دلِ بدخو جو بغل مین ہر ہمارے کوچے مین حسینون کے پل جائے تو اچھا
آجائے کسی بت پہ دل صاف ہمارا یہ آئینہ پتھر سے کچل جائے تو اچھا
وہ تیغ کہین کھینچ کے رہ جائے الٰہی آئی سرِ عشاق سے ٹل جائے تو اچھا
اوڑ جائے مرے دل سے قدِ یار کا سودا سایا کہین اس سرو کا ڈہل جائے تو اچھا
ہو موم تپِ عشق سے دل یار کا یارب وہ شمع عاشق ہے پگھل جائے تو اچھا
نقدِ دل و دین دیکے کہین وصل ہو ممکن فقرا مرا اس یار پہ چل جائے تو اچھا
وہ جنبش ابرو دلِ شیدا کا کری کام
یہ وار بھی عشاق پہ چل جائے تو اچھا

مین دیوانہ کرون گر شور دل سے آہ و افغان انکا بزنگ کاغذ بادی ہو عالم سقفِ زندان انکا
بہارِ گل گئی آئی گلستان سے کئی باری وہی عالم ہے دامانکا وہی عالم گریبانکا
نگاہ یار مین سرمہ کا ڈورا آج کھچتا ہے خدا حافظ ہو ناصح آبروئے تیغ برانکا
بگڑنا اسکو لازم ہو شکستا اسکو ضرورت ہو مگر ظرف گلی سے کم نہین ہو جسم انسانکا
نہ وہ منصور نے دیکھا نہ وہ واقف کو ممکن تھا نمونہ ہے دلِ ویران ہمارا اُس بیابانکا
نہایت دہیان ہے نیرنگ حسن یار کا دل مین تماشا دیکھتا ہون ایک شیشہ مین پرستانکا
نہ سنبل کا ہو وہ عالم نہ کاکل کا وہ نقشہ ہو اگر لکھون تو دفتر ہو مری حالِ پریشانکا
لے آیا جذبہ دل کھینچکر اُس شوخ پرفن کو نگہبان دیکھکر منہ رہگیا اسوقت دربانکا

جسے میں پوجتا ہوں جو پرستش گاہ ہے اپنی — نہ وہاں ہندو کا رتبہ ہو نہ رتبہ مسلماں کا
عدوئے حرف زن روباہ خصلت بھاگ جاتا ہے — سرِ پُر خامہ کیا ہو ہمہ تن شیر نیستاں کا

بہ رنگِ بلبلِ گلزار اس گلزارِ عالم میں
رہیگا نام باقی منتھے سے بھی نغمہ زار کا

تا کمر گیسوئے جاناں دیکھا — نصف طولِ شبِ ہجراں دیکھا
چشمِ عشاق کو گریاں دیکھا — حضرتِ نوح کا طوفاں دیکھا
دن کو پیچ چارہا بالوں کا ترے — رات بھر خواب پریشاں دیکھا
پھر نہ ٹھہرا ترے رخ کے آگے — بارہا سوئے گلستاں دیکھا
حسنِ نیرنگ کا تھا دل میں خیال — خواب میں ایک گلستاں دیکھا
یار پروانے کے جل جانے پہ — رات بھر شمع کو گریاں دیکھا
گر گئے آنکھوں سے گلہائے چمن — جبکھڑی وہ لبِ خنداں دیکھا
یار و اغیار کو باہم ہنسے — صفتِ گبر و مسلماں دیکھا
نہ ڈبو یا خطِ تقدیر پہ افسوس — تجکو اے دیدۂ گریاں دیکھا
حرفِ الفت نہ پڑھا یا اسکو — بس تجھے پیرِ دبستاں دیکھا
روح کو جانبِ تن کے اندر — زاہدا صورتِ مہماں دیکھا

منتھے سا بھی زمانے میں کہیں
گبر دیکھا نہ مسلماں دیکھا

ہاں گھٹا ماتھے پہ شیخ جی کا — ڈہو کا ہے کلنگ کا ہے ٹیکا
پکڑے دامن جو اس پری کا — اتنا نہیں حوصلہ کسی کا
جبتک نہ رہا شباب اپنا — کیا کیا رہا لطف زندگی کا
ہٹ مٹ گئے وہ مجھسے لپٹتا ہے — کر کر کے بہانہ گدگدی کا
گیسوئے صنم سے دل لڑا ہے — ہے سامنا آج کس بلی کا
اپنی اپنی پڑی ہے سب کو — کوئی نہیں ہے یہاں کسی کا

ہر رند ہے میکدے کا نالی
عاشق ہر ایک شیر ہے تری کا

عاشق ہی اک ہے چشم نم کا
آلودہ ہے لب کو کیا تری کا

شیدا ہوں وحشت زدگی کا
دیوانہ ہوں شیشے کی پری کا

ہے چشم امید بھا تری جو
طالب کبھو تو سنہری گھڑی کا

جذبہ آ افت نے زرد کا ورنہ
دل لے ہی چلا تھا منشی کا

جہاں کی بحر میں مثل حباب گھر رکھنا
سفر عدم کا لگا ہے بندھی کمر رکھنا

جفا کرے نہ کرے وہ جھکائے سر رکھنا
خفا وہ کہ مجھکو اسکا ڈر رکھنا

لگانا یار کو یا آپ اس سے لگ چلنا
کسیکی ہو نا دلا یا کسی کو کر رکھنا

نہ دینا داغ محبت کو ہاتھ سے اے دل
گرہ باندھ کے مضبوط یہ گہر رکھنا

اسیر کر کے ہمیں حکم دے گیا صیاد
قفس ہو تنگ تو ان کے نہ بال و پر رکھنا

دکھا دے سیر چمن ایک گر کروں نالہ
قفس میں پھر مجھے صیاد عمر بھر رکھنا

صبا ہر ایک مرے ہمصفیر سے کہنا
بہار آئی ہے قابو میں دل کو کر رکھنا

قفس میں چھوڑ کے تنہا چلا تو ہے صیاد
ضرور موسم گل میں مری خبر رکھنا

گدا سے دہر کے خاطر ہی داغ نقش سجود
ہر عیب منھ پہ جوان مرد کو سپر رکھنا

فلک وہ شام سے ہی بے حجاب بیٹھے ہیں
چھپائے دامن شب میں رخ سحر رکھنا

بیان کر کے ہر اک کا کہا سنا قاصد
قدم پہ یار کے میری طرف سے سر رکھنا

بتایا کس نے تجھے منشی بتا لیتا
قدم کو کوئے محبت میں پیشتر رکھنا

لبریز بزم یار میں جام شراب تھا
پھولا ہوا چمن میں گل آفتاب تھا

ساقی کا مجھ وصل میں حسد عذاب تھا
جام بلور صورت چشم پر آب تھا

غیروں کے ہاتھ میں سر ابند نقاب تھا
معلوم یہ ہوا کہ ہمیں سے حجاب تھا

بیکار ہجر یار میں جام شراب تھا
ٹوٹا پڑا ہوا قدح آفتاب تھا

سامان عیش ہجر کی شب مین عذاب تھا
کالی بلا سا اپنی نظر مین سحاب تھا

آنکھین دکھا رہی تھی اِدہر وحشتِ دلی
پھولا ہوا اُدہر کو چمن مین گلاب تھا

دل مین بھری ہوئی تھی ہوس عز و جاہ کی
دفتر مین اپنے لاکھ طرح کا حساب تھا

بے یار شیشہ سنگ ملامت تھا بزم مین
بے بادہ جام صورتِ چشمِ حباب تھا

چکھا نہ اسکو درد کشون نے ہزار حیف
شیشے مین اس فقیر کے اچھا گلاب تھا

پہلو مین رعبِ حسنِ صنم سے شبِ وصال
یہ دل زبان گنگ کا گویا جواب تھا

یہ سر وہ ہو کہ جسمین بھری تھی ہوائے دوست
یہ دل وہ ہے کبھی جو فلک کا جواب تھا

زخم جگر تھے اسمین کہ تھی نقد داغ دل
سرکار عشق سے جو ملا بیحساب تھا

پوچھے جو صحبت می و معشوق حشر مین
کہہ دونگا آپ ہی کا دیا یہ شباب تھا

یہ دل وہی ہے جو کہ رہا غرق بحرِ عشق
یہ وہ حباب ہو جو کبھی زیرِ آب تھا

برسون ہی دل مین مصحفِ رخسار کا رہا دھیان
دابی ہوئے بغل مین خدا کی کتاب تھا

لگتے تھے پاؤن گور کے اندر شب وصال
اپنا سمندِ عمر کا پا در رکاب تھا

ساقی تھا اور کثرت گلہائے باغ تھی
سبزہ اور یہ دلِ خانہ خراب تھا

دیکھا ہے ہمنے جو کہ تماشا جہان کا
دہوکا واہمہ تھا توہم تھا خواب تھا

پست و بلند بحر جہان یار ناصحا
اپنے نظر مین صورتِ موجِ حباب تھا

پھنکتا تھا شیخ بادہ کشون سے ہمارے نز
آتش سے مے کی مرغِ مصلا کباب تھا

کیا چپ ہوئے ہین کرکے نکیرین گفتگو
یہ منتشے بھی ایک ہی حاضر جواب تھا

تاثیر عشق گبر و مسلمان یہ کر گیا
ساقی شرابِ ناب سے دو جام بھر گیا

ہنستا جو سامنے سے وہ گلرو گذر گیا
دامن مری نگاہ کا پھولونسے بھر گیا

اچھا ہوا شباب کا عالم گذر گیا
اک جن چڑھا ہوا تھا کہ سر سے اُتر گیا

کیونکر نہ ہو محبت دنیا یہ اعتقاد
قارون کے ساتھ مال زمین مین اُتر گیا

طفلی گئی شباب مٹا پیری آ گئی
ہونا تھا جو ہوا وہ جو گذرا گذر گیا

اظہارِ عشق سے اُنہیں آیا جو مین غرور
مین نے بھی کیا ہی کام کیا جھٹ مکر گیا

مصروف ہے زبان درِ دندان کے صفیر
مونہہ موتیون سے کو لی مرا آج بھر گیا

نا فہمون مین پڑا مرا دیوان ہزار حیف
کتّون کے سامنے مرا لختِ جگر گیا

کس درجہ رفتہ رفتہ کیا کام عشق نے
آخر غمِ فراق مرے دل چر گیا

اس جوششِ شباب کا عالم نہ پوچھیے
اک موج بحر تھا ادھر آیا اودھر گیا

شمع مانند بزمِ یار گھر اپنا ہوا
کٹ گئی سب عمر قصّہ مختصر اپنا ہوا

یہان لے آیا کون ایسا راہ بر اپنا ہوا
اس خراب آباد مین کیونکر گذر اپنا ہوا

بعد مدت جا سوے اُسکی دلِ شفاف میز
شکر ہے خالق کا کیسے گھر مین گھر اپنا ہوا

بل نہ نکلا اُسکے گیسو کا نہ وہ سیدھا ہو
آہ بی تاثیر نالہ بے اثر اپنا ہوا

خطِ شوقیہ بھی آیا ہے پیام وصل بھی
نالۂ جانکاہ کوئی کارگر اپنا ہوا

بڑھ چلا چاکِ گریبان اوڑ چلی بادِ بہار
بل لگا کرنے جنون رنگ دگر اپنا ہوا

ہو چکے مانند پیچ و تاب مین کی ہر بسر
شاعرِ بحر غزل مین جب گذر اپنا ہوا

بعد مدت کے چڑھے ہے نظر دیدہ اُس عیار کے
دیکھنے کی بات ہے آنکھون مین گھر اپنا ہوا

آنکھ کے کھلتے ہی سیر مین بھر گئی بادِ فنا
بحرِ ہستی مین حباب آسا گذر اپنا ہوا

ایکدم کو جائے اسکے دلِ شفاف مین
عکس کے صورت سہی آئینے مین گھر اپنا ہوا

یا محمد کیا لائے مجھے کیا ہمراہ اپنے لیچلے
بارِ ہستی کے تلے ناحق کو سر اپنا ہوا

لیکے جاتا منزلِ پیرِ مغان تک جو ہمین
آجتک کوئی نہ ایسا راہبر اپنا ہوا

پھر بہار آئی چمن مین پھر ہوا جوشِ جنون
دشت کی جانب کو پھر عزمِ سفر اپنا ہوا

اشک ضایع نہ ہو رہینگے دُرِ سفتے ترے
دیکھ لینا جب کوئی اہلِ نظر اپنا ہوا

عمر اپنی بڑھ جائیگا اکدن آشنا رہجائیگا
مدعی جاتا رہیگا مدعا رہجائیگا

دشتِ الفت مین قدم جسکا ذرا رہجائیگا
مثلِ گردِ قافلہ پیچھے پڑا رہجائیگا

ذکر رونیکا مرے بعدِ فنا رہجائیگا
خشک ہو جائیگا چشمہ ماجرا رہجائیگا

فصل گلمین دیکھکر دستِ جنون کے فیض کو
شیخ جی کا ساقیا دست دعا رہجائیگا

اپنے آہونکے چلین گے جبکہ جھونکے بائین
دیکھ لینا پھٹ کے دامانِ صبا رہجائیگا

بزم مین اُس چشم مخموری کے آگے ساقیا
طاقِ نسیان پر ترا شیشہ دہرا رہجائیگا

کچھ گدا و شاہ کے ہمراہ جائیگا نہین
بوریا رہجائیگا تاج ولوا رہجائیگا

پاس ہے جاہ و حشم اپنے نہ ہر کچھ ملک و مال
کیا بگڑ جائیگا اپنا اور کیا رہ جائیگا

اکدن ہونی ہے وہ درپیش منزل جسجگہ
آشنا رہجائیگا نا آشنا رہجائیگا

اکدم خالی نہین رہنے کا کوچہ عشق کا
اور میرے بعد کوئی دوسرا رہجائیگا

آج مین بچھا ہون کل بیٹھیگا کوئی اوریا
یون ہین بچھا بوریا اس فقر کا رہجائیگا

عاشق جانباز تجکو دیکھ کر مرجائینگے
ہاتھ قبضے پر ترا ظالم دہرا رہجائیگا

آرزو رہجائیگی ہمکو وصال یار کی
لوح دل پر نقشِ حرفِ مدعا رہجائیگا

وہ یکایک قتل عاشق کو کرے گا منتخی
یہ خبر وہ ہے کہ جسکا مبتدا رہجائیگا

کیونکر نہ زور شور ہو میری زبان کا
آخر مین عندلیب ہون کس گلستان کا

رہنے کی کچھ نہین نہ ٹھکانا مکان کا
مانند بو زمین کا نہ ہون آسمان کا

بادِ خزان اوڑی چمن روزگار سے
تنکا نہین بچا ہے مرے آشیان کا

روح روان جسم کے اے دل مقام ہے
مین جانتا ہون فرق زمین آسمان کا

انسان کی زیست آمد و رفت نفس سے ہر
باندہا ہوا ہر ایک ہر اسی ریسمان کا

منصور ہے نہ قیس نہ فرہاد و کوہکن
کس سے پتا لگاؤن مین مُغ کی دکان کا

کعبہ و دیر خلد و ارم جنت النعیم
ہر ایک نام یار کی ہے آستان کا

شیرینی کلام نہ جائیگی عمر بھر
چسکا نہین چھٹے گا ہماری زبان کا

مرغ چمن ہو ا ہمین کہ ہو بلبل قفس
نقال ہے ہر ایک مری داستان کا

منصور یون ہے دار سے عالم مین نامور
لشکر مین جس طرح سے ہو ہاتی نشان کا

تائیدِ آسمان ہے ہر اک اہلِ دل کے ساتھ　　قسمت ہے طایران بلند آشیان کا

بے قدردان لباس نہین آبرو نہین　　اپنا کمال حال ہے مفلس جوان کا

چھایا ہوا ہما ہے سگِ یار گرد ہے　　بھوکا ہے کون کون مرے استخوان کا

دفتر تھے دو کھلے ہوئے راز و نیاز کے

قاصد سے اپنے فرق نتھا دو کمان کا

در پہ اُس شوخ کے جب جا بیٹھا　　یار سب کہتے ہین اچھا بیٹھا

خوبیٔ قسمتِ قاصد دیکھو　　پاس اُس شوخ کے کیا جا بیٹھا

ہے حبابِ لبِ دریا انسان　　جب ذرا سر کو اوٹھایا بیٹھا

ضعف پیری سے بنا نقشِ قدم　　مین وہین کا ہوا جسجا بیٹھا

صورتِ باد رہا سرگردان　　خاک کی طرح مین اٹھا بیٹھا

پاؤن پھیلے جو ترے کوچے مین　　کاٹ کے دستِ تمنا بیٹھا

بحرِ ہستی مین حبابون کی طرح　　سیکڑون بار مین اُٹھا بیٹھا

کب سے یترا فلکِ شعبدہ باز　　دیکھتا ہون مین تماشا بیٹھا

سامنے کس کے جھکایا سر کو　　کس لیئے تیغ تو آٹھا بیٹھا

نہ تو نالہ ہے نہ افغان اے دل　　کس لئے چپ ہے اکیلا بیٹھا

خواب سیرِ چمنِ عالم ہے　　کیا دلِ زار ہے بھولا بیٹھا

دامنِ دل پہ لگا داغِ جنون　　ملک پر عشق کا سکا بیٹھا

نقدِ دل تھا جو بضاعت مین ہی　　عشق مین اسکو بھی کھو کھا بیٹھا

جو گیا ملکِ عدم کو وہ گیا　　اسکے کوچے مین جو بیٹھا بیٹھا

دلکو ہے جذبۂ الفت شاید　　بک رہا ہے جو اکیلا بیٹھا

چل بسی منتی سب یار ترے

تو یہان کرتا ہے اب کیا بیٹھا

دل مین اک نور کا جلوا دیکھا　　بند اس قطرے مین دریا دیکھا

دل مین نیرنگ تمنا را دیکھا — جزو مین کل کا تماشا دیکھا
دل مین پوشیدہ تھا اُسکا جلوا — سر کو جو وقت جھکایا دیکھا
ہم نے اس خاک کے پتلے مین نہان — قدرتِ حق کا تماشا دیکھا
نہ ہوا مقصدِ دل زیبِ کنار — ہمنے ہاتون کو بھی پھیلا دیکھا
حرم و دیر مین مینحا سنے یمن ہ — ہمنے تجھکو نہین کس جا دیکھا
ساکن دیر و حرم سے پوچھو — کہین وہ بھی نظر آیا دیکھا
لطفِ گلزار و خرابی چمن — جو اِن آنکھون نے دکھایا دیکھا
قاصدا تجھکو بلاکر تھفا ہ — اُسنے پردا نہ اُٹھایا دیکھا
آئینہ تھا قدمِ آدم کو یا ہ — صاف اُس بت کا سراپا دیکھا
ترے بازار جہان مین گردون — اک نیا روز تماشا دیکھا ہ
دل دیا جان بھی دیدی اُسکو — یہی اُلفت کا تقاضا دیکھا ہ
ہوشیار اُسکو جہان مین پایا — جسکے سر مین ترا سودا دیکھا
نہ کیا مردہ دلون کو اچھا — بس تجھے رشکِ مسیحا دیکھا
دیکھکر لوٹ گیا تیغ اُسکو — ذبح کل مرغِ مصلّا دیکھا ہ

منتھی اوڑ گیا دل یار کے پاس
پھر گیا گود کا بالا دیکھا ہ

جب سے احوال سنا کوہکن اک ہم فن کا — کہین تیشہ نظر آیا مرا ماتھا ٹھن کا
کاٹ بھی لے سر آمادۂ سودا اے فلک — دور بھی ہوئے کہین بوجھ مری گردن کا
فاتحہ خوانی کے حیلے سے حسین آتے ہین — نقش جب بنگیا تعویذ مرے مدفن کا
نالہ و آہ کے ذرات اٹھائین جو کہین — دل نہ پتھر کا ہے اپنا نہ جگر آہن کا
جامۂ تن بھی بنایا ہے عجب صانع نے — نہ یہ محتاج گریبان کا نہ کچھ دامن کا
پھلوئی ماہ مین مجکو نظر آتا ہے سہیل — اُسکی پیشانی پہ ٹیکا تو نہین جبین کا
کبھی کھل جاتا ہے سینہ کبھی پھلو کبھی سر — بے خبر جس سے ہین وقت ہے الھڑپن کا

ہی نمونہ تری طفلی کا ہلالِ گردون
بدر چھایا ہے جوانی کے ترے جوبن کا

ابر ہے باغ ہے سبزہ ہے حسین ہین مے ہے
یار بھی چل کے مزا لوٹتے ہین ساون کا

یاروا غیار کے گھر مین وہ چلے جاتے ہین
دہیان اپنا نہین عالم ہے ابھی بچپن کا

منتقی معرکۂ عشق مین رکھے جو قدم
اسقدر حوصلہ رستم کا نہ ہے بہمن کا

اشک کو تاثیر دے اچھا کیا
قطرۂ ناچیز کو دریا کیا

شربتِ وصلت پلا یا یار نے
ہجر کے بیمار کو اچھا کیا

قامتِ رعنا دکھا کر یار نے
سرو کو گلزار مین رسوا کیا

بھر نا ان در بدر پھرا یا حیف ہے
مجھکو صانع نے سگِ دنیا کیا

دل دیا تجھسے بتِ سفاک کو
بیٹھے بٹھلائے یہ سینے کیا کیا

وعدۂ دیدار رکھا حشر پر
کارِ امروزہ کو کیون فردا کیا

انتظارِ یار مین بستر پہ شب
نیم بسمل کی طرح لوٹا کیا

دستخطے دکھلاؤن گا فردِ جبین
حشر مین پوچھا جو مجھسے کیا کیا

نقدِ دل دیکر غمِ الفت لیا
ہمنے اس بستی مین یہ سودا کیا

حشر مین یہ تو کھون گا برملا
اِن پریزادون نے دیوانا کیا

آئینہ ہمنے مقابل کر دیا
آسنے یکتا ئی کا جب دعوا کیا

معنیٔ تحریرِ قسمت منتقی
زندگی جب تک رہی سمجھا کیا

سن گھٹا یار کا تب وصل ہمارا ٹھرا
جنس جب چھٹ گئی اُسوقت یہ سودا ٹھرا

محتسب ٹھرا نہ زاہد کبھی اسجا ٹھرا
بزمِ رندان مین جو ٹھرا تو یہ مینا ٹھرا

نہ اٹھا کوئے توکل سے نہ دردیجا
حرصِ بیہودہ نہ مجکو سگِ دنیا ٹھرا

ہوش کر ہوش جنون فصلِ بہار آپہنچی
جا مرے رہنے کے خاطر کوئی صحرا ٹھرا

آبرو راز محبت کی ڈبو دیتا ہے
قطرۂ اشک نہ ٹھرا کوئی دریا ٹھرا

ہر گھڑی پوچھتے ہو بیار رہیں کرتے ہو
عاشقی ٹھہری کہ اٹھائے تقاضا ٹھہرا

اُس سے کسدن ہوا بیمار محبت کا علاج
سامنے یار کے کس روز مسیحا ٹھہرا

چل کے آیا تھا بڑی دور سے ٹھہرا چرخ
ایک دو دم کے لئے مین بھی یہان آٹھہرا

پرورش ہمنے کیا دلکو گیا یار کے پاس
یہ تو بتلائے کوئی مال یہ کس کا ٹھہرا

لئے جاتی ہے ہر اک سمت ہوائے دنیا
آدمی مین نہین ٹھہرا کوئی پتا ٹھہرا

مے کے دریا یہ بہے رات کو مئخانے مین
شیشہ آنکھون مین حباب لبِ دریا ٹھہرا

ان حسینون کا طلسماتِ جہان کے اندر
پتلیون کا مری آنکھون مین تماشا ٹھہرا

ایک دم بھی نہین اسکو کسی عالم مین قرار
دلِ مضطر نہین ٹھہرا کوئی دریا ٹھہرا

دل دیا اُف نہ کیا مال دیا آہ نہ کی
منتقی تو بھی فنِ عشق مین یکتا ٹھہرا

منصور پیتے ہی مے الفت بہک گیا
جام مئے الست بھرا تھا چھلک گیا

پیری ہوئی شباب سے اُترا جھٹک گیا
شاعر ہون میرا مصرعۂ ثانی لٹک گیا

مجھ رند پاک کا کبھی چلو نہ بھر دیا
ساقی ترے کرم سے ہر اک یار جھک گیا

مین لوٹ ہو گیا ہون خطِ سبز رنگ پہ
خار چمن سے دامن دل یہ اٹک گیا

پیری مین دل دیا بتِ بیرحم یار کو
منزل قریب تھی کہ مسافر بہک گیا

بھڑکایا دل کو تذکرۂ حسنِ یار نے
ایک ڈھیر آگ کا تھا ہوا سے دہک گیا

پردہ شرابِ عشق کا منصور سے کھلا
نداف تھا کہ پنبۂ مینا دہنک گیا

بلبل ہے چپ نسیم سحر بھی خموش ہے
شاید چمن مین برگِ خزانی کھڑک گیا

جامِ بلورِ مے کا بھرا یار نے دیا
شب کو ہمارا اخترِ طالع چمک گیا

تو وہ حسین ہوا کہ ہوئے تجہ پہ سب فدا
ایسا ہی گل کھلا کہ زمانا مہک گیا

رتبہ ترے کرم سے ہوا خاکسار کا
خورشید کیطرح سے یہ ذرہ چمک گیا

سو دسے سے جو بھرا وہ ہوا سر وبالِ دوش
بار شجر ہوا وہ ثمر جو کہ پک گیا

لگتا بہار گل مین گریبان کا کیا پتا
دامن کے پھاڑنے مین کہو ہاتھ تھک گیا

اُسیکی بات اُسی کا یہان مقام رہا — وہی رہا جو زمانی مین نیکنام رہا
خیال دل مین مغان یہان مدام رہا — شراب جام سے لبریز اپنا جام رہا
بہار جاتے ہی کہکے چمن سے غنچۂ گل — خزان کے آتے ہی مینا رہا نہ جام رہا
عدم کسی نے کہا ہمنے نقطۂ موہوم — دہن مین یار کے حجت رہی کلام رہا
اثر پذیر نہ ہرگز ہمارے اشک ہوے — یہ آب و دانہ ہمین عمر بھر حرام رہا
مسافرانہ ہم آتے تھے بحر ہستی مین — حباب وار کوئی دم یہان مقام رہا
نمود خط کی ہوئی قدر زلف وخال گھٹی — خزان کے آتے ہی دانہ رہا نہ دام رہا
ذرا رقم نہ ہوا جنگ حسن و عشق کا حال — گھٹی اک عمر پہ قصہ یہ ناتمام رہا
جو حال پیر خرابات پوچھتے جلکر — نبی رہا نہ جہان مین کوئی امام رہا
وہ راہ ہے جب سے قدم کوچۂ توکل مین — نہ فکر صبح نہ سودائے قوت شام رہا
ہمیشہ وار رہا بند نقاب صاحب کا — سمند ناز ترا یارب بے لگام رہا
کھلا نہ راز محبت بہت تلاش رہی — جنون پختہ کے خاطر خیال خام رہا

رہا شباب کا جب تک کہ ولولہ باقی
ہر اک حسین کا بدل منتشی غلام رہا

ٹل گیا وقت کیا جوانی کا — مٹ گیا لطف زندگانی کا
جسکو کہتے ہین یار ماہ تمام — ہے مرقع تری جوانی کا
سن کے بولے مرا فسانۂ غم — لطف کس کو ہے اس کہانی کا
کیا بیان رتبۂ شہادت ہو — ملک ہے عمر جاودانی کا
کیا کرون کا مین دولت کونین — وصل ممکن ہے یار جانی کا
گم ہوا دل سے نالۂ جانکاہ — پر کٹا مرغ آسمانی کا
اوٹھہ گیا صبح یار پہلو سے — ہو برا مرغ آسمانی کا
دہوم ہر سمت ہے سخن کی مرے — شور ہے میری جان فشانی کا
کھینچے اُس برق وش کی گر تصویر — ہاتھہ کانپے ضرور مانی کا

سرمہ زیبِ نگاہ کرتا ہے — بل مشا تیغِ اسفہانی کا
نہ مزمے منتھی سکے گر سُن ملے
دم گھٹے مُرغِ بوستانی کا

دہیان آیا جبکہ گھڑی اُسکے رُخِ پرنور کا — پھر گیا آنکھون مین جلوہ صاف برقِ طور کا
عشق مین موئے کمر کے اسقدر ہُون ناتوان — ہاتھ مین میرے عصا بھارے ہے پائے مور کا
ہو رسا ایسی کمندِ فکر میری اندنون — پاس آجاتا ہے کھنچکر مرغ مضمون دور کا
شیخ وزاہد سا جہان مین کوئی خود مطلب نہین — کی عبادت خوب ہی لالچ جو پایا حور کا
ساقیا لا جلد تو جامِ شرابِ لالہ گون — دہیان آیا ہے کسی کے دیدۂ مخمور کا
خاکساران جہان کے واسطے فرشِ زمین — مرتبہ رکھتا ہے ایدل مسندِ فغفور کا
ہے قدر انداز ایسا خامۂ مضمون تراش — تاکتا رہتا ہے ہردم یہ نشانہ دور کا
نانِ نعمت کا نہین دہیان اسکو ہے نانِ جوین — دل ہے کشکولِ گدا کاسۂ نہین فغفور کا
پاس روئی ماہ وش کے دیکھکر خالِ سیاہ — دل بچارا ہے یہی دودہ چراغِ طور کا
منزلِ ہستی مین آٹھرا ہے دو دن کے لئے
منتھی ورنہ مسافر ہے نہایت دور کا

سودا ہوا ہے سر مین بہت عزوجاہ کا — پشتارہ دوش پر ہے ہمارے گناہ کا
ہاران ہون شیفتہ ہون اُسی کی نگاہ کا — مالک جو ہے جہان مین سفید و سیاہ کا
دیوانہ وار کوئی بتان مین جو مین گیا — رتبہ تمام مجھ پہ کھلا لا الٰہ کا
میری طرف سے جاکے کہو آسمان سے — بنتا ہے کیون سپر تو مرے تیرِ آہ کا
پیرِ مغان نے کوچہ اُلفت دکھادیا — ہاتھ آگیا نشان مجھے سیدھی راہ کا
ہر رنگ مین ہے جلوۂ جانانہ آشکار — پروا نہین رہا ہے ذرا اشتباہ کا
دم بھرتا ہے اُسی کا ہر اک شیخ و برہمن — کب طالبِ ثواب ہو مورد گناہ کا
صوفی صفا پذیر ہین ہین رند پاکباز — مالک ہے ایک ایک ہر اک اپنی راہ کا
جو کچھ کہ لکھدیا تھا ازل مین وہی کیا — اس سے گھٹے بڑھے ہے تو ہون مورد گناہ کا

بے حکم آپ کے نہین رکھا ہے اک قدم
ناحق کا بوجھ سر پہ مرے ہے گناہ کا
نفسِ حریص بھی ہے توکل کے گھات مین
دشمن ہوا ہے اور سنو جور شاہ کا
کعبہ کنشت سے مجھے کیا شیخ و برہمن
جویا ہون اس جہان مین مین اور راہ کا
نارِ جہیم سے جو ڈراتا ہے زاہدا
کیا اُمتی نہین مین رسالت پناہ کا
روشن ہے جب سے شمع ہدایت جہان مین
باقی نہین ہے نام بھی روزِ سیاہ کا

ہوگیا عاشقِ شیدا بُتِ ہرجائی کا
خاک مین مل گیا دعوا مری دانائی کا
حیف سودا نہ گیا قیس سے سودائی کا
داغ اچھا نہ ہوا لالۂ صحرائی کا
جب سے نازک کمر یار کی کھینچی تصویر
ہوگیا شہر مین شہرہ مری بینائی کا
سحد تیرہ مین جو وقت گذر اپنا ہوا
یاد آیا ہمین عالم شبِ تنہائی کا
آسمان سر پہ اٹھا لون مین کرون وہ نالے
پاس ہے مجکو مگر یار کی رسوائی کا
حرم و دیر مین ثانی نہین پاتا اسکا
ہے بجا یار کو دعوی مرے یکتائی کا
تو ہر اک رنگ مین اچھا نظر آتا ہے مجھے
قطع ہے جسم پہ جامہ ترے زیبائی کا
زہر کھا جائے گلا کاٹ کے مین ڈوب مرے
کبھی عاشق نہ ہوا انسان بتِ ہرجائی کا
حکم سے عشق کے جنگل مین پھرا ہون برسون
مدتون کام رہا آبلہ فرسائی کا
خوشنما سایۂ شمشاد کو دیکھا جب سے
پاؤن پر یار کے ہے قصد جبین سائی کا
ذکر ہے شیخ و برہمن مین وجاہت مکاری
حرم و دیر مین غل ہے تری رعنائی کا
رحمتِ حق کا طلبگار رہون ہر دم منتظر
منتظر رہتا ہون مین آمدِ بالائی کا
آئینہ ہم نے دکھا کر یہ کہا اُس بُت سے
مٹ گیا آج تو دعوا تری یکتائی کا
منتہی روزِ جزا ہو نہ فضیحت یارب
متحمل نہین بندہ ترا رسوائی کا

مبتلا یہ دل ہوا جب یار رنگا ہوگیا
شمع بے پردہ ہوئی قربان پتنگا ہوگیا
گر پڑے عشاق اسکی تیغ خون آشام پہ
گل شہادت کے طلبگار دونگا ذنگا ہوگیا

دفن کرکے فاتحہ پڑہکے مرا بولا وہ شوخ
آج بیمارِ محبت مرا چنگا ہو گیا

بزم مین جلکر کیا شب رازِ اُلفت آشکار
شمع کے مانند پروانہ بھی ننگا ہوگیا

گرکے اُسکے کوچہ تاریک مین نکلا نہ دل
پیچ زلف یار کا مجکو اژ نگا ہوگیا

وصف دیر وکعبہ کا ہمنے جدا گانہ کیا
ایک ہی مضمون تہا فقرہ دو رنگا ہوگیا

بڑہتے بڑہتے اپنا طول زندگانی کم ہوا
گہٹتے گہٹتے جامہ ہستی اُڑنگا ہوگیا

خوشنما ہے اُس رخِ روشن پہ کیا خالِ سیاہ
زیب گلزار ارم کا لا بھجنگا ہوگیا

شاہ ہفت اقلیم سے ایدل گدائی دہر تک
ڈہنگ سے آیا وہ جسنے یہان کڈہنگا ہوگیا

یون کہین گے یار اقلیم سخن مین اندنون
منتھی بہی ایک ہی کٹا دہینگا ہوگیا

حال میری بزم کا بے نرخِ جانانہ نہ تھا
آہِ سوزان شمع تھی دل صورتِ پروانہ تھا

بزمِ عشق یار مین غافل تھا یا فرزانہ تھا
اپنے اپنے حوصلہ مین ہر کوئی دیوانہ تھا

یہ ہوا ثابت مجھے اے ساقی روزِ ازل
آدمِ خاکی شرابِ عشق کا پیمانہ تھا

روز آرایش یہ تھی آٹھون پہر اسکی انیس
دنکو آئینہ تھا شب کو زلف تھی یا شانہ تھا

روبرو سے اُسکے آئینہ جدا ہوتا نہ تھا
شیفتہ آئینہ تھا اپنا آپ وہ دیوانہ تھا

نیم وا تھی چشم وقتِ خواب اُس میخوار کی
بے خبر ساقی پڑا تھا وا درِ میخانہ نہ تھا

دیکھتا ہون اُسگھڑی حسرت سے کیا سوئے فلک
جب کوئی کہتا ہے ہم تھے یار تھا پیمانہ تھا

کیا عمارت منزلِ دنیا کی خوش اسلوب ہے
کون تھا معمار اُسکا کون صاحب خانہ تھا

اہل دنیا زن پرستو نکو نہ سمجھا مین کبھی
اِسقدر مجکو خیالِ ہمتِ مردانہ تھا

تھا خیال ساقی مہوش سے دل روشن مرا
ساغرمے رات کو یعنے چراغ خانہ تھا

کھو کے نورِ حسن کو خطِ سیہ خود رہ گیا
خط نہ تھا اُجڑی ہوئی جاگیر کا پروانہ تھا

چشمِ اشک آلود سے ہمکو یہی ثابت ہوا
مردمِ آبی کے بھی ہمراہ آب و دانہ تھا

کونسا دل تھا مے وحدت سے جو مملو نہ تھا
ساقی گردون دونکا کیا جہان میخانہ تھا

فتنے کہتا تھا مجھے زاہد برہمن بت پرست
کونسے جا تھی جہان میرا نہین افسانہ تھا

روبرو میرے رہا جبتک کہ دم مین دم رہا
عشق بت تھا یا چراغ زیست کا پروانہ تھا

پائے خم پر سر تھا گاہی گاہ تھا ساغر بکف
مشرب رندانہ تھا یا سجدۂ شکرانہ تھا

چھا گیا خواب عدم مجہپر یکایک منتقی
یہ نہین معلوم ایسا کون افسانہ تھا

دیکھئے کھانی ہے سرکس کس نحیف وزار کا
پیٹ خالی کب سے ہے قاتل تری تلوار کا

جابجا چرچا ہے میری طبع طرار کا
چار سو شہرہ جہان مین ہے اسی تلوار کا

ہو نمایان مژۂ چشم سیاہ یار کا
سنبلستان مین ہے مسکن آہوئی تاتار کا

چار سو شہرہ ہوا ابتو بوئے زلف یار کا
ہو گیا بازار پھیکا نافۂ تاتار کا

جسم خاکی چھوڑ کر اکدن نکلجائیگی روح
ساتھ دینے کا نہین بیدل کبھی اسوار کا

بادشاہی دوجہان کی دی مجھے کرکے شہید
ہو گیا بال ہما پھل یار کی تلوار کا

دیر کو جاتا ہے گاہی گاہ کعبے کی طرف
حال ابتر ہے تمھارے طالب دیدار کا

بادشاہونکو مبارک چتر زرین ہو مدام
ہے مجھے ظل ہما سایۂ تری دیوار کا

تندرستو نسے زیادہ جانتا ہون تندرست
جو کہ ہے بیمار تیری نرگس بیمار کا

راہ جاتی ہے نہین دل ترے اغیار کی
بند ہوتا ہی نہین رخنہ تری دیوار کا

مرتے ہین اغیار اسکی خوش بیانی دیکھکر
کام کرتا ہے قلم میرا زبان مار کا

اسکی آہ آتشین سے چاہئے اے دل حذر
آشیان پھونکا ہے جسنے بلبل گلزار کا

جمع کرتا ہے جو مال دنیوی کو روز و شب
مین سمجھتا ہون اوسے مزدور ہی بیکار کا

جو کیا اچھا کیا جو کچھ کریگا خوب ہے
دم نہ مارو منتقی موقع نہین تکرار کا

پھر فراق یار کا بار الم پیدا ہوا
جس سے دل ڈرتا تھا میرا پھر وہ غم پیدا ہوا

روز فرقت مرکے کاٹا تھا شب آئی ہجر کی
وہی غم بھولا نہ تھا یہ اور غم پیدا ہوا

مین نہین پیدا ہوا پیدا ہوا رنج و ملال
تو نہین پیدا ہوا جور و ستم پیدا ہوا

سختئ غم دن رات تابکے جہان کے ہاتھہ سے
مثل انفاس مسیحا دمبدم پیدا ہوا

نالۂ دل کثرتِ آہ و فغان داغِ جگر
یہ ہماری واسطے جاہ و حشم پیدا ہوا

عشق کی راہون سے شیخ و برہمن ہین بیخبر
دیر کیون پیدا ہوا پھر کیون حرم پیدا ہوا

کر رہا ہون سیر عالم کی مین اسمین روز و شب
دل بغل مین بنا گویا جام جم پیدا ہوا

دے گئے صدمے پہ صدمے ہمکو یارِ رفتگان
ان کے ہاتون سے ہمیشہ غم پہ غم پیدا ہوا

شمعِ سوزان کیطرح اس بزم عالم مین مدام
جو کوئی پیدا ہوا باچشم نم پیدا ہوا

زخم دل پر کیا لگا تیغِ فراقِ یار کا
منتھی اک جادۂ ملک عدم پیدا ہوا

تیغِ خزان جسدم کھنچی خالی گلستان ہوگیا
گھسکے جوانان چمن سنبل پریشان ہوگیا

کثرت جو داغِ دل کی تھی پیری مین پژمردہ ہوئی
وقتِ سحر خاموش کیا سر و چراغان ہوگیا

خطِ سیہ پیدا ہوا کیا اوس پری کے گردِ رخ
قبضہ مین فوجِ زنگ کے ملکِ سلیمان ہوگیا

اے کاتبِ اعمال تم منھہ دیکھکر رہجاؤگے
فردِ عمل دھو جائیگی جسدم مین گریان ہوگیا

دیکھا ہے تونے کیا کمین لختِ دلِ عشاق کو
خون خشک تیرے جسم کا لعلِ بدخشان ہوگیا

گرمی تمھاری حسن کی پرتو فگن جسدم ہوئی
ذرہ صفت جو داغ تھا وہ مہرِ تابان ہوگیا

وا ہوگیا عشق نہان آنکھین ہوئین خونفشان
مثلِ قبائے گل میرا رنگین گریبان ہوگیا

سمجھا مین مسندِ شاہ کی اس بوریائے فقر کو
دستِ توکل جھگڑی میرا نگہبان ہوگیا

آئی تھی جو آئی قضا جو وقت تھا اسکا بندھا
تیغ نگاہِ یار کا کل مفت احسان ہوگیا

وصفِ خطِ روئے صنم ورد زبان ہے دمبدم
شکر خدا مین حافظِ تفسیر قرآن ہوگیا

دیکھا بہارِ حسن کو جب یار گل اندام کے
مجھسے جنونِ عشق کیا دستِ گریبان ہوگیا

تیغِ نگاہِ یار کا جب سامنا مجھسے پڑا
یہ جامۂ تن منتھی ہمشکل کتان ہوگیا

الفت کا تخم مزرعۂ دل مین جو بو دیا
ہمکو کمالِ عشق نے دنیا سے کھو دیا

دلکی صفا کو خواہشِ دنیا نے کھو دیا
تر دامنی نے جامۂ تن کو ڈبو دیا

سرگرم بزمِ یار مین دیکھا جو غیر کو
جب بس چلا نہ کچھ صفتِ شمع رو دیا

کیا جانے گذری کیا گل و لالہ پہ عندلیب — شبنم نے شب کو حال پہ انکے جو رو دیا
منصور نخل باغ شہادت تہا باغبان — دار فنا مین اسکو عبث تو نے بو دیا
جام شراب ناب نہ پایا کہ جام درد — ساقی کا شکر کرکے لیا ہمکو جو دیا
دل کی صفا کو حرص و ہوا سے مٹا دیا — ہا تو نے اپنے کیا دُرِ شہوار کھو دیا
عاصی کیا فقط مجھے طول حیات نے — اب لقا نے دامن عصمت بھگو دیا
موئے میان یار کو دل سا صفا دیا — موتی تہا خوب بال کے اندر پرو دیا

اچھا کیا دیا جو زر و مال منتہی
یہ تو بتاؤ دلکو کہان تمنے کھو دیا

حرم کی طرف روئے میخانہ پایا — کسی رند کو ہمنے بیجا نہ پایا
تری بزم مین ہمنے او عشق کامل — جو ہوشیار تہا اسکو دیوانہ پایا
ملا عشق کامل کب کوئی کامل — کبھی حسب دلخواہ سودا نہ پایا
ملا میکدہ مین نہ دیر و حرم مین — کہین یار تیرا ٹھکانا نہ پایا
زبان سے بھڑے جانباز اس تیغ کی کتنے — دم امتحان کوئی ہمسا نہ پایا
سما ہی مرے وحشت دل کی ہوتی — کوئی آجتک ایسا صحرا نہ پایا
مرے ملک کونین کے ہم اوڑاتے — کوئی ایسا مضبوط پایا نہ پایا

حرم مین رہا گاہ گہ میکدہ مین
کبھی منتہی تجکو بیجا نہ پایا

دل مری پہلو کے اندر یہ مکان ہی کسکا — جو مکین اسکا ہے وہ راحت جان ہے کسکا
نہ کھلا کچھ نہ کھلا وہ بت سفاک حسین — کس کا ہے آفت جان راحت جان ہی کسکا
قتل پہ عاشق شیدا کے جو باندہی ہے کمر — تم سمجھتے نہین اتنا کہ زیان ہے کسکا
حور عین خلد برین مد نظر ہے اپنے — شکل آئینہ یہ دل پھر نگران ہے کسکا
نقطہ ہے تنگ دہن مو ہے کمر باریک کمر — مجکو معلوم نہین وہم و گمان ہے کسکا
کس کا رخ غیرت گل ہے حسین عالم مین — صورت غنچہ تصویر دہان ہے کسکا

غیرتِ لالہ و گل کس کے ہین یہ عارضِ سرخ — ایسا خوشبو صفتِ غنچہ دہان ہی کسکا
روح خوش ہوتی ہے دل کھلتا ہے مثلِ گلِ تر — آجکل نام مرے وردِ زبان ہے کسکا
گفتگو کرتا ہے واعظ سرِ منبر کس کی — نغمۂ بلبلِ گلزار بیان ہے کس کا
یار کا یار تو ہو کوئی محبت مین توجا — پھر تو یہ خلدِ برین باغِ جنان ہی کسکا
یہ کسی عاقل و فرزانہ سے پوچھون جلکر — راز کسکا تھا نہان آج عیان ہی کسکا

منتھی یارِ گل اندام ہے بر مین اپنے
آج کی شب صفتِ خلد مکان ہی کس کا

ہر اک شی مین نظر آتا ہے جلوہ یارِ جانیکا — کدہر گم آج آوازہ ہے اُنکی لنترانی کا
سناؤن فصلِ گل مین زمزمہ جوشِ جوانی کا — کرون دم بند مین اکروز مرغِ بوستانی کا
بیان کس منہ سے ہو صدمہ فراقِ یارِ جانی کا — گلوے خشک پر عالم ہے خنجر کی روانی کا
نہ صحرا مجکو بھاتا ہے نہ گلشن ہی خوش آتا ہے — نیا مجنون بنایا ہے فراق اُس یارِ جانی کا
نگہبان ہی زمانہ کا وہ مہرِ خوش لقا اپنا — اُسی پر ختم ہے عہدہ ہر اک کی پاسبانی کا
شگفتہ گل کوئی جب دیکھتا ہون جا کے گلشن مین — نہایت یاد آتا ہے مجھے عالم جوانی کا
نظر آتی ہے جب سقفِ فلک پر کثرتِ انجم — کسی کا یاد آتا ہے دوپٹہ کامدانی کا
اُتارا سر مرا تن سے سبکباری مجھے بخشی — معالج تو ہوا اے یار میری سرگرانی کا
توہی ہے بطنِ مادر مین ہمارا پالنے والا — توہی حامی ہے اور رازق ہی مرغِ آشیانی کا
جنازہ پر جنازہ اُسکی کوچے سے نکلتا ہی — ہوا ہے شوق اُس قاتل کو شاید تیغ رانی کا
رخِ رنگین کی آرایش مین ازحد دخل ہی مجکو — اجارا لونگا رضوان سے مین عہدہ باغبانیکا
شہیدِ تیغِ ناز اپنا کیا تونے نہ اے قاتل — نہ تنہا مجکو بخشا حیف عمرِ جاودانی کا
اسیرِ زلفِ صنم کا ہو نہ کوئی مبتلا ہرگز — کوئی مورد نہ ہو یارب بلائے آسمانی کا

عطا کی عقل بخشا ہوش اُسنے منتھی مجکو
بیان کیا کیا کرون اللہ کی مین مہربانی کا

بی طلب گہر مین مری آہی گیا یار اپنا — خوب بیدار ہوا طالعِ بیدار اپنا

عاشقی صبر و تحمل ستم و جور و جفا — آپ کا کار ہے وہ اور ہی یہ کار اپنا
یار پر رنگ جوانی کا نہایت ہے کرم — اندنون خوب ہی گلزار ہے گلزار اپنا
ہاتھ جس روز کہ پکڑے گا جنونِ کامل — قطع ہو جائیگا دنیا سے سروکار اپنا
بام پر پردہ نشین آئے پہلو مین مرے — بند کر ماہِ فلک دیدۂ بیدار اپنا
فصلِ گل شور پہ ہے زور پہ ہے جوشِ جنون — خوب ہی اچھلیگا سودا سر بازار اپنا
دوربین چشم بنی ہے ترے نظارے کو — بند کر یار یہ ہر اک روزنِ دیوار اپنا
وصل مین جام مے سرخ کا چھلکا جبکہ — آگیا یاد مجھے دیدۂ خونبار اپنا
منزلِ عشق بنائے ہے دماغ و دل مین — کام جو کرنیکا تھا کر گیا معمار اپنا
جگر و دل کو مین رو بیٹھا ہون مدت گذری — اب نہ مونس ہے کوئی اور نہ غمخوار اپنا
مین نہ کہتا تھا دلا کوئی حسینان مین بجا — ایکدن ہوئیگا جینا تجھے دشوار اپنا
آسمان سر پہ کھڑا ہے ترے پہلو صبا — رازِ دل لب پہ نہ لانا تو خبردار اپنا
تمکو اے یار مسیحائے زمان کہتے ہین — کیون نہین کرتے اچھا کوئی بیمار اپنا
عفو ہوئینگے مرے جرم جنون کے ہاتون — ہوئیگا ابرِ کرم دامنِ کہسار اپنا
ایک عاشق کو پھٹکنے نہین دیتا شۂ حسن — سمجھا ہے ظلِ ہما سایۂ دیوار اپنا

دیکھ پھر کوئے قناعت مین خدا کی قدرت
منتقی توڑ تو پہلے بتِ پندار اپنا

لالچی یار سے پڑے پالا — نکلے قارون دنی کا دیوالا
دل ہے جو یا بلند مضمون کا — ہے نظر سوئے عالمِ بالا
گردشِ چشم نے ترے پیارے — اک زمانا کیا تہ و بالا
گیسوئے یار کو نہ چھیڑ اے دل — کاٹ کھائے گا ناگ ہے کالا
تیرِ بیداد ہے پئے عاشق — سرمگی چشم کا وہ دنبالا
سوئے دنیا ہوا دلِ محزون — پھر گیا مجھ سے گود کا پالا
دل ہمت بلند رکھتا ہون — تا فلک پہونچے گا مرا نالا

کچ نماک ہو میرا مصرعِ شعر — دل کی سانچے مین ہے اُسے ڈھالا
سرد مہری نے اس زمانیکے — کشتِ امید پر پڑا پالا
فکر کو نین کی جو رکھتا ہون — پیتا ہون مین شرابِ دوسالا
اشک گر ہون پسند یار مری — موتیون کا کبھی نہ لون مالا
دیدہ صاحبِ قناعت مین — دُرِ یکتا ہے صورت ژالا
ہمنے تیغِ شکیب سے کب کا — نفسِ سرکش کو مار ہی ڈالا

بعد مرنیکے منتقی تیرے
مادر گیتی پھنے رنڈسالا

راز اس دل کا جُدا ہے لبِ اظہار جدا — ہین جدا پردہ نشین مردم بازار جدا
تیغ کو کھینچے کھڑا ہے بتِ خونخوار جدا — سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہین گنہگار جدا
مبتلا اُسکا مین ہون وہ ہی مرا دیوانہ — وہ گرفتار جدا مین ہون گرفتار جدا
اہل دنیا ہین جدا طالبِ عقبی ہین جدا — بو الہوس لوگ جدا عاشقِ سرشار جدا
حلقہ گیسوئے مشکین کو وہ کٹواتا ہے — مار سے ہوتا ہے ہوشیار سرِ مار جدا
کم نہین ہوتے طلبگار شہادت اُسکے — روز سر تن سے وہان ہوتے ہین دو چار جدا
خوابِ غفلت نہ مری آنکھو نمین آیا تا زیست — مجھ سے اکدم نہ ہوا طالع بیدار جدا
نقشِ دنیا ہے جدا نقشِ محبت ہی جدا — سکہ داغ جدا سکۂ دینار جدا
دل کے خواہان ہین حسین اُنکے ہین خواہان عاشق — اسکے طالب ہین جدا اُنکے طلبگار جدا
اُسکی ہی کم سخنی باعثِ شیرین سخنی — کیا گلہ اسکے نہ ہو گر لبِ اظہار جدا
دور ہے منزلِ مقصود سے ہر ایک بشر — تجھسے پاتا ہون زمانیکو مین اے یار جدا
اتنی وسعت پہ اسی کی بنی ہے کیا کیا قدرت — خانہ دل کا مگر ہے کوئی معمار جدا
ایکدم سے گئے دل سے مرے صبر و شکیب — ایکدم سے ہوئے ہین مرے غمخوار جدا

دیدہ و دل سے جُدا کیون نہ ہو چشمِ جانان
منتقی رہتا ہے بیمار سے بیمار جدا

نکل کے روح گئی تن سے بیگمان تنہا
مکان کو چھوڑ گیا صاحب مکان تنہا

ملا نہ دل کو کوئی مونسِ خوش بیان تنہا
تمام عمر رہا اپنا آشیان تنہا

کبھی عدم مین رہا گہہ وجود مین آیا
پھرا ہون زیست مین اپنی کہان کہان تنہا

عدم مین کون تھا اپنا وجود مین ہے کون
مین کیا کہون کہ رہا ہون یہان وہان تنہا

تمام حال ترے سرکشی کا کھل جاتا
مری طرح سے جو پھرتا تو آسمان تنہا

کسی بشر کی نہ مٹی خراب ہو یارب
نہ پیر ہو کوئی تنہا نہ نوجوان تنہا

سوائے روح نہین کوئی جسم کا مالک
یہ وہ مکان ہے جسمین ہے میزبان تنہا

نہ زمزمے وہ سنے عندلیب کے تا زیست
جو گوش دل سے سنے میری داستان تنہا

دم سحر نہ مرے پاس سے تو اُٹھ جانا
نہ چھوڑنا مجھے پیری مین او جوان تنہا

اوڑا ہے نرم سے اُس گلعذار کا شہرہ
چلا ہے بو کا گلستان سے کاروان تنہا

طپش سے آتش گل کی بہار مین بلبل
جلین ہین شمع صفت میرے استخوان تنہا

نہ یار ہووے نہ مے ہو نہ ہو جو تو ساقی
مری نظر مین جہنم ہے گلستان تنہا

کشش سے اپنی دلِ یار کھنچ کے آئے گا
جہاز کھینچکے لاتا ہے بادبان تنہا

دکھاکے فرد عمل منتہی بروز جزا
جلے گی صورتِ مقراض یہ زبان تنہا

کب مین پابدستِ جنون بے سروسامان نہوا
گاہ دامن نہ ہوا گاہ گریبان نہوا

حسن نیرنگ صنم سے مین مقابل کرتا
حیف ہے قبضۂ قدرت مین پرستان نہوا

خواہش وصل ہوئی جب نہوا وصل نصیب
جسگھڑی درد ہوا اُسگھڑی درمان نہوا

مال کیا مال ہے نقدِ دل و جان تک دیتا
حسب دلخواہ ہماری کوئی جانان نہوا

صدفِ چشم نے جسدم کہ گرائے دُر اشک
سامنے اُسکے کبھی موسم نیسان نہوا

تنگ کسدن نکیا وحشتِ دل نے مجکو
مجھ سے کس روز جنون دست و گریبان نہوا

راستی راہ حقیقت کی دکھاتا وہ مجھے
ایسا ہندو نہ ہوا ایسا مسلمان نہوا

کب نہ لٹتے لئے پوشاک کے تیرے ظالم
ایجنون کب مین ترے ہاتھ سے عریان نہوا

عشق کے راز کو میرے نہ چھپایا صد حیف — تجھ سے کام اتنا مرا دیدۂ گریاں نہوا

منتھی دیر کی خواہش نہ حرم کی مجھکو
دہر مین تجھا کوئی گبر و مسلمان نہوا

پر اثر زور یہ جسدن مرا نالہ ہوگا — دل تو کیا گنبد گردون تہ و بالا ہوگا
فتنہ ہے طفل کوئی دن کو قیامت ہوگا — یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھ جائے تو دریا ہوگا
پاؤن پھیلا کے مین بیٹھونگا کسی صحرا مین — جب مجھے دست توکل کا سہارا ہوگا
تیغ کھینچے ہوئے جاتا ہے وہ مسجد کیطرف — ذبح کیا آج کوئی مرغ مصلا ہوگا
کبھی کونین کا جھگڑا نہ چھٹیگا اے دل — قطع جب تک نہ ترا دست تمنا ہوگا
عشق کا راز چھپیگا نہ جنون کے ہاتون — دیکھ لینا سر بازار یہ سودا ہوگا
عشق کا روگ مٹا دی کوئی ایسا ہو حکیم — یہ مرض وہ ہے مسیحا سے نہ اچھا ہوگا
سیر کو نعمت دنیا سے ہے منعم تو آج — دہن گور کا ایکروز نوالا ہوگا
خوشنما خط سیہ گرد رخ یار جو ہے — ایسا کب ملک سلیمان کا قبالا ہوگا
پاس رخ کے نہین وہ خط سیہ مدت سے — شائگان گنج کا مالک کوئی کالا ہوگا
زیب رخ ہوگا کبھی خط سیہ نام ترے — گرد مہ کے ترے پیدا کبھی ہالا ہوگا
طپش عشق سے اس بحر لطافت کے لئے — خشک تر لب سا نہ میرے لب دریا ہوگا

وعدہ دیدار کا رکھا ہے دم حشر اسنے
منتھی ایسکا تو شائق کوئی مردا ہوگا

جدا سے وقت ہوگا چار عنصر کی جدائیگا — بھروسا کر نہ ہرگز چار دنکی آشنائیگا
توکل پیشہ ہون ہمت مجھے وہ دی ہے خدا نے — سمجھتا ہون دلا دست دعا کاسہ گدائیگا
ہر اک شاہ و گدا اس شاہ سے روزیکا طالب ہے — جہان کے دور کو سمجھا ہون مین کاسہ گدائیگا
ہوا کب وصل ممکن جیتے جی اس حور کا مجھکو — رہا جبتک مین زندہ غم رہا اسکی جدائیگا
برنگ گل ہوائے دہر نے نکہت سے کب اٹھکے — جو لیکر آئے تھے ہمراہ جامہ پارسائیگا
عجب محبوب با اخلاق ہے تو بحر عالم مین — ہر اکدم مانتا ہے یار تیری آشنائیگا

نکل اور روح تن میں ضعف پر لیتے نہیں حالت
قفس ٹوٹا ہوا مژدہ ہو بلبل کو رہائی کا

نہ اپنا دل ہوا اپنا نہ اک بت پر رہا قابو
کرینگے یاد کیا ہم اسے خدا تیری خدائی کا

طلب ہے ہستی ہے ہر دم دولت دیدار کی سکو
بنا ہے دیدۂ بینا مرا کاسہ گدائی کا

صفا ہوتا ہے دل ہوتی ہے پیدا یار کی صورت
یہ آئینہ نہیں آلہ ہے اسکی رونمائی کا

چمن میں زیر سرو اے یار سایہ جب سے دیکھا ہے
ہوا ہے شوق دلکو تیرے پائے جبہ سائی کا

فراقِ یار کا صدمہ زبان پر لا نہیں سکتا
بیان کیونکر کرون مین روح و قالب کی جدائی کا

نہ کیونکر زندہ میکش ہو وہاں جسجا ہو پینا نہ
یقین کر **منتہی** ہر شیر عاشق ہے ترائی کا

لگا وُس بت سنگین سے پھر ہوا دلکا
بھڑا پہاڑ سے پھر بے حوصلا دلکا

کبھی ہے آہ کبھی ہے فغان کبھی نالہ
جدا ہے ایک زمانے سے مشغلا دلکا

یہ کھینچ کھینچ کے لے لے گیا بتون کی طرف
مجھے خراب کیا کیا بگڑ گیا دلکا

مری طرف سے اُسے قاصدا یہی کہنا
سپیدے ہی آوکہ جاتا رہے گلا دلکا

کیا ہے جذب نے اُس بت کو اپنے قابو
خدا کی شان ہے دیکھو تو حوصلا دلکا

تب فراق کے صدمے سے سامنا ہے آج
پڑا دیو سیہ سے مقابلا دلکا

نہ چین وعشق کا جھگڑا مٹیگا عالم سے
نہ حشر تک کبھی ہوئے گا فیصلا دلکا

بتوں نے ملکے مجھے کس عذاب مین ڈالا
برا تو کیا کہون ہوئے بہت بھلا دلکا

کبھی تو ہوئے گی دیوانگی مری مشہور
کبھی تو جوش پہ آئیگا ولولا دلکا

کسے مجال جو ہو خانۂ خدا سے خبر
وہ کون ہے کہ جو سمجھے معاملا دلکا

بہار حسن سے کرتے ہیں پیچھے عاشق
چمن پہ روپ ہوا شور ہے غنا دلکا

خیال ہی پردہ نشین یار نہیں رہتا ہے
گذر گیا ہے فلک سے بھی مرتبا دلکا

مجھکو ہی دیوے گا صاحب کا جامۂ عصمت
بجھے گا پھوٹ کے جب روز آبلا دلکا

نوشتۂ ازلی منتہی دکھا دینا
مقابلہ ہو اگر اُس کریم عادلکا

گل کوئی رونقِ چمن نہ ملا
شمع رو زیبِ انجمن نہ ملا

دل نے ڈھونڈھا ہکال ہو کر تنگ
اُس پری کا چہ ذقن نہ ملا

کوہ و ہامون سے سر کو ٹکرایا
رتبۂ قیس و کوہکن نہ ملا

اِس دوراہی مین ملکِ ہستی کے
ایک بھی واقفِ وطن نہ ملا

جب سے پایا لباسِ عریانی
پھر کوئی ایسا پیرہن نہ ملا

ڈھونڈھا نہ افتادگان کے سر ظالم
خاک مین اپنا بانکپن نہ ملا

خضر نے پایا چشمۂ حیوان
ہمنے ڈھونڈھا ترا دہن نہ ملا

جذبِ دل کیا ہوا اثر کو تری
آج تک والئی دکن نہ ملا

بار احسان جہان کا ہوتا
مجھکو اچھا ہوا کفن نہ ملا

خوب تھے قدردان اہل سخن
بلبل زار کو سمن نہ ملا

اُس نے آغوش مین لیا نہ مجھے
گل کو بلبل کا پیرہن نہ ملا

باغبان اُسکے جسمِ نازک سے
نہ ملا برگِ یا سمن نہ ملا

مقطع مثلِ شہریار الملک
آجتک واقفِ سخن نہ ملا

ابرو سا تو خوش خم کوئی خنجر نہین ملتا
مژگان سا نکیلہ کوئی جمدھر نہین ملتا

دل دینے کے لایق کوئی دلبر نہین ملتا
قابل مرے سو دیکھے کوئی سیمبر نہین ملتا

ہمدم کوئی قاصد نہین ہاتھ آتا ہی میرے
ایسا کوئی گردان کبوتر نہین ملتا

جھٹ کر دیا آئینہ کو اس رخ کے مقابل
کہتے تھے اکثر مرا ہمسر نہین ملتا

پوچھون شرر و برق سے کچھ بس ہین اُنکے
مدت سے جو حال دلِ مضطر نہین ملتا

پیچھین اُسے بے دام یہ اپنائے زمانہ
ناچار ہین یوسف سا برادر نہین ملتا

کس دن دہنِ پاک کا بوسہ نہین دیتے
کس دن مجھے جام سے کوثر نہین ملتا

دل صاف ہوا عقل دکھاتی نہین دیتی
روشن ہوا آئینہ تو جوہر نہین ملتا

جویا تو تغافل تلاشی تو ہو دسے
کہتے ہین وہ ملتا نہین کیونکر نہین ملتا

کچھ عقل مین لئے نہین ابرو کے اشارے — مطلب سمجھنے اس بیت کا اکثر نہین ملتا

اے منتقی بستر کو مرے جھاڑتا ہے یار

جس وقت کہ ڈہونڈے تن لاغر نہین ملتا

تو کرکے قتل بہت یار کو بکو آیا — بہوش باش مرا کوچہ گلو آیا

کہا اُنسے قاصدِ فرخندہ فال تو آیا — فرشتہ آیا کہون یا فرشتہ خو آیا

چلی نہ منت و زاری تو بن گئی دم پہ — رہے نہ اشک جو آنکھون مین تو لہو آیا

کبھی نہ تو نے کہی عاشقون کی او ظالم — کبھی نہ یار تجھے طرزِ گفتگو آیا

ہمیشہ مجکو رہی اشکِ پرا ثر کی تلاش — جہان کی بحر مین مین پھر آبرو آیا

دکھائی شکل کبھی صورتِ گل و لالہ — کبھی نظر مین وہ مانندِ رنگ و بو آیا

ہزار بار رہا مین بگاہِ قاتل مین — ہزار مین تیغ قضا کو چھو آیا

بگڑ کے کہنے لگا سُن کے شب مرے فریاد — مری گلی مین جو دا پھر جو تو آیا

کہا یہ دیکھکر آئینہ خط کے آنے پر — غرورِ حسن مرا میرے روبرو آیا

سما گیا گھی و اسوق نین گاہ غدا مین — ہر اک لباس مین اے حسنِ یار تو آیا

بنا ہے جسم مرا اتفاقِ عنصر سے — بجا ہے گر مین کہون ملکے چار سو آیا

ہر ایک آیا ہر ایک کام کو زمانے مین — تمھارا خنجرِ بُران سپئے گلو آیا

گلے مین طوق جو منت کا یار نے پہنا — تڑپ کے نالہ دل اپنا تا گلو آیا

کھلے نقشِ گل و لالہ چمن مین عالم کے — جہان جو زار تھا صاحب کا روبرو آیا

کیا تو چھا ہی گیا تھا ان آنکھون پہ مرے — بھلا ہوا کہ سگِ کوئے یار تو آیا

عدم مین کس سے چھپا منتقی بتا ایسد

کہ اس جہان مین روتا ہوا جو تو آیا

مرے وقار کو ہرگز نہ آسمان سمجھا — دماغ بلبل گلشن نہ باغبان سمجھا

دہان کو بدرِ ملک ہما و دان سمجھا — جہان کو ملکِ عدم کا مین کاروان سمجھا

فدا ہی یار کا مضمون وہ سیاہے — ہوا حصول اسے جو کوئی جہان سمجھا

بوقتِ ذبح کھلا حال بیوفائی یار — مزاج یار کا کسوقت مین کہان سمجھا
رقم کیا جو کبھی وصفِ گلعذارِ صنم — صریرِ خامہ کو بلبل کی داستان سمجھا
اُٹھا کے بارِ محبت کا رکھدیا سر پہ — مگر یہ پیرِ فلک مجکو نوجوان سمجھا
رقم ہوا جو کبھی وصف مہرِ عارض کا — زمینِ شعر کو مانندِ آسمان سمجھا
حرم مین دیر مین گلشن مین میکدہ مین صنم — مین ایک حال کو تیرے کہان کہان سمجھا
کبھی نہ یار نے اسمین کرم کیا شاید — دلِ شکستہ کو ٹوٹا ہوا مکان سمجھا
نظر پڑا رُخِ رنگین کے پاس جب گیسو — چمن مین آتشِ گل کا اُسے دھوان سمجھا
بیان حال کیا مین نے لاکھ رو رو کر — برنگِ شمع نہ کوئی مری زبان سمجھا

عدم کے قافلے والونسے رہ گیا چھٹ کر
مین منتہی کو پسِ گردِ کاروان سمجھا

عاشقِ زلفِ چلیپا ہو گیا — دشمنون کو میرے سودا ہو گیا
دو قدم جب دم چلا وہ ناز سے — دیکھ لینا حشر برپا ہو گیا
اِن حسینون سے رہونگا دور دور — گر عدم سے اب کی آنا ہو گیا
پھک رہا تھا جو کہ سوزِ ہجر سے — آج وہ بیمار ٹھنڈا ہو گیا
اشک نے پیدا کیا حسنِ قبول — قطرۂ ناچیز دریا ہو گیا
جل بجھا اپنا تبِ فرقت سے دل — اب ترا ٹھنڈا کلیجا ہو گیا
پاؤن پھیلا کر مین سویا چین سے — قطع جب دستِ تمنا ہو گیا
لکھ دیا تھا جو ازل کو وہ ہوا — مین جہان مین مفت رسوا ہو گیا
دل نے کی ہے آپکے پہلو مین جا — یار تھا اپنا ہمارا ہو گیا
[illegible] بسے گلشن سے آج — یار لطفِ جام و مینا ہو گیا
دل دیا تجھ سے بتِ بیرحم کو — بیٹھے بٹھلائے مجھے کیا ہو گیا
اِن بتون کی سوزِ فرقت سے جلا — یہ دل مرا ہندو کا مردا ہو گیا
داغ عشق لالہ رونے پہ دیے — دل مرا پھولون کا تکیا ہو گیا

اُس پری وش کا ہمارے واسطے — سایۂ دیوار عنقا ہو گیا
فکرِ اکل و شرب سے آخر یہ دل — گور کے مُنہہ کا نوالا ہو گیا
رات آئی دن گیا صبح ہوئی — سامنے آنکھوں کے کیا کیا ہو گیا
جب حقیقت سے ہوا مین آشنا — عالم ہستی تماشا ہو گیا
قتل کر کے مجکو وہ کہنے لگا — آج حل سارا معما ہو گیا
پھر صفائی اُس سے کیا ہوئی
منتھی زندہ دوبارا ہو گیا

آشکارا غمِ پنہان نہ ہوا تھا سو ہوا — تجھے جو کچھ دلِ نالان نہ ہوا تھا سو ہوا
خونفشان پنجۂ مژگان نہ ہوا تھا سو ہوا — رشکِ گلشن مرا دامان نہ ہوا تھا سو ہوا
عاشق کا کل پیچان نہ ہوا تھا سو ہوا — یہ مرا حال پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا
چھا گیا خطِ سیہ فام رخِ زیبا پر — مور کو ملکِ سلیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
دلکو وحشت نے اُڑایا ہے خدا خیر کرے — عازمِ سیرِ بیابان نہ ہوا تھا سو ہوا
زور ہے کافرِ بیدین کا خدا حافظ ہے — ھند مین دشمنِ ایمان نہ ہوا تھا سو ہوا
کو نسے غنچہ دہن کے ہے تبسم کا خیال — زخم دلکا گلِ خندان نہ ہوا تھا سو ہوا
خوشنما خالِ سیہ ہے رخِ روشن پہ ترے — زاغ گلشن کا نگہبان نہ ہوا تھا سو ہوا
صفتِ پیرہنِ گل ترے ہاتھ سے جنون — ٹکڑے ٹکڑے یہ گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا
حسنِ نیرنگ صنم کا مرے دل میں ہے خیال — بند شیشہ مین پرستان نہ ہوا تھا سو ہوا
جیسا دل دیکے تجھے یار مین پچھتایا ہون — عمر بھر ایسا پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا
دیکھکر اُس بتِ عیار کا روئے روشن — صورتِ آئینہ حیران نہ ہوا تھا سو ہوا
کہتے ہین بلبلین ہر دم چمنِ عالم مین
منتھی سا بھی غزل خوان نہ ہوا تھا سو ہوا

دیکھکر قاصد آپے جامے سے باہر ہو گیا — چشمِ افسون گر سے دیوانہ کبوتر ہو گیا
ہاتھ مین ساقی کے جب لبریز ساغر ہو گیا — عکسِ رخ سے صورتِ رشکِ گلِ تر ہو گیا

منحرف ہم سے جو وہ نشہ مین دلبر ہو گیا
تیر ناوک اپنے حقمین خط ساغر ہو گیا

رہتے ہے گردش اُسے ہر وقت بزم یار مین
جام مے شاید مرے طالع کا اختر ہو گیا

تو نہ بھٹکا پاس مجھ بیکس کے او غفلت شعار
آب گریہ ورنہ اونچا سر سے اکثر ہو گیا

حسن کی دولت نکو عشاق سے پیارے عزیز
پھر قارون دشمن جان دیکھ لے زر ہو گیا

جب لب لعلین کا اُس بُت کے ہوا مشہور راز
خشک مرجان کا ہوا خون لعل پتھر ہو گیا

رتبہ شہ اور تھا حال گدایان اور تھا
جب گئے زیر زمین یہ دو برابر ہو گیا

نا امیدی وصال یار کی لایا جو خط
خنجر بُرّان مجھے بال کبوتر ہو گیا

نام باقی رہ گیا مردون کا زیر آسمان
دَور دارا بھی گیا دَور سکندر ہو گیا

وصف گیسو سن کے وہ ظالم ہوا دشمن مرا
مجکو زہر جانگداز کالے کا نشتر ہو گیا

ہوتے ہوتے ہو گئی صحبت حسینو کی پسند
رفتہ رفتہ خانۂ دل عشق کا گھر ہو گیا

آئینہ رویون کی صحبت مین رہی عمر بھر
منتہی بھی اپنے طالع کا سکندر ہو گیا

منڈ جائیگا گیسو اگر اُس رشک پری کا
ہوئیگا مداوا مری آشفتہ سری کا

بھایا ہے دلا خال تجھے رشک پری کا
دیوانہ ہون پیارے تری کوتہ نظری کا

پابند نہ غافل ہو یہان بے بصری کا
ہوشیار کہ دنیا ہے تماشا گذری کا

مے ہے نہ وہ گل ہے نہ بہار چمنستان
موقع نہین اے دل ابھی چکھی کا جری کا

انجام کو جب دیکھتا ہون دور جہان کے
عالم نظر آتا ہے چراغ سحری کا

آنکھون سے جو دیکھین ترا جلوہ تو یقین ہو
قائل ہے یہ عاشق ترا حسن بصری کا

امید نہ رکھنا کبھی دنیا سے وفا کی
مشتاق نہ ہونا کبھی کھوٹے سے کھری کا

طے نغیر سیہ رو سے نہ ہو گی کبھی منزل
کوّا انھین چلنے کا چلن کبک دری کا

ہے سرو قد یار کا ہر وقت تصور
نقشہ مرے دل مین ہے عشق شجری کا

ہر ایک کو ہے عشق مرے یار سے اے دل
ہر ایک ہے معقول مری خوش نظری کا

بے حکم کوئی کام کیا ہو تو قسم لو
مورد جو ہے بندہ تو خطائے بشری کا

ایسا ہوا شہرہ تری نازک کمری کا ہر مور ضعیف اندنون پنہان ہے زمین مین

قاصد یہی اس شمع شب افروز سے کہنا
ہے منتظر مشتاق تری جلوہ گری کا

حسینون کے قدم سے ہی یہان جور و ستم پیدا نہوتا غم زمانہ مین اگر ہوتے نہ ہم پیدا
طبیعت اور بد اصلاح سے ہو بد سرشت تو کبھی پڑھائے حرف مطلب کا کرے مشق ستم پیدا
صفات چشم جانان کی قلم سے تحریر جب ہوئے کرون مین شاخ نرگس کا کہین جا کر قلم پیدا
ہماری زندگانی نے دکھائی موت کی صورت ہوا ہستی اپنی جادہ ملک عدم پیدا
ہوائے ہستی موہوم نے ہمکو اوڑایا ہے ہوئے ہین ہم جہان مین صورت نقش قدم پیدا
ہمارے دل نے دکھلائی ہے ہمکو سیر عالم کی ہوا ہے قدرت حق سے بغل مین جام جم پیدا
زمانے مین نہین ایسا کوئی رہبر کامل کرے گا راہ جنت کی ترا دست کرم پیدا
دورنگی سے زمانے کی ہلاک انسان ہین ہر چیز فلک نے کی ہے عالم مین مگر تیغ دودم پیدا
فراق و وصل دو ہمزاد ہین اک عشقبازی کے غم و شادی زمانہ مین ہوئے ہین دو بہم پیدا
بھرا دل مین اگر نیرنگ حسن یار کا صبح مین سمجھا پھر زمانہ مین ہوا باغ ارم پیدا

نہین ہے زخم کاری دل پہ اپنے تیغ فرقت کا
ہوا ہے اپنی خاطر جادہ ملک عدم پیدا

جب کہین سنگ جفا کا تری خوگر ہوتا عوض دل مرے پہلو مین جو پتھر ہوتا
وصل اُس یار کا اغیار کو ممکن نہ ہوا جو نہ تقدیر مین لکھا تھا وہ کیونکر ہوتا
عارض صاف دکھاتا اُسے ہر آئینہ گر ترے عہد مین اے یار سکندر ہوتا
عکس پڑ جاتا اگر اُس لب شیرین کا دلا آب آئینہ ابھی شربت شکر ہوتا
آرزو ہے مری تجھ سے فلک شعبدہ باز تیز اغیار پہ اُس یار کا خنجر ہوتا
دل سے رکھتا مین اگر کوئی قناعت کا قدم صورت خسرو رخا ور مرا افسر ہوتا
خاکساری سے جو ہوتا مرا دل آئینہ رخ مرا اختر کو شکل مہ انور ہوتا
وصف لکھتا مین اگر اُس تن خوبی کا دلا خامہ میرا نہ ہما کا پر شہپر ہوتا

حسبِ دلخواہ تجھے دولت وصلت ملتی
منتقی ہان جو مقدر ترا یاور ہوتا

اشک مین اپنے اثر پیدا ہوا
قطرہ ناچیز تھا دریا ہوا

جب بیان اُس سے کیا رنجِ فراق
ہنسکے وہ کہنے لگا پھر کیا ہوا

مرگیا عاشق جو رنج ہجر سے
چھٹ گیا ایذا سے کیا اچھا ہوا

اِس دو راہی مین جہان کے زاہدا
بار ہا جانا ہوا آنا ہوا

پی بھین سے ہمنے مے الفت دلا
عمر کا لبریز پیمانا ہوا

ایکدن پوچھا نہ مجھسے یار نے
کس طرف سے آپ کا آنا ہوا

آئینہ دن بھر رہا اُسکا انیس
شب ہوی گیسو ہوا شانا ہوا

ہر سزا اور بلا ئے آسمان
حبکا اونچا سب سے کاشانا ہوا

بھیجتا قاصد ہون یا جاتا ہون نیز
ہر طرح سے دل کا سمجھانا ہوا

ہے تصور دل مین چشمِ مست کا
درمیان کعبے کے بتخانا ہوا

ہنسکے بولا سنکے پیغامِ وصال
اور لو اِس شخص کو سودا ہوا

منھہ نہ پھیرا تیغِ عشق یار سے
منتقی سا کون مردانا ہوا

جو ملتی دولت وصلت خدا نہ کیا کرتا
جو ہوتا یار موافق زمانہ کیا کرتا

تلاش تھی درِ جانان کی ایک مدت سے
بہشت و خلد کا مین آستانہ کیا کرتا

جو بزمِ یار مین سنتا وہ چہچھے میرے
چمن مین بلبلِ شیدا ترانہ کیا کرتا

جلا یا مزرعۂ دل برقِ حسن نے اُسکے
سمندِ ناز کو وہ تازیانہ کیا کرتا

نہ میکشی ہوی ممکن نہ کوئی یار ملا
مین پڑھ کے شیخ نمازِ دوگانہ کیا کرتا

کلاہِ فقر اگر میرے ہاتھہ آجاتی
مین اِس جہان کا تاجِ شہانہ کیا کرتا

نہ مارا تیرِ نگہہ میرے ناتوان دلکو
ضعیف صید کو ظالم نشانہ کیا کرتا

عدم سے لایا مجھے اشکبار دنیا مین
زیادہ اِس سے ستم آب و دانہ کیا کر

اُلجھ رہا دلِ صد چاک زُلفِ جاناں مین
زیادہ اس سے کبھو اور نشانہ کیا کرتا

طالب ہون دل سے ساقیِ گلگون عذار کا
چسکا پڑا ہے مجکو مئے خوشگوار کا

پیسا ہوا ہون سُرمۂ چشمِ نگار کا
مارا ہوا ہون مین کسی ابلق سوار کا

احسان ہے کمال دلِ داغدار کا
دکھلا رہا ہے رنگ ہمیشہ بہار کا

دل شیفتہ ہے گردشِ چشمِ نگار کا
ہون شہسوار ابلقِ لیل و نہار کا

پوچھو نہ حال اپنے دلِ خاکسار کا
پہلو مین ایک ڈھیر ہے مشتِ غبار کا

جس وقت زمزمون پہ کھلی ہی زبان مری
دم بند کر دیا ہے چمن مین ہزار کا

کاٹا نہ تو نے سختیِ شیرین کو کوہ کن
پھاڑا عبث کو یار جگر کوہسار کا

میرا جو شیفتہ تھا ہوا اُسپہ دل فدا
مین خود شکار ہو گیا اپنے شکار کا

کب اُس حسین کو عاشقِ مفلس کی چاہ ہے
صیاد آشنا نہین لاغر شکار کا

جسمِ گلی کو چھوڑ کے یہ روح چل بسی
بنتا نہین ہے ساتھ ہی پیدل سوار کا

موجِ ہوا ہی صورتِ زنجیر اندنون
شاید کہ عنقریب ہے موسم بہار کا

برسون سے شوقِ ساقیِ گلگون عذار ہے
مدت سے منتظر ہون مئے خوشگوار کا

اولٹا ہے آوِ سرد نے میرے سرِ نقاب
پردہ اوٹھا دیا ہے صبا نے بہار کا

جمیلی ہے تنگ چشمیِ احباب منتی
معلوم بھی نہ ہوئے گا صدمہ فشار کا

بے اثر اشکوں سے مقصد ہوتا ہے کیا
آبرو اپنی عبث کھوتا ہے کیا

تخمِ اُلفت کا نہ ہوگا بارور
مزرعۂ دل مین آنسو بوتا ہے کیا

کب سے سنتا ہون عدم کی دھوم دھام
دیکھئے چل کر وہان ہوتا ہے کیا

ہاتھ کھینچا جس نے اس دنیا سے وہ
پاؤن پھیلا کے ہوئے سوتا ہے کیا

معتقد کرتا ہے واعظ اک جہان
وہ مگر دجال کا پوتا ہے کیا

دل کو دیتا ہے پئے دنیا سے دلِ
مزرعۂ ہستی مین تو بوتا ہے کیا

میری غفلت پر وہ بولا ناگہان
چیت او غافل پڑا سوتا ہے کیا

اشک یادِ یار مین تھمتے نہین
دیدۂ تر چاہ کا سوتا ہے کیا

واعظا رندی نہ چھوڑونگا کبھی
اس ڈرانے سے ترے ہوتا ہے کیا

ناصحا دل دے چکا ہون یار کو
تیرے سمجھانے سے اب ہوتا ہے کیا

جمع کرتا ہے جو تو مالِ جہان
بوجھ کو بیگار کے ڈھوتا ہے کیا

ناکسون کو منتہی دیتا ہے جا
کانٹے اپنے حق مین تو بوتا ہے کیا

دل نورِ الٰہی کا جو کاشانہ بنیگا
اختر مری تسبیح کا ہر دانہ بنیگا

دل مسکنِ نیرنگیٔ جانانہ بنیگا
یہ خانۂ ویران بھی پریخانہ بنیگا

گر ہوگا گذر ساقیٔ سرشار کا آمین
یہ دل بھی مئے ناب کا پیمانہ بنیگا

وا ہوئینگے عقدے ابھی گیسو کے تمھارے
میرا دل صدچاک اگر شانہ بنیگا

دیکھے گا اگر آئینہ رخ کو تمھارے
وہ کونسا دل ہے کہ جو حیرانہ بنیگا

تحریر سے کب حرفِ مقدر کی خبر تھی
جسجا یہ ہے مسجد وہان میخانہ بنیگا

بوسہ لبِ معشوق کا ہوئیگا میسر
جسروز مری خاک سے پیمانہ بنیگا

واللہ وہ کونین کے جھگڑون سے چھٹیگا
اس منزلِ ہستی مین جو دیوانہ بنیگا

کل ہوگا میسر لحدِ تنگ کا پہلو
گو آج مکان آپ کا شاہانہ بنیگا

مارے گا تو کس وقت سگِ نفس کو یار
اے منتہی کس روز تو مردانہ بنیگا

نئی ہے روح جسد ہے مکان خام نیا
مقیم اسکا نیا ہے یہ ہے مقام نیا

شراب سے مرے چلو کو بھرکے یہ بولا
یہ اپنے اہلِ قناعت بنا ہے جام نیا

تلاش کر تجھے فرمان پذیرِ یار کی ہے
ہوا ہے دل تجھے پیدا خیالِ خام نیا

قصورِ غیر پہ تعذیر ہووے عاشق کو
نکالا تونے بھی ظالم یہ انتقام نیا

عزیز رکھتے ہین جو دل سے جدید عاشق کو
وہ صید کرتے ہین ہر دن اسیرِ دام نیا

صفائے روئے صبیح اور لطفِ خطِ سیاہ فروغِ صبح نیا ہے سوادِ شام نیا
اسیرِ زلف بہت دیکھ کر لگے کھنے کہاں سے روز بناؤں میں ایکدام نیا
کبھی ہیں جیب کے ٹکڑے کبھی گریبان کے جنونِ عشق مرا کر رہا ہے کام نیا
اسی سبب سے ہے دریا دلی تری ظاہر کہ مثلِ موج ہے ہر دم ترا کلام نیا
مجال کیا ہے کوئی تیری بات کو سمجھے ترا بیان نیا ہے ترا کلام نیا
ہمیشہ کرتا ہوں پیدا نئے نئے مضمون تمام کار ہے میرا علی الدوام نیا
کسی کے دل میں کروں جا بیان کی اپنے بناؤں تیغِ زبان کے لئے نیام نیا
جدا تو منزلِ ہستی ہو دلِ ناداں نیا سا تجکو ملے گا نیا مقام نیا

کبھی مخبط و دیوانہ گاہ شیدائی
ہمیشہ رکھتا ہے اک منتھی کا نام نیا

عنصر ہر ایک جبکہ وہاں مشتعل ہوا آتش سے عشقِ یار کی تیار دل ہوا
تجھسے ہوا ہے خاک کے پتلے کو افتخار تیری ہی ذات سے شرفِ آب و گل ہوا
شعلہ جو بھڑکا آتشِ عشقِ نگار کا گاہ چراغِ طور کبھی داغِ دل ہوا
اور ونکا عیب جو تو رہا تا دمِ حیات تو اپنے فعل سے نہ کبھی منفعل ہوا
رشتہ ہے ایک سبحہ و زنار کا و لے جھگڑا نہ کفر و دین کا کبھی منفصل ہوا
سمجھیں گے سب کہ پھر قیامت ہوا طلوع شعلہ ہماری آہ کا گر مشتعل ہوا
آیا گیا ہوں منزلِ ہستی میں بارہا اکثر عدم وجود سے یہاں منتقل ہوا
آتش سے ہجر کی دلِ مضطر ہے بیقرار سیماب آگ پر نہ کبھی مستقل ہوا

بھولا بھار خلد و جنان یاد منتھی
نیر گئے جہان سے تو مشتغل ہوا

یہ جسنے جان دی ہے نہ امان دیگا دیا ہے جسنے سر سامان دیگا
مرے ہونے سے اس کمان ابرو کا چنا وہ ناوک ہے کلیجہ چھان دیگا
نشفقت ہے وہ ونے باپ سے شفقت پھر صورت بھر جوان بد دیگا

وہ بوسہ دے کے دل لیکر یہ بولے
عوض احسان کا کیا انسان دیگا

ملیگا قدردانِ عشق ہمکو
خدا معشوق با ایمان دیگا

سنیں گے تب تبانِ ہند اپنی
اجازت جب انھیں شیطان دیگا

فسانہ کوہکن کا سن کے بولے
جو عاشق ہوگا وہ ہی جان دیگا

نہ تھی امید تجھسے قاسمِ بخت
دلِ پُر درد و پُر ارمان دیگا

رہِ اُلفت کا ہون کار آزمودہ
کسیکو دل کوئی انجان دیگا

چلیگا تیر جب اپنی دُعا کا
کلیجے دشمنون کے چھان دیگا

مقدر سے زیادہ ایک لقمہ
گدا کیا لے گا کیا سلطان دیگا

لپٹ جاؤنگا اُنسے روزِ محشر
اگر مجھکو خدا اوسان دیگا

نہ پھیلا منتقی دستِ ہوس کو
وگرنہ یہ تجھے نقصان دیگا

جانتا قاتلِ عالم کو ہون درمان اپنا
ملک الموت کو سمجھا ہون نگھبان اپنا

جو کہ ہر حال مین رہتا ہے نگھبان اپنا
ہندو سمجھے اُسے اپنا نہ مسلمان اپنا

دیکھ لے گا جو مری وحشتِ دل کی وسعت
بھول ہی جائیگا مجنون تو بیابان اپنا

ہمسری اشکِ گہربار کی کرتا ہے مری
منھ تو بنوائے زرا موسمِ نیسان اپنا

رخِ رنگین کی ہے اُس گل کے جدا گانہ بہار
رنگ دکھلاتا ہے ناحق تو گلستان اپنا

فصلِ گل آتے ہی گلشن مین جنون کے ہاتون
نہ تو دامن نظر آیا نہ گریبان اپنا

عارضی جانتا ہون بسکہ لباسِ دنیا
فوق رکھتا ہے مگر جامۂ عریان اپنا

ہوئیگا گنبدِ گردون صفتِ تختۂ آب
موج زن ہوئیگا گر دیدۂ گریان اپنا

بے ثباتی زمانے پہ پڑی جبکہ نگہ
نظر آیا نہ کہین عالمِ امکان اپنا

آتشِ عشق نے اُس سہ کے دکھائی بہار
دل پر داغ ہوا سروِ چراغان اپنا

کو بکو کوچہ بکوچہ اُسے پھرواتا ہے
نفس کرتا ہے جسے طابعِ فرمان اپنا

منھ سے نکلے نہ کبھی حرفِ تعلی ہرگز
حال دیکھے جو کوئی غور سے انسان اپنا

منتھی جامۂ تن ہوگا کتان کے مانند
ہمکو دکھلائیگا منھہ جب مہِ تابان اپنا

مانعِ نظارۂ روئے منور ہوگیا
آئینہ حق مین مرے سکندر ہوگیا

جبکہ جی مسکن ہوا اُس بحرِ حسنِ پاک کا
دل جو تھا ظرفِ گلی وہ جام کوثر ہوگیا

رنج وغم جور والم کا اسمین رہتا ہے گذر
دل مرا پہلو مین جو راہی کا پتھر ہوگیا

دہشتِ جان سے نہ پہونچا کوچہ سفاک مین
نامہ بر حقمین مرے جنگلی کبوتر ہوگیا

میکشی کی یا نماز بیجگانہ کی ادا
تھا جو واعظ اپنا تحریرِ مقدر ہوگیا

اشکباری نے مری پیدا کیا حسن قبول
قطرۂ ناچیز یہ پھیلا سمندر ہوگیا

خواہش دنیا نے اسکو کر دیا ہے منتشر
اس ہوا سے دفترِ دل اپنا ابتر ہوگیا

تا فلک پہنچا قدم دیکھو تو منتِ خاک کا
اسقدر ذرہ بڑہا خورشیدِ انور ہوگیا

سایا پرور تھا غمِ جانان کا روزِ حشر کو
سائبان سر پر مرے یہ چرخِ اخضر ہوگیا

آتشِ گل صحنِ گلشن مین یہ بھڑکی اندنون
خانہ صیاد جلکر خاکستر ہوگیا

دل مین اُسکے جا ہوئی اغیار ناہنجار کی
خانہ اللہ مین شیطان کا گھر ہوگیا

خط نکلنے پہ پیامِ وصل بھیجا ہے ہمین
ذبح کرنے آتے ہین جب کند خنجر ہوگیا

لایا تھا ملکِ عدم سے صاف دل کا آئینہ
منتھی گردِ ہوس سے کیا مکدر ہوگیا

جلوہ گر بزم مین جب تک کہ مرا یار نتھا
دخترِ رز پاس نہ تھی ساقی سرشار نتھا

رنج سے غم سے زمانے کے سروکار نہ تھا
عشق کے حال سے جبتک مین خبردار نتھا

ابر تھا می تھی چمن تھا مگر اک یار نتھا
سب مہیّا تھا مگر طالع بیدار نتھا

صدمہ درد جدائی نے تھکایا ورنہ
عشق کا بار اوٹھانا مجھے کچھ بار نتھا

کونسا روز نہ مر مر کے کٹا در پہ ترے
کونسی شب تھی مین گریان پس دیوار نتھا

کلۂ عشق دہری تھی مرے سر پہ قدم
تیغ جی آسکے یہ گنبدِ دستار نتھا

جز مرے ٹھیک نہ آیا یہ کسی کے قد پر
خلعتِ عشق کا کوئی بھی سزاوار نتھا

سر پہ پڑتا نہ اگر ظلِّ ہما کیا ہوتا
اُس نشۂ حسن کا کیا سایۂ دیوار نتھا

تھا گریبان گریبان مرا دامن دامن
جبتک اے دست جنون تجھسے سروکا

نہ کھلا رازِ محبت نہ کھلا کچھ ہمپر
اور کیا تھا وہ اگر عالم اسرار نتھا

راہ گردیکا تجھے شوق نتھا اسدجہ
اتنا سودا مرا رسوا سربازار نتھا

منتھی میکدۂ عشق کے اندر پیارے
تجسا غافل نہ تھا مجا کوئی ہوشیار نتھا

ایسا ہی تونے اسکو جب باغبان بنایا
بلبل نے اس چمن مین تب آشیان بنایا

تعمیر کی ارم کی باغ جنان بنایا
رہنے کو اپنے لیکن دلسا مکان بنایا

آپ کرم سے اپنے اسکو بھرا نہ اکدن
پہلو مین دل ہمارے اندھا کنوان بنایا

دُودِ دلی سے کس کے سنبل ہوا چمن مین
خونِ جگر سے کس کے یہ ارغوان بنایا

عشاق کی غشی سے کی موت تونے پیدا
غفلت سے ان بتون کے خواب گران بنایا

کس بیقرار دل کی مٹی سے یا الٰھی
اسدرجہ تونے حالِ برقِ طپان بنایا

اوڑتی ہے خاک یا رب چار و نظر دیکھ
تونے عجب طرح کا یہ خاکدان بنایا

خاکی نہادرا ہی ذرات ہین عدم کو
رنگِ روئی سے شاید یہ کاروان بنایا

پیری مین دیوی طاقت مجکو وہ کیا عجب ہے
جسنے تجھے زلیخا پھر نوجوان بنایا

محفل مین میکشون کی جا نکلے شیخ اکدن
رندون نے ملکے انکو کیسا و ہان بنایا

رازِ نہان سے کس کے اسکی کمر بنا ئی
وہم وگمان سے کس کے اسکا دہان بنایا

ادنی سی بات کو بھی نافہم سمجھے اعلے
بیچاری لومڑی کو شیرِ ژیان بنایا

کس مردہ دلکی لیکر مٹی زمین سنواری
دُودِ جگر سے کس کے یہ آسمان بنایا

منصور منتھی کو گور و کفن ملا کب
ان بیکسون کا کس نے نام و نشان بنایا

اشکباری کا مری ملکون مین چرچا ہوگیا
یہ وہ قطرہ ہے بڑا جسوقت دریا ہوگیا

ایک رتبہ آنکھون مین شاہ وگدا کا ہوگیا
قطع اپنا جس گھڑی دستِ تمنا ہوگیا

خال و زلف یار کا جا کر ہوا تو شیفتہ
بیچھے بٹھلائے دل نادان تجھے کیا ہو گیا
چھو لیا بڑھ کر جو گیسو نے سر روئے صبیح
سینے جانا عنبر سا راسمن سا ہو گیا
کس کو دعوی عقل و حکمت کا زمانے میں نہیں
اپنی جانب میں مگر اک مسیحا ہو گیا
جلوہ حسن صنم دیکھا جو اسنے بام پر
رات کو ماہ فلک کا رنگ پھیکا ہو گیا
شیخ لوٹا دیکھ کر تیغ نگاہ یار کو
مفت میں لو ذبح گل مرغ مصلا ہو گیا
تیرے دیوانہ کو فرش خاک جب آیا پسند
سینہ ل وحشت میں بالین کا تکیا ہو گیا
عاشق آئینہ رو کی سخت جانی دیکھکر
موت کو سکتا ہوا حیران مسیحا ہو گیا
حکم سے پھرتے ہیں جسکے آفتاب و مہتاب
اُسکی حکمت سے رواں مٹی کا پتلا ہو گیا
دل میں رہتا ہے تصور بحر حسن یار کا
بند اس کوزی میں کس صورت سے دریا ہو گیا
جام مے بے یار شب نظروں میں چشم غول تھا
ساقیا گذر گراں آنکھوں میں مینا ہو گیا
جسکڑی زاہد مری چشم حقیقت وا ہوئی
ایک عالم میری نظروں میں تماشا ہو گیا

نعمت دنیا تھی ممکن جسکو ہر دم منتہی
خود وہ ایکدن گور کے منھ کا نوالا ہو گیا

نالۂ دل سے مرے شہرہ ترا دلبر ہوا
شاہباز حسن کے خاطر مگر شہپر ہوا
آئے ہستی میں عدم سے ہم تلاش یار میں
یہاں بھی اُس مہ کو نپایا مفت میں چکر ہوا
آبرو کھونے کو انسان کے ہوا دست طمع
آدمی کو زرد رو کرنے کو پیدا زر ہوا
دل سے بہتر کوئی منزل خانہ تن میں نہیں
جو مکان اچھا تھا وہی یار تیرا گھر ہوا
لام ہے واللیل کا گیسو خمیدہ یار کا
نور کا نقطہ مگر خال رخ انور ہوا
صحبت با در سے ہووے ابر و انسان کی
واصل بطن صدف قطرہ ہوا گوہر ہوا
خلد کی خواہش رہی ہمکو نہ قصر خلد کی
جسکڑی پیارے تمہارے دلمیں اپنا گھر ہوا
خلد سے لاکر یہاں مجکو پھرایا در بدر
خوب کیا اچھا کیا جو کچھ ہوا بہتر ہوا
داغ عشق یار دلبر جب ہوا سوجھا نہ کچھ
آئینہ اندھا ہوا جبدم عیاں جوہر ہوا
مبتلا دل ہو گا چشم مست ساقی کا ضرور
گر مقدر میں مری جام مئے کوثر ہوا

سرا دکھایا مثلِ مینا جسنے بزمِ دہر مین — سامنے آنکھون کے اکدن اُسکا بچہ سر ہوا
عکس اُنکا جب ہوا اسمین لبِ شیرین یار — آب آئینہ برنگِ شربتِ شکر ہوا
بدکھا کرتے ہین یہ رندانِ مے آشام کو — دیکھ لیا واعظون پر جو سرِ منبر ہوا

آرزوئین بند ہین جب سے اسمین منتہی
دل بغل مین اپنے گویا قلعۂ بیدر ہوا

گلون سے جو بچہ گلستان ہوگیا — نہان رازِ دل پہ عیان ہوگیا
ابھی سینہ سے نکلا شعلہ سا کن فکان — زمین ہوگئی آسمان ہوگیا
نظر آیا ہوئے میان یار کا — نہان راز مجھپر عیان ہوگیا
سرِ بزم شب آتشِ عشق سے — ہر اک عضوِ تن شمعدان ہوگیا
رہا معرکہ عشق کا اسکے ہاتھ — یہ دل رستمِ داستان ہوگیا
صفائی دلِ یار سے ہوگئی — خدا مجھپہ جب مہربان ہوگیا
ہوئی طاق طاقت ہر اک عضو کی — روانہ مرا کاروان ہوگیا
اوٹھا کر مری طاقتِ سست پا — یہ پیرِ فلک نوجوان ہوگیا

ہوا عہدِ پیری تو کھسکا شباب
مرا منجھلے گل خزان ہوگیا

زمانے مین وہ رشکِ جم ہوگیا — ترا جسپہ فضل و کرم ہوگیا
زمانے کی مجکو دکھاتا ہی سیر — مرا دل مجھے جامِ جم ہوگیا
کھینچی لوحِ دل پر جو تصویرِ یار — مین مشہورِ نادر قلم ہوگیا
وجودِ عدم مین مین آیا گیا — مین مشتقِ حدوث و قدم ہوگیا
نگاہون پہ اُسکے ہوا شیفتہ — مین شیدائے تیغِ دو دم ہوگیا
دیا ملکِ جاوید کرکے شہید — حدوث اپنی خاطر قدم ہوگیا
یہ دل غم کا تھا دوست مدت ہوئی — مرے دل کا اب دوستِ غم ہوگیا
نہ اُٹھا گلی سے تری بے مٹے — ضعیفی سے نقشِ قدم ہوگیا

نمودار جب عہدِ پیری ہوا ۔ تعشق حسینوں کا کم ہو گیا
نہ دامانِ مادر نہ دستِ کرم ۔ مرا وقتِ ناز و نعم ہو گیا
ہوئی آمد و رفتِ انفاس یہ ۔ وجود و عدم دو قدم ہو گیا

بھی سیلِ اشک اسقدر منتہی
ہر اک پاٹ جامہ کا نم ہو گیا

یار دکھلائیگا جب چہرۂ انور اپنا ۔ منہ نہ دکھلائیگا پھر خسروِ خاور اپنا
سینہ و دل سے صفا چاہتا ہے آئینہ ۔ منہ تو بنوائے کہیں جا کے سکندر اپنا
چل بسا لاکھی قاصد وہ کدہر کو یارب ۔ اُڑ گیا حیف جدائی کا کبوتر اپنا
بینوا ہوں وہ گدا جسکا نہیں مثل و جواب ۔ نام لیوا ہے زمانے میں قلندر اپنا
نوجِ غم اسمیں رہا کرتی ہے محفوظ مدام ۔ دل نہیں پہلو میں ہے قلعۂ بیدر اپنا
جام پر جام مئے ناب کے دیتا ہے مدام ۔ اندنوں اوج پہ کسدرجہ ہے اختر اپنا
نام لیوا ہے کوئی اپنا نہ پانی دیوا ۔ کیا گلہ اسمیں کسی کا ہے مقدر اپنا
سجدہ کرتا ہے جہان جسکے لئے شام و سحر ۔ جداعلی کی بدولت وہ چہیتا گھر اپنا
شوقِ دل جائے جدہر کو میں ادہر جاتا ہوں ۔ پیشوا اپنا وہی ہے وہی رہبر اپنا
رہی اپنی ہر اک انسان یہاں کہتا ہے ۔ خویش اپنا نہیں کوئی نہ برادر اپنا
موسمِ گل تھا شباب اپنا تھا معشوق بھلا ۔ زیرِ پائے خم مینا نہ تھا جب سر اپنا
قدر دان کوئی سخن کا نہ ملا وائے نصیب ۔ خاک میں ملگیا افسوس یہ گوہر اپنا

منتہی صورتِ خورشید جہاں بھی اندر
حالِ روشن ہے ذرا دیکھو تو گھر گھر اپنا

وہ ہوا خوب لباسِ تنِ عریاں پیدا ۔ جسکا دامن ہے نہ اتنک نہ گریبان پیدا
نورِ ایمان کا کرے گریہ تن و جان پیدا ۔ دل کے آئینہ میں ہو جلوۂ جانان پیدا
جبکہ خالق نے کیا عالمِ انسان پیدا ۔ ملک الموت ہوا اُسکا نگہبان پیدا
کتنے ہی گل ہوئے کتنے ہی گلستان پیدا ۔ نہ ہوا ایک بھی تشکیلِ رُخِ جانان پیدا

تنگ تھا بر مین ازل ہی سے لباسِ ہستی — شمع کیطرح ہوا مین تنِ عریان پیدا
یار تھا مین تھا بہم نام نتھا غیرون کا — کس لئے تو ہوئی تیلا شبِ ہجران پیدا
بزمِ عالم مین دلا شمعِ شبستان کیطرح — مرے ہمراہ ہوا دیدۂ گریان پیدا
دیکھتا گر مسی آلودہ دہن کو اُسکے — خضر کرتا نہ کبھی چشمۂ حیوان پیدا
کھائے جاتے ہین حسینان جہان عاشق کو — دیو بھی ہونے لگے صورتِ انسان پیدا
وحشتِ دل کی مرے جسمین سمائی ہوتی — ایسا اتنک نہ ہوا کوئی بیابان پیدا
حسرتون کے لئے پہلو مین دیا خانۂ دل — پیسنے کو مرے منھ مین کئے دندان پیدا

منتھی یارِ موافق کوئی مل جائیگا
ہوگا مجھ بے سروسامان کا بھی سامان پیدا

کرتا ہون وصف شیخ کی ریشِ دراز کا — پتلا مین جانتا ہون اسے مکر و آز کا
پوچھو نہ حال عشق کے راز و نیاز کا — محمود بادشاہ تھا بندہ ایاز کا
مانند موج کا رہے نیرنگ ساز کا — پہلو دکھا رہا ہے ہر اک ناز نماز کا
دارِ فنا مین زندۂ جاوید ہے وہی — کشتہ ہوا ہے جو کہ تری تیغِ ناز کا
دنیا کا مال مفت مین چکھنے کے واسطے — ہاتھ آیا خوب شیخ کو حیلہ نماز کا
عاشق ہون اُسکا جو کہ ہے معشوق لاکھ کا — بندہ ہون مین جہان کے بندہ نواز کا
مطلب نہ حاجیون کا کبھی منکشف ہوا — ہم پر نہ وا ہوا کبھی پردہ حجاز کا
لا تو نے عشق یار کا کرتا ہے آشکار — پہلو مین دل نہین کوئی پردہ ہو راز کا
باغِ جہان مین راستی ہو آزادگی مری — قمری بنش ہون کب سے مین اک سرو ناز کا
باغِ جہان مین کہتے ہین آزاد سرو کو — سایہ پڑا ہے اسپہ کسی سرو ناز کا
کردی گدا کو شاہ گدا بادشاہ کو — ایسا ہے کاروبار مرے کارساز کا
شاہی کی آرزو نہ گدائی کا اشتیاق — مین ہون نیازمند عجب بے نیاز کا
اہلِ وفا ہون اہلِ وفا کی تلاش ہے — ممتاز حال جانتا ہے امتیاز کا

شاہ و گدا کو ایک سمجھتا ہے منتھی

پابند کب ہے ایسے نشیب و فراز کا

در پر ہمارے یار وہ شب آکے ہو گیا — افسوس اپنا طالع بیدار سو گیا
سو بار مین عدم سے یہان آکے ہو گیا — تخم عمل کو مزرعۂ ہستی مین بو گیا
رونا مرا پسند دل یار ہو گیا — صد شکر ہے کہ نامۂ اعمال دھو گیا
نقد صفا عدم سے جو ہمراہ تھا مرے — اس کشمکش مین دہر کی افسوس کھو گیا
یاران رفتگان کا لگے کس طرح پتا — ملک عدم سے پھر نہ پھرا یہان سے جو گیا
پھر جہان مین آکے عدم سے ہر ایک یا — اس کشتی حیات کا لنگر ڈبو گیا
اس بدگمان نے دیکھ کے میت مری کہا — جاگا کہین تمام رات کو بیہوش سو گیا

پیری مین ڈھونڈتا ہے وہ معشوق با وفا
شاعر جو منتظر تھا وہ دیوانہ ہو گیا

غیر سے وہان بزم مین تمنے اشارا کیا — تیر جگر پر مرے یہان کوئی مارا کیا
آہ و فغان کو کیا ضبط ترے حکم سے — جو کہ گوارا نتھا وہ بھی گوارا کیا
خال جبین کو ترے او بت خورشید رو — دل کا سودا کیا آنکھون کا تارا کیا
عالم اسرار غیب اوسپہ ہوا آشکار — پردہ نشین یار کا جسنے نظارہ کیا
حکم مین تھا کو سنے عاشق شیدا کے یا — مملکت عشق مین کسنے اجارا کیا

جانب دنیا قدم مینے نہ رکھا کبھی
دست ہوس مدتون مجکو ابھارا کیا

شب وصال کا مژدہ اگر نہ آجاتا — فراق یار مجھے دیو بنکے کھا جاتا
پیام وصل کا پیہم اگر نہ آجاتا — ہزار مین ابتک تو زہر کھا جاتا
ہوا پہ اپنی اگر وہ شریر آجاتا — چراغ زیست کا عشاق کی بجھا جاتا
مین چاہتا ہون کرون عرض حال کچھ اس سے — یہ کیا سبب ہے کہ کچھ بھی نہین کہا جاتا
نہ کرتا دل جو مرے عشق یار سے توبہ — وہ اپنی جان سے جاتا کسی کا کیا جاتا
یہ تنگ آیا ہون اہل جہان کے ہاتونسے — جو دوسرا کوئی ہوتا تو زہر کھا جاتا

شہیدِ آبِ دمِ تیغ یار گر ہوتا　　یقین تھا چشمۂ حیوان مین مین نہا جاتا
جو زخمِ تیغِ زبان کا ہے منتھی دل پر
نہین وہ سوزنِ عیسیٰ سے بھی سیا جاتا

اسیرِ حلقۂ زلف دو تا ہوا سو ہوا　　صنم جو موردِ دامِ بلا ہوا سو ہوا
غریقِ بحرِ محبت دلا ہوا سو ہوا　　حباب وار جو اُسمین فنا ہوا سو ہوا
نہ دیکھا پھر کے کبھی اُسنے باغِ عالم کو　　تمھارے حسن کا جو مبتلا ہوا سو ہوا
مسیح نبض مری دیکھکر لگا کہنے　　مریضِ عشقِ صنم لا دوا ہوا سو ہوا
بیان سن کے مرے رنجِ ہجر کا بولا　　کچھ اور ذکر کرو یہ سنا ہوا سو ہوا
نوشتۂ خطِ تقدیر پڑھ نہین سکتا　　جو لکھہ دیا تھا بُرا یا بھلا ہوا سو ہوا
تمھارے دل سے صنم جو گرا نہ پھر سنبھلا　　تمھاری بزم مین جو نا رسا ہوا سو ہوا
کھلا یہ سفر ... منصور کی انا الحق سے　　تمھارے نام پہ جو سر فدا ہوا سو ہوا
چراغِ طور بنا گاہ نارِ ابراہیم　　فروغِ حُسن ترا جا بجا ہوا سو ہوا
نہ منتھی سے گیا شوقِ عشقِ صادق کا
شرابِ ناب کا اسکو مزا ہوا سو ہوا

وہ شاہ ہون کہ مہر ہے زرین نشان مرا　　کہنہ سا ایک چتر ہے یہ آسمان مرا
پھکتا ہے سوزِ غم سے تنِ ناتوان مرا　　جلتا ہے مثلِ شمع ہر اک استخوان مرا
دل کو ہوا نے آتشِ عشقِ صنم نہ پھونک　　بادِ سموم تو نہ جلا آشیان مرا
ہر عضوِ تن کی طاق ہے طاقت پئے صنم　　اس راہ مین تھکا ہے مگر کاروان مرا
سو بار بارِ عشق کو مین نے اوٹھایا　　سو بار کر چکا ہے فلک امتحان مرا
ہر بار بھیجتے ہو جہانِ خراب مین　　کرتے ہو بار بار عبث امتحان مرا
وعدہ خلاف یار کی فرقت مین روز و شب　　غم ہے انیس رنج ہے اک مہربان مرا
ہے زیست کی خوشی نہ مجھے رنج موت کا　　یکسان ہے اس جہان مین سود و زیان مرا
لکھہ تو رہے ہو کاتب اعمال نیک و بد　　دیکھا نہین مگر قلمِ دو زبان مرا

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہی ناصحو
تنکا ہوا ہے گو کہ تنِ ناتوان مرا

اوصافِ گفتگوئے بیان سنکے خلق نے
رکھا ہے نام بلبلِ ہندوستان مرا

کھٹکا نظر مین کس کی مرا قالبِ گلی
کس کا غبارِ چشم ہوا خاکدان مرا

گلدستۂ بہشت ہون جنت کا پھول ہون
باغِ جہان مین اور ہی ہی باغبان مرا

بے ہوش ہون مین بادۂ خمِ غدیر سے
ہوگا کسی سے دور نہ خوابِ گران مرا

جب سے ہے راہ راست مین پا اپنا منتقی
دشمن ہوا ہے آپ سے آپ اک جہان مرا

توڑکر پہلو کو برمایا جگر دلگیر کا
آزمایا توڑ جب اس نے نگہ کے تیر کا

کب اثر ہو دل مین اسکے آہِ بے تاثیر کا
ہی پہونچنا تو دہی تک مشکل ہوائی تیر کا

غلغلہ ہے دہر مین اس آہِ بے تاثیر کا
شور ہے عالم مین اس اپنے ہوائی تیر کا

جسکھڑی بہزاد نے تصویر کھینچی یار کی
مین یہ سمجھا نقش لکھا ہے مری تسخیر کا

اس مرقع مین جہان کے جو ہی دستِ بیکرم
مین سمجھتا ہون اُسے وہ ابر ہے تصویر کا

صحرا بنی پر بجا ظالم کی او خانہ خراب
خون برسائیگا اکدن ابر ہے شمشیر کا

غیر پر فطرت ہی بندہ ہی مزاجِ یار ہے
ہو رہا ہے سامنا تقدیر سے تدبیر کا

دل بچا لینا نگاہِ یار سے اک کام ہے
فنِ استادی بڑا ہے کاٹ دینا تیر کا

جبہ سائی آستانہ یار پر بیجا نہین
وہ مٹاتا ہون جو لکھا ہے مری تقدیر کا

سینہ و دل مین جگہ دیتا ہون مین اسلئے
حکم دیگا اپنے اوپر آپ کیا تعذیر کا

ذبح اپنے ہاتھ سے کرتا ہی خود صیاد اُسے
کیا نصیب اللہ اکبر ہے ترے نخچیر کا

بیعتِ دستِ سبو سے یہ ہمین ظاہر ہوا
سلسلہ ہی دستِ ساقی مین مرید و پیر کا

وا ہین آنکھین آمدِ پیری ہوگئی کیا زوربال
منتقی توبہ کرو [illegible] قعِ خفیف ما نیر کا

جبرِ جہان مین کرتے ہو اسکی نمود کیا
قطرہ اک آب کا ہون مری ہست و بود کیا

گھٹا ہے برنگِ غنچہ ہے دل گاہ مثلِ گل
باغِ جہان مین ہی مری بست و کشود کیا

پتلہ ہوں مشتِ خاک کا قیدی ہوا کا ہوں — میں کیا ہوں ورنہ اور بہکر صبر و جود کیا
مثلِ گیاہ وحشت ہے انسان کی بود و باش — کرتا ہے اتنی بود پہ اپنی نمود کیا
رندانِ پاکباز کی جوش و خروش ہیں — صوفی خیال کر تو ذرا نقش [illegible]
کوئی تو پھر کے آئے الٰہی عدم سے یہاں — پوچھوں میں اس سے [illegible] کیا
کچھ بھی ہے تجکو اپنے پس و پیش کی خبر — کچھ جانتا بھی تو ہے تری ماندہ بود کیا
صد شکر محتسب ہوں نہ قاضی نہ کوتوال — مجھسے بگاڑ کرکے کرینگے حسود کیا
روزِ نشور دینگے گواہی تمام عضو — جو یہ کرینگے دان وہ کرینگے جسود کیا
چل پھر میانِ کوئی خراباتِ زاہدا — کرتا ہے مسجد میں قیام و قعود کیا

دو گز کفن کے واسطے اس کارگاہ میں
کرتا ہے منتقی تو عبث تار و پود کیا

دل میں اس بحرِ لطافت کا گذرا نہ ہوا — یہ وہ قطرہ ہے کہ جو واصل دریا نہ ہوا
ممکن اس بحرِ محبت کا کنارا نہ ہوا — دلِ نازک یہ حبابِ لبِ دریا نہ ہوا
نہ کبھی شربتِ دیدار پلایا اسکو — تیرا بیمارِ محبت کبھی اچھا نہ ہوا
نہ کبھی ساقیٔ بدمست نے جا کی دل میں — مے سے لبریز ہمارا کبھی مینا نہ ہوا
نہ گئی پر نہ گئی دل سے مرے فکرِ معاش — دہنِ گور کا جبتک کہ نوالا نہ ہوا
رنج فرقت کے سہے درد جدائی کے اٹھائے — اک مری جان پہ یہ تو کہو کیا کیا نہ ہوا
شبِ فرقت میں میں کس روز نہ مر مر کے بچا — ملک الموت کا کس وقت تقاضا نہ ہوا
بات پوچھی نہ مری اہلِ قناعت نے کبھی — قطع جبتک کہ مرا دستِ تمنا نہ ہوا
وحشتِ دل ترے ہاتوں سے جہاں میں تک اب — نہ کسی کی ہوئے ہم کوئی ہمارا نہ ہوا
آرزو رہ گئی بازارِ جہاں کے اندر — درِ معنی کا مرے دیکھنے والا نہ ہوا
زنِ قحبہ ہے یہ دنیا نہ پسند آئی مجھے — دلِ شیدا مرا ہرجائی کا شیدا نہ ہوا
گردشِ چشم سے اس شوخ کی مانند فلک — کب دلِ زار ہمارا تہ و بالا نہ ہوا
عشق میں تارِ نفس کی نہ رہی مجھکو امید — بحرِ امواج میں ہستی کا سہارا نہ ہوا

دست و پا وامق و منصور نے مارے کیا کیا
بحر الفت کا کنارا کہین پیدا نہ ہوا

منتہی ٹھیک ہوا پیرہنِ عریانی
جو لباس اور تھا تن پر تری زیبا نہ ہوا

حال تیرا حشر مین جب آئینہ ہو جائیگا
کس سے ہونگی چار آنکھین کس کو منھ دکھلائیگا

شمع کا فوری جلاکر بام پر بیٹھا ہے آج
کل اندھیری گور کی تنہائی سے گھبرائیگا

سنبلِ باغِ جہان ہوگا پریشان دیکھکر
یار گیسو جب رخِ گلرنگ پر لہرائے گا

واعظا کیا جانتا ہے رازِ عشقِ یار تو
آپ تو سمجھا نہین اصلا کسی سمجھائیگا

صورتِ منصور ہوگا عاشقون مین سرفراز
کلمہ حق جسگھڑی تیری زبان پر آئیگا

عقدۂ تقدیر میری فکر سے کب وا ہوئے
ناخنِ تدبیر کیا یہ گتھیان سلجھائیگا

توڑ ہے تیرِ نگاہِ یار کا قہرِ خدا
توڑکر عاشق کے سینہ کو جگر برمائیگا

ہاتھ جور و ظلم سے عشاق کے رکتا نہین
دیکھنا تو ایکدن اپنے کئے کو پائیگا

دل لگے آجانے سے ہون مجبور ورنہ ناصحا
خوب مین سمجھا ہون اسکو کیا مجھے سمجھائیگا

رنج و غم درد جدائی دور ہوگا منتہی
نام دل سے جسگھڑی اسکا زبان پر آئیگا

ہوتا ہے روز منت مین قاصد خراب کیا
دیتا نہین جواب وہ اسکا جواب کیا

بھر بھر کے دے رہا ہے وہ جام شراب کیا
ساقی کا مجھ پہ ہے کرم بے حساب کیا

راغب ہے میکدہ کا کبھی بزم عیش کا
بہکا رہا ہے مجکو یہ عہدِ شباب کیا

ہر ایک نشے جہان مین پئے ناؤنوش ہے
زاہد عذاب کہتے ہین کس کو صواب کیا

جو کچھ کہ لکھ دیا تھا ازل مین وہی کیا
روزِ حساب ہوئیگا مجھسے حساب کیا

دیکھا ہے شب کو خواب مین ماہِ تمام کو
ہاتھ آئیگا کوئی صنم انتخاب کیا

معشوق ہے بغل مین نہ جام شراب ہے
لیکر کرونگا آج مین عہدِ شباب کیا

داغِ جگر ہے اپنا پڑے زور شور پر
جلوہ کرے گا گرم مرا آفتاب کیا

جاتا ہے آج کوچۂ سفاک کی طرف
دشمن ہے جان کا مری جوشِ شباب کیا

دل میں ہے الفت مِی و معشوق آپ کے | یاروں سے شیخ جی ہے تمہیں اجتناب کیا
مہتاب جانتا ہے طپش آفتاب کی | دیکھا ہے دل نے یار کا روئے عتاب کیا

دیر و حرم میں ڈہونڈہتا پھرتا ہے یار کو
کرتا ہے منتہی عمل ناصواب کیا

اوج پر جبکہ مرا نیّرِ اقبال آیا | بے طلب عقدِ شبِ ہجر کا حلّال آیا
محتسب خاک ہوئے جل گئے زاہد سارے | عید رندوں کو ہوئی جب مہِ شوال آیا
تھا بہت گرمِ سخن باغ میں وہ گل اندام | سنکے بلبل کو کہا لو مرا نقال آیا
ہلگیا خانۂ دل اُسکے اشارہ میں مرا | جنبش ابرو کو ہوئی کیا ترے بھونچال آیا
جان کر مجھکو شہیدِ ستمِ پاک نژاد | نہ کفن میرے لیے آیا نہ غسال آیا
موسمِ گل میں یہ دعوت ہوئی دیوانوں کی | سنگ ہاتھوں میں لئے مجمعِ اطفال آیا
بے گنہ سارے گنہگار نظر آنے لگے | حشر میں جب میں لئے نامۂ اعمال آیا
ہنس پڑے سارے جوانانِ چمن وقتِ سحر | بلبل آیا کوئی گلشن میں کہ نقال آیا

بیدِ شرک کھوکے دل ہم نے الفت پیتے
منتہی حیف ہے ایسا نہ کوئی سال آیا

خدا شاہد ہے میں جبتک جوان تھا | حسین ہر ایک میرا قدردان تھا
عجائب باغ میں تھا میرا مسکن | عجب گلشن میں میرا آشیان تھا
چمن میں چاٹتی تھی ہونٹ بلبل | میں جس ایام میں شیرین زبان تھا
وصالِ یار کب ہوتا میسر | خلل انداز سر پر آسمان تھا
نہ ہوتا سہو گر آدم سے زاہد | تو پھر قصرِ جنان کسکا مکان تھا
عجائب باغِ عالم کو بنایا | الٰہی کون اسکا باغبان تھا
برنگِ بوئے گل تھا اس چمن میں | مکان پوچھو تو میرا لامکان تھا
اوڑا کر لے گئی بادِ خزانی | چمن میں بوئے گل کا کاروان تھا
حرم میں دیر میں کیا کیا نہ ڈہونڈھا | نہیں معلوم وہ دلبر کہاں تھا

زمین مین آسمان مین بحر و بر مین
عیان ہر سو ترا راز نہان تھا

مثال آئینہ تھا مین سراپا
نہان جو راز تھا ہر سو عیان تھا

غزل

عاشق لحد سے جبکہ ہم آغوش ہوگیا
سنکر کہا کہ ہم سے وہ روپوش ہوگیا

جس وقت یار ہم سے ہم آغوش ہوگیا
رنج فراق جو تھا فراموش ہوگیا

خطِ سیاہ زیبِ بنا گوش ہوگیا
جلوہ تمہارے حسن کا روپوش ہوگیا

دنیائے دون پرست کے درپے ہوا کہ آہ
جسکو مین دیکھتا ہون بلانوش ہوگیا

سنکر خبر بہار کی خود رفتگی ہوئی
بوئے گل سمن سا ہوا پوش ہوگیا

بوسے شبِ وصال جو اس زلف کے لئے
ہنسکر کہا کہ تو تو بلانوش ہوگیا

جبہ پہنکے گنبدِ دستار باندہ کے
کیا خوب شیخ جی کا تن و توش ہوگیا

دل سے ہمارے داغِ محبت نہین مٹا
یعنے چراغ زیست کا خاموش ہوگیا

کی توبہ عاشقی سے تو آنکھین مری کھلین
بیہوشی مین کمال مجھے ہوش ہوگیا

دل پہ ہے رعب یار کی تیغ نگاہ کا
آئینہ جوہرونسے زرہ پوش ہوگیا

قیصر بیان ور ہے پھر کس کے واسطے
میری طرف اگر وہ خطا پوش ہوگیا

تکلیف ہجر کی جو اٹھاتا ہون رات دن
تا یاد مین دل سے اسکے فراموش ہوگیا

کیا کیا عدم مین کھکے تم آئے تھے ہنستی
اس باغ کی ہوا سے فراموش ہوگیا

فلک کے تیرِ جفا کا وہی نشانہ ہوا
بلند نخل کے اوپر جو آشیانہ ہوا

غمِ فراق کو برسون ہوئے فسانہ ہوا
شبِ وصال کو مدت ہوئی زمانہ ہوا

غبارِ دشت ہوا خیمہ خاکسارونکا
بلند دودِ جگہ ہوگئے شامیانہ ہوا

حواس و ہوش گئے اپنے عہدِ پیری مین
سحر کے ہوتے ہی یہ قافلہ روانہ ہوا

زوالِ حسنِ صنم آیا سنڈ گئی کاکل
وہان نہ مار رہا صرف جب خزانہ ہوا

خزان کے آتے ہی ویران ہوگیا گلشن
عجب بہار کا برباد کارخانہ ہوا

حسین جوان جو ہوا مبتلا بنا اسکا
کہین سے تیر چلا دل مرا نشانہ ہوا

جو قافلہ تھا یہان عاشقانہ صادق کا — سُنا ہے خلد کو مدت ہوی روانہ ہوا
ہوئی نہ قدر سخنہائے خشک و تر کی مری — حرام مجکو مرے منھہ کا آب و دانہ ہوا
ذلیل ہو گئی آنکھون مین مسند شاہی — سر فقیر کا تکیہ وہ آستانہ ہوا

سنا ہے دیو غم ہجر کھا گیا اُسکو
جو منتھی کو فقط موت کا بہانہ ہوا

اوٹھا یا بار نبدی نے سر تیری الفت کا — جہان مین ہوگیا شہرہ نہایت میری ہمت کا
ہمیشہ خاکساری پر تیری کوچہ کی مرتا ہون — نخواہش حور کی مجکو نخواہان ہون مین جنت کا
کھلی ہے آنکھ تیری دست و پا ملتے ہین اوغافل — ملے گا کب غنیمت جان یہ ہے وقت حسرت کا
خیال زلف جانا نمین سر شکو نکی ہی طغیانی — نہایت ابر چھایا ہے برسنا مینہ کی شدت کا
بہار آئی ہی گلشن مین جنون کا ہاتھ ہی لب پر — گریبان پر ہمارے وقت آیا ہے مصیبت کا
مکان تھے عرش سے جنکے ہوائے تند دنیا سی — نشان تک نام کو باقی نہین ہے انکی تربت کا
عطا کی حور دی جنت گناہون کو مرے بخشا — بیان کس منھہ سے ہو تیری سخاوت اور عنایت کا
نہین پیراہن یوسف کو پھاڑا فرط الفت سی — ہوا ہے چاک دامن اسے زلیخا تیری عصمت کا
جدا گانہ نہین نقشہ نگین زمانہ کے مرقع مین — طلسم زندگانی کہیل ہی اک اُسکی قدرت کا
خط جانان ہی لایا ہی پیام وصل بھی قاصد — مین سمجھا وحی اُتری یا فرشتہ آیا رحمت کا
نہ برسے گا اگر تربت مجہ تا صیکی اخو زاہد — بتا پھر کس لیئے پیدا ہوا ہے ابر رحمت کا
عیان ہو جاتا ہے نور اُس سینہ جوہی کا کیا کہنا — ہمارا داغ دل شعلہ ہی اک شمع ہدایت کا
تمھاری شربت دیدار کا پیاسا ہون اے پیارے — نخواہان ہون مین دولت کا نہ بھوکا نان نعمت کا

صفات دیدۂ و دل منتھی کی کیا بیان ہوئے
وہ چشم ہی محبت کا یہ نیلہ ہی مروت کا

منصور کو کہن سے گئے افسانہ رہگیا — دنیا مین نام ہمت مردانہ رہگیا
جو حسن تھا گیا خط جانانہ رہگیا — جاگیر ضبط ہو گئی پروانہ رہگیا
داغ دلی رہا نہ رہا عالم شباب — جنس گران بہا گئی بیعانہ رہگیا

چھک چھک گئے کرم سے ترے زند تشنہ
مین ایک مانگتا ہوا پیمانہ رہگیا
شب آتے آتے رہگیا آغوش مین مری
ساقی سے بھرتے بھرتے یہ پیمانہ رہگیا
وہ ولولہ گیا دلِ خانہ خراب کا
جو گنج تھا سرک گیا ویرانہ رہگیا
دل سے خیال اپنے بتون کا نکل گیا
جائے عجب ہے بُت گئے بتخانہ رہگیا
جو داغ تھا مٹا نہ مٹا عشق یار کا
خاموش شمع ہو گئی ویرانہ رہگیا
دل پاس رہگیا نہ رہے ہوش منتہی
ہوشیار لوگ گم ہوئے دیوانہ رہگیا

نظر پڑا جو مجھے روئے یار تھوڑا سا
بہت نہین تو ہوا بیقرار تھوڑا سا
ابھی ہے عشق ترا زلفِ یار تھوڑا سا
ابھی چڑھا ہے مجھے زہر مار تھوڑا سا
دیا ہے مجکو اگر عشقِ یار تھوڑا سا
عطا ہو صبر بھی پروردگار تھوڑا سا
جو دل دیا تو بہت پیار سے لگے کہنے
یہ منتہی ہے مرا دوستدار تھوڑا سا

کو نچ مجنون نے کیا دہر سے فرہاد آیا
ایک ناشاد گیا دوسرا ناشاد آیا
صاف ہوکر مرے آگے ستم ایجاد آیا
آئینہ بن کے مرے سامنے فولاد آیا
پھنسکے جو دام چھوٹا ہے چمن مین بلبل
سایۂ گل کو سمجھتا ہے کہ صیاد آیا
فصلِ گل مین کوئی بلبل جو چہکتے دیکھا
ولولہ عہدِ جوانی کا مجھے یاد آیا
عہدِ طفلی تھا ستم قہر ہوا اُسکا شباب
ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا
پھر گیا آنکھو نمین شب عمر گذشتہ کا خیال
خواب بھولا ہوا مدت کا مجھے یاد آیا

لبون پہ نالۂ پردرد لائیگا پھر کیا
کسیکا دل دلِ محزون دکھائیگا پھر کیا
کسی کے دلمین جنون گھر بنائیگا پھر کیا
کسی کے کوزے مین دریا سمائیگا پھر کیا
چلا ہے گورِ غریبان پہ یار بن ٹھنکے
کسی کو خواب اجل سے جگائیگا پھر کیا
مری طرف سے صبا اُس سوار سے کہنا
اوڑا کے خاک کو میری اوڑائیگا پھر کیا

وہ جان بوجھ کے پوچھے گا حال کیا میرا — جو ممتحن ہے اسے آزمائیگا پھر کیا ۃ
کیا ہے وعدۂ دیدار مجھکو حیرت ہے — ترے تو چشم نہین ہے دکھلائیگا پھر کیا

عمارتِ تن خاک کو ہے ثبات نہین
اگر تو قصر فریدون بنائیگا پھر کیا

عاشق فروغ شمع کا پروانہ ہوگیا — بندہ بھی حسن یار کا دیوانہ ہوگیا
دل مین خیالِ صورتِ جانانہ ہوگیا — جو خانہ خدا تھا پریخانہ ہوگیا
خالی نہین ہوا صفِ دندان سے منھ مرا — لبریز لطفِ زیست کا پیمانہ ہوگیا
خالی پڑا ہے تخت شہنشاہِ ہند کا — جسجا پہ گنج تھا وہان ویرانہ ہوگیا
ایسا ہوا ہے غلبۂ کفار ہند مین — جس جا خدا کا گھر تھا صنم خانہ ہوگیا
پیکر شرابِ ناب کو منصور دہر مین — کیا معرکہ مین عشق کے مردانہ ہوگیا

بولا پیام وصل مرا سُن کے حیلہ جو
افسوس منتہی مرا دیوانہ ہوگیا

نہ ہونا مائل دلا کسیکا کہ آہین کھینچکا ہی تیری جیکا — کیا ارادہ جو دگی کا بھروسا کرنا نہ زندگیکا
نظر جو آتا ہی ماہِ انور یہ حال روشن ہی میری دلبر — فلک کے خیمہ مین کوئی دلبر جلا رہا ہی چراغ گھیکا
نہ ایک لحظہ مین شب کو سویا کمال اشکو نسے منھ کو دھویا — یہ بحر غم نے مجھے ڈبویا خیال آیا اگر کسیکا
کھے کوئی شمع تو سے جاکر نہ ہونا دیکھ آپسے تو باہر — کبھی نہ بزم جہان کے اندر ارادہ کرنا جلی کٹیکا
کیا جو ہی کام اسنے اکثر وہ نقش ہے اپنے لوح دلبر — جہان ہے اعجاز حسن دلبر وہان کہان سحر سامریکا
جہان مین آیا ہی موسم گل چہک رہی ہین تمام بلبل — رُخ صنم کے حضور یا بکل گل چمن کا ہی رنگ پھیکا
نہ ہوگا مائل جو اُس حسین کا رہیگا زاہد نہ تو کہین کا — نشان سجدہ تری جبین کا کلنکا یہ ہیگا ٹیکا ۃ
نہین ہے ہیجا ہمارا کہنا سمجھ کے اس بات پر ٹھہر کنا — دلِ حزین اتنا یاد رکھنا جہان مین کوئی نہین کسیکا
نہ ہوتا اے دل کسیکا مائل نہ کرنا تو عقل اپنی زایل — کیا ہی تجکو خدا نے عاقل نہ تہا دشمن تو اپنی جیکا

خدا اُنسے دکھلائے وصل کی شب بر آیا مدت مین اپنا مطلب
امید تقدیر سے تھی یہ کب جو وقت آیا مری خوشیکا

دلمین خیال نرگس مستانہ ہوگیا
جو گھر خدا کا تھا صنم خانہ ہوگیا

تھا جو پہلو مین اپنے وہ گل تھی خار آنکھون مین خستہ دل
رہا پریشان برنگ سنبل عجیب عالم تھا بے کلی کا

کھلے ہین گلشن مین لالہ و گل بھرے ہین گویا کہ ساغر دل
چھلک رہے ہین تمام بلبل مزہ ہے ان رندان مے کشی کا

ذرا نہ تھی کہہ سے نسبت فقط ہو یہ دل خدا کی قدرت
اٹھائے بار غم محبت کہان تہا یہ کام آدمی کا

یہ زہد مشرب کو مار رہا ہو جہان سے وہ سدھار رہا ہو
ہر اک حسین کو سنوار رہا ہے یہ عشق دشمن ہو متقی کا

کسی کو دنیا نہ مزرعۂ دل کمال نقصان ہے اسکا حاصل
اگر ہے دانا نہ ہونا بیدل ہو سب کو پیغام منتقی کا

ردیف بائے تازی

ہر حرف میرا ہے خطِ تقدیر کا جواب
ہر بات ہے مری اُسے تحریر کا جواب

جانباز دل ہے یار کی ہے تیز تر نگاہ
ہو تیر کا جواب نہ نخچیر کا جواب

اے صانعِ ازل تری صنعت کے مین نثار
اتبک ہوا نہ یار کی تصویر کا جواب

آہِ شرر فشان پہ ذرا دل نہ بھولیو
برقِ غضب ہے یار کی شمشیر کا جواب

یارا ہے کس کا کون ہے ایسا جہان مین
لائے جو میرے نالۂ شبگیر کا جواب

آئینہ دیکھکر مجھے حیرت سی ہو گئی
تصویر اور ہے مری تصویر کا جواب

کہتا ہے فصل گل مین یہ دیوانہ عشق کا
ہان زلف یار ہے مری زنجیر کا جواب

کندہ کیا ہے لوحِ جبین پہ ہر ایک کے
سمجھین جو دیوین آپ کی تحریر کا جواب

جو کچھ کہ لکھدیا تھا مجھے روز ابتدا
رکھتا ہون پاس مین خطِ تقدیر کا جواب

کہتے ہین جسکو موت زمانہ مین زاہدا
خوابِ عدم کی ہو یہی تعبیر کا جواب

کرتا ہون وصف خطِ رخِ یار کا رقم
لکھتا ہون آج حاشیہ میر کا جواب

روز جزا مجھے یہی حیرت ہے منتقی
دیگا تو کون کون سی تقصیر کا جواب

غنچے بھی سربستہ تھی سب کار روائی عندلیب
گل کھلے عقدے کھلے ساری برائے عندلیب

اوس پڑ جائے چمن پر یا ستم صیاد پر
دیکھئے کرتی ہے کیا یہ ہائے ہائے عندلیب

پردۂ شبنم مین رہتا ہے یہ شب بھر اشکبار
بعد مدت کے کھلا ہے ماجرائے عندلیب

چشمکون کو ہے زبانِ گل دید کو روئے چمن
راحتین کیا کیا ہین ان روزون برائے عندلیب

حسنی

کھہ گئی ہے آج مجھسے صبحدم بادِ بہار
جبتک گل تیار رہوتا ہے برائے عندلیب

اپنے عاشق کا نہین معشوق کو ہرگز خیال
دل ہین گل کے مین نہین پاتا ہون جائے عندلیب

چار تنکے رکھکے بے منت بنایا آشیان
مین سمجھتا ہون اُسے دولتسرائے عندلیب

ایک تو مدہوش کرتی ہے مجھے بادِ بہار
دوسرے بدمست کرتی ہے صدائے عندلیب

عشق بازی جان بازی ہے اگر منظور ہو
آشیان صیاد کے پہلو مین چھائے عندلیب

ملتی جلتی ہے یہ کچھ کچھ گفتگوے یار سے
ہے پسند اسواسطے مجکو صدائے عندلیب

باغبان صیاد و گلچین کو چمن سے دور کر
دور کر بہرِ خدا یہ ہین بلائے عندلیب

دیکھکر کنجِ قفس کو یہ کہا صیاد نے
حیف ہے صد حیف ہے خالی ہے جائے عندلیب

ہر گھڑی کرتا رہے وصفِ رخِ رنگینِ یار
عطرِ گل سے آشیان اپنا بسائے عندلیب

کون بیٹھی بزم مین گر قلقلِ مینا نہ ہو
دل لگی کیا ہو چمن مین بے صدائے عندلیب

جوہرِ ذاتی پہ اُسکے لوٹتا ہون منتہی
گو نہین ظاہر مین ہے خوش رو لقائے عندلیب

بوئے گل کے ساتھ آتی ہے صدائے عندلیب
ہمرہِ بادِ بہاری ہے ہوائے عندلیب

آشیان مین فرشِ برگِ گل بچھائے عندلیب
جسقدر چاہیے زرِ گل کو اُڑائے عندلیب

خونِ دل صیاد و گلچین کا بہائے عندلیب
جوشِ گل مین اپنی ایسا رنگ لائے عندلیب

ایکدن صیاد و گلچین دیکھتے رہ جائینگے
تا کجا اثباتِ گل تا کے بقائے عندلیب

بزمِ عشرت مین نہ جاؤن خواہشِ دل گر نہ ہو
کب قدم رکھون چمن مین بے رضائے عندلیب

جورِ گلچین زحمتِ صیاد و حرفِ باغبان
آفتین کیا کیا ہین اِن روز و ن برائے عندلیب

کون عاشق ایسا ہے دل سے کسی ہو اُسکی چاہ
کون ہے ذی حق زرِ گل کا سوائے عندلیب

جوشِ گل چلتا ہوا راہی ہوئی بادِ بہار
آشیانہ ایک باقی ہے برائے عندلیب

گل گئے آئے اسے عشقِ ازلی جوہر سو ہے
کس زبان سے مین کرون وصفِ ثنائے عندلیب

بے اثر ہے کارگر کیا ہو دلِ صیاد مین
اندنون تیرِ ہوائی ہے نوائے عندلیب

باغبان صیاد و گلچین کے بگڑ جائینگے ہوش
تا فلک پہونچی گی جبدم ہائے ہائے عندلیب

باغبان حیران ہو جلتا نہین گُل کا چراغ
اندنون ایسی بندہی ہو کچھ ہوائے عندلیب

خسرو گل نے بلا یا لے اوڑا صیاد ہر
ابتدا وہ تھی ہوئی یہ انتہائے عندلیب

وہ رخِ رنگین سے گلشن مین اگر اولٹین نقاب
رنگِ گل اوڑتا پھرے ہر سو بجائے عندلیب

کیا تماشا ہو جوابکی جوشِ گل مین منتھی
یار بیٹھے جائے گل گل ہو بجائے عندلیب

جہان مین ہوئیگی ساقی بہت خراب شراب
جو دیگا مجھسے تنک ظرف کو جناب شراب

کمال خم سے کوئی رشکِ آفتاب شراب
بہار آئی ہے لا ساقیا شراب شراب

خیال دل مین مرے مست نازکا جو رہا
تمام رات مین بکتا رہا شراب شراب

بہارِ زلیست ہے معشوق یار گر ہوئے
کہ جس طرح سے کہ ہے رونقِ شباب شراب

سجائے دور کی جو ساقیا پلا ایسی
اوٹھائے خانہ دل سے مرے حجاب شراب

جو دیکھا روئے عرق ناک میرے ساقی کا
ہوئی ہو مارے خجالت کے آب آب شراب

دلِ برشتہ و خونِ دل و جگر میرے
یہی ہین رندِ خرابات کے کباب شراب

ہو اندنو نہین تنک ظرف قابلِ عشرت
طلب کرین نہ کبھی کا نسے جناب شراب

کرینگے کاتبِ اعمال کیا رقم اسکو
ہمارے صرف مین رہتی ہو بے حساب شراب

کمال تجھسے مین منت پذیر ہون ساقی
عطا وہ کر کہ جو پیتے ہین شیخ و شاب شراب

کمال مبطلِ ایمان ہے عیشِ نالائق
کرے کہین تنک ظرف کو خراب شراب

خدائے پاک جسے متھی عطا فرمائے
حیا نہین عیش کے سامان ہین کباب شراب

آن مین جل تھل بھری پل مین بہری دریا سحاب
دامن مژگان ترکے روبرو ہے کیا سحاب

گیسوئے شب رنگ چھوڑی جبکہ رخ پر یار نے
دل ایکا را باغ کی جانب سے لو اٹھا سحاب

بال بکھری دن کو دیکھی ہین بت سفاک کے
رات بھر کالی بلا مجکو نظر آیا سحاب

باغ ہے سبزہ ہری ہے ساقی گلفام ہے
ایک تیری جا فقط باقی ہے جلدی آ سحاب

میکدہ کی آب پاشی کے لئے کل رات کو
جا بجا گلین پانی کی کیا بھر بھر کے آیا سحاب

نالۂ گرم اپنا جب دم سرو شہائی آہ فلک — خشک ہو جائے برنگ دامن صحرا سحاب
ہے دم گریہ تصور چشم و گردن کا مجھے — یاد دلواتا ہے کیا کیا ساغر و مینا سحاب
بال بھیگی دن کو دیکھے تھے مرے محبوب کے — رشک سے گردون پہ شب کیا کیا ہوا نیلا سحاب
گر نظارہ زلف و رخ کا ساقیا ممکن نہو — می ہے کیسی باغ کیسا اور ہے کیسا سحاب
گیسوئے شبرنگ چھوڑے جبکہ رخ پر یار نے — مین یہ سمجھا باغ پر فردوس کے چھایا سحاب

گو ہے منہلس منتہی ہرا ہے دریا دلی
دلکا اُجلا ہے اگر ظاہر مین ہے میلا سحاب

جمع میخوار ہین گلزار مین اب — بھیڑ ہے حسن کے بازار مین اب
گھر ہے غیرونکا دل یار مین اب — کعبہ ہے قبضۂ کفار مین اب
چھا گیا رخ پہ تمھارے خط سبز — آئینہ ڈوبا ہے زنگار مین اب
خون چٹا کر وہ مرا کھتے ہین — کاٹ تو ہے مری تلوار مین اب
بند ہے آنکھ تری عاشق کی — کچھ نہین ہر دم بیمار مین اب
آتے جاتے ہین جوانان چمن — رنگ کچھ اوچھلے گا گلزار مین اب
سر بھی حاضر ہے جگر بھی دل بھی — کوسنی تجھسے نہین سرکار مین اب
خال سرمہ کا بنا کر رخ پر — فتنہ پیدا کیا گلزار مین اب
درگذر حلقۂ گیسو سے ولا — رکھہ نہ اونگلی دہن مار مین اب
حلقۂ زلف مین ہے روئے صبیح — نیر بھر دون دہن مار مین اب
دم نہین مارتے مرغان چمن — باغبان کون ہے گلزار مین اب
دہن زخم مرا چھڑکے کا — ہے نمک لال شکر بار مین اب
دیکھئے کون ہو منظور نظر — تیغ ہے دست جفا کار مین اب
فصل گل ہے ترے دیوانونکی — دہوم ہے کوچہ و بازار مین اب
کیسی سفاک نے پیدا کی ہے — چال تلوار کی رفتار مین اب
باندہی جب موسے کمر مین جانا — بال آیا تری تلوار مین اب

وصف اس سبزۂ خط کا پیار سے
منتھی لکھہ خطِ گلزار مین اب
ہے سحر و صلت کی نکلا آفتاب
ساقیا جلدی سے بھرلا آفتاب
جانتا ہون اسکا سایا آفتاب
جسکے گھنے سے بھر آیا آفتاب
اس سے روشن دل ہون اُس سی رو سے خلق
جام مے کے سامنے کیا آفتاب
شب کٹی فرقت کی آیا روز وصل
شکر ہے بدلی سے نکلا آفتاب
جام مے اکثر جوانی مین اوڑائو
دوپھر کو خوب چمکا آفتاب
داغ سودا ہو گیا دل سے عیان
تُو خمِ گردون سے نکلا آفتاب
خاکساری اُسکے در کی کر قبول
جسکے کوچے مین ہو ذرہ آفتاب
جام مے سے آنکھہ برسون ہی لڑی
ہو ہمارا دیکھا بھالا آفتاب
روئے آتش رنگ سے لڑتی ہے آنکھہ
حشر کے دن کیا کریگا آفتاب
جان کا گاہک جوانی مین ہوا
دوپھر کو سر پہ آیا آفتاب
عاشق روئے صنم کے واسطے
چتر زرّین بنکے آیا آفتاب
اس عرق آلودہ رخ کی شرم سے
ہو گیا پانی سے پتلا آفتاب
کام آئیگی مری روشن دلی
منتھی جب ہوگا میلا آفتاب

ردیف بائے فارسی

ہنسنے لگتا ہے جو وہ رشکِ قمر آپ سی آپ
پھٹنے لگتے ہین مرے زخم جگر آپ سے آپ
دید بازی کا پڑا ہے مجھے جب سے لپکا
جا ہی پڑتی ہے حسینون پہ نظر آپ سے آپ
ناصحا تو ہی بتا دے اسے کیا کہتے ہین
پاؤن پر اسکے جھکا جاتا ہے سر آپ سے آپ
سات پردون مین چھپے یار تو کیا ہوتا ہے
تاڑ لیتے ہین اُسے اہل نظر آپ سے آپ
بے سکھائی نہین آتی کوئی شے اے دلِ زار
قتلِ عاشق مگر آیا ہے اُسے آپ سے آپ
نالے کس طرح نہ پیری مین کرے یہ دل زار
بول اٹھتا ہے ہر اک مرغِ سحر آپ سے آپ

بے طلب خانہ ویران مین ہمارے شب و روز
آہی جاتے ہین فلک شمس و قمر آپسے آپ

ہون وہ دیوانہ کہ جسوقت بہار آتی ہر
ہو ہی جاتی ہو میری دلکو خبر آپسے آپ

جبکہ چلتا ہر تیرا تیر نگہہ او ظالم
ہو ہی جاتا ہے مرا سینہ سپر آپسے آپ

کشش دل مری لائے تو کھون گا اس سے
آج آ نکلے کدہر رشک قمر آپسے آپ

مے گلرنگ وہ جب پیتا ہر وہان غیر کے ساتھ
جوش کھاتا ہے یہان خون جگر آپسے آپ

ہجر مین ابر بہاری جو نظر آتا ہے
پھوٹ پڑتے ہین مرے دیدہ تر آپسے آپ

منتهی جسکو ہے کچھ لطف سخن دنیان مین
آہی جاتا ہے مرا پوچھتا گھر آپسے آپ

ردیف تای فوقانی

کشادہ ہے عالم پہ خوان محبت
ہراک ہو یہان میہمان محبت

کھلا آہ دل سے نشان محبت
یقین ہو گیا ہے گمان محبت

چھکین تا کجا عاشقان محبت
کہین جل نہ جائے خاندان محبت

پڑھا کرتا ہون قصہ قیس و لیلے
سنا کرتا ہون داستان محبت

نہین دار پر تجکو منصور کھینچا
کیا یار نے امتحان محبت

نہین نغمہ کرتے ہین مرغان گلشن
پڑھا کرتے ہین داستان محبت

بہت جنس دل کی ملے مجکو گاہک
نہ پایا مگر قدردان محبت

صنم قیس و منصور و وامق تو گذری
ہمارا بھی ہو امتحان محبت

کہین کر چکے قتل عشاق ظالم
کہین ہو چکے امتحان محبت

مین عاشق ہون مژگان کا مدت سے اسکی
چبھی دلمین ہر یہ سنان محبت

مٹے قیس و فرہاد و وامق جہان مین
لٹے راہ مین کاروان محبت

فرشتہ نہ پھونچا وہان یار پھونچا
ذرا منتهی دیکھہ شان محبت

آتی ہو یاد یار جو مجکو فضائے دشت
بے اختیار منھہ سے نکلتا ہر ہائے دشت

دیوانگان عشق کے خاطر ہر جائے دشت
پیدا کیا ہے اُنکو خدا نے برائے دشت

اک روز چل کے مجنونئے بیدل سے پوچھیے | ہوتا ہے کس طرح سے کوئی آشنائے دشت
ہموارہ منتشر ہے پریشان حال ہے | شاید ہوئے ہے خاک سے میری بنائے دشت
ہوتا ہے جب ہجومِ گل و لالہ باغ مین | آباد کچھ نظر نہین آتا سوائے دشت
آلائشِ حیات سے رہتی ہے دور دور | کس درجہ پاک صاف نظر آئی جائے دشت
کھولے گلون کے کان نسیمِ بہار نے | ایکبار لے اوڑی مرے دلکو ہوائے دشت
مدادِ باد سے جو بگولہ ہوا بلند | ہم خاکسار سمجھے کہ ہے یہ ہمائے دشت
دیوانگانِ عشق کے جوش و خروش کو | کہتا ہے سن کے یار یہ ہین خوش نوائے دشت
فرہاد ہے نہ قیس نہ وامق ہے اندنون | کس طرح سے کھلے گا مجھے ماجرائے دشت
عاشق کو اپنے کس لئے دیوانہ کر دیا | کسواسطے جہان مین ڈالی بنائے دشت
دنیائے دون کو چھوڑ کے یکبار قصد ہے | مانند قیس چلکے بنون پارسائے دشت
سودا اگر نہین کسی آہو خصال کا | پھرتی ہے میری آنکھون مین پھر کیون فضائے دشت
شاید کہ دلمین پھر مری وحشت نے گھر کیا | کچھ سوجھتا نہین مجھے ناصح سوائے دشت
ترغیب دے رہی ہے مجھے وحشتِ دلی | سبزہ ہے آبشار ہے خوش ہے ہوائے دشت
سودا مرے لئے ہے مین سودیکے واسطے | ہے دشت میرے واسطے مین ہون برائے دشت
انجام کار عشق نے دیوانہ کر دیا | آخر سما گئی مرے سر مین ہوائے دشت
دیوانگان عشق کی مشتی عنبر ہو | ایسی چلے کوئی مرے یارب ہوائے دشت
وحشت مین کس لئے کہین آوارہ مین پھرون | پہلو مین ہے مرے دلِ ویران بجائے دشت

وحشت لئے پھری اُسے غربت مین مدتون
پائی نہ منتہی نے کبھی انتہائے دشت

کیا گر پڑ کر مجھپہ چھپیے پاسبانِ کوئے دوست | بھاڑ کھانے کے لئے دوڑے سگان کوئے دوست
ہین جداگانہ جہان سے ساکنانِ کوئے دوست | ہین الگ سب سے زمین و آسمانِ کوئے دوست
صور پھونک جائے کہ ہو محشر قیامت کا | سر اٹھانے کے نہین افتادگان کوئے دوست
طور پر موسی سب ہے افلاک پر عیسی رہے | جانتا ہون انکو مین افتادگانِ کوئے دوست

خون بہا ہوگا پر ہونگے کبوتر کے پڑے
قاصدا یہ ہے پتا یہ ہے نشانِ کوئی دوست

بادشاہی ہفت کشور کی میسر ہو اگر
دیکھتے ہرگز نہین ہین رہروانِ کوئی دوست

پوچھے کرتے ہین گلشن مین کھلے ہین گل تمام
کہ رہی ہے یعنے بلبل داستانِ کوئی دوست

فہم سے جو دور ہو ادراک سے جو ہو بری
کیا بیان ہوئے کسی سے عزوشانِ کوئی دوست

ذکرِ رضوان جسگھڑے آیا ہے میرے سامنے
مین یہ سمجھا یہ بھی ہے اک پاسبانِ کوئی دوست

بارہا دیکھا ہے ہمنے خاکسارونکا ہجوم
بارہا ہمنے کیا ہے امتحانِ کوئی دوست

رند کہتے ہین جسے پیر خرابات اے فلک
جانتا ہون اسکو مین اک نوجوان کوئی دوست

کر رہے تھے مسجدون مین وصف جنت کا بیان
کہ رہے ہین آج واعظ داستان کوئی

چلتے رہتے ہین وہان جام مئے عشرت مدام
رنگ رہتا ہی ہمیشہ درمیانِ کوئی دوست

دم نکلتا ہے تیرا حور وجنان پر زاہدا
زندہ آشام ہم ہین عاشقانِ کوئی دوست

بیچکر جان گرامی کو راہِ عشق مین
چلدیا جنت کو سیدھا کاروان کوئی دوست

حور و غلمان سے صبا کہیو پیام منتہی
جا ہماری بھی رہے اے ساکنان کوئی دوست

معرکہ مین دیکھئے کرتی ہی بدخوئے دوست
سخت جانی ہے ادہر ناوک ادہر بازوئے دوست

باغِ جنت کو نہ دیکھون گر مین دیکھون روئے دوست
جام جم ہرگز نہ لون پاؤن اگر زانوئے دوست

تھوڑے تھوڑے پھنستے جاتے ہین دلِ سودا زدہ
رفتہ رفتہ بڑھتے جاتے ہین ابھی گیسوئے دوست

جھانکتا ہے جسگھڑی برقع کی جالی سے مجھے
جانتا ہون دام مین شاید پھنسے آہوئے دوست

دیر مین لیجائے وہ چاہے حرم مین بھیجدے
دل نہین قابو مین اپنے دلپہ ہی قابوئے دوست

بھولتا دم بھر نہین دیکھا ہے جب سے زاہدا
حافظ قرآن ہون لیکن یاد ہے وہ روئے دوست

ڈھونڈھتا پھرتا ہون مانند صبا مین دربدر
باغ عالم مین کہین پاتا نہین ہون بوئے دوست

نیم جان کتنے ہی کتنے نیم بسمل ہوگئے
خیر مانگو تا کمر پہونچے نہین گیسوئے دوست

فصل گل مین اسطرحکا ہوگیا سودا مجھے
دیکھتا ہون صورت گل گاہ گاہی روئے دوست

دیکھئے کیونکر بر آئے اپنا حرفِ مدعا
سخت ہین اعمال اپنے اور نازک خوئے دوست

پیرِ صد سالہ وہان ہوتا ہے جا کر نوجوان　　یہ اثر رکھتی ہے زاہد سرزمین کوئے دوست

پہلے اسکو فرشتے جسگھڑی بہرِ نماز
دیکھتا تھا منتہی پھرتے پھر کے ہر دم سوے دوست

تو سمجھتا ہی نہین پیرِ خرابات کی بات　　نقش ہے دل پہ مرے قبلۂ حاجات کی بات
یاد اتبک ہے مجھے پیرِ خرابات کی بات　　اُسکی ہر بات ہے اے شیخ کرامات کی بات
جسکو کہتا ہے ہر اک قلقلِ مینا ساقی　　اسمین ملتی ہے بہت پیرِ خرابات کی بات
دیجیے بوسہ کوئی آپ کے گھر آئے ہین　　کیجیے ہم سے کوئی آج مدارات کی بات
نقد بوسہ کے طلب کرنے پہ کہتا ہے وہ شوخ　　ہم حسینون مین اسے کہتے ہین خیرات کی بات
نقدِ دل مانگتا ہے مجھسے بڑی اُلفت سے　　آج کس لطف سے کرتا ہے وہ گھات کی بات
سرِ ممبر وہ بُرا کہتا ہے رندون کو کبھی　　کون سنتا ہے یہان واعظِ بدذات کی بات
حرفِ فرقت کا مٹا دیجیے لوحِ دل سے　　کیجیے ہمسے کوئی ابتو ملاقات کی بات
جانتا کب ہے کوئی میرے دماغ و دل کی　　کب سمجھتا ہے کوئی ارض و سماوات کی بات
وصفِ جنت جو بیان کرتا ہے واعظ ہر روز　　ہے وہی اصل مگر کوئے خرابات کی بات
اُسکی کیا بات جسے دولتِ وصلت ہو نصیب　　معتبر ہوتی ہے کیا صاحبِ اوقات کی بات
نشۂ جوشِ جوانی کا بیان کیا مین کرون　　خواب کیطرح رہا پاس مرے بات کی بات

یار بیہوش تھا مدہوش تھا ساقی مے سے
منتہی یاد ہے کچھ آپکو اُس رات کی بات

رنجِ فرقت نے دئے دلکو مرے ساری رات　　زور بیمار پہ کرتی رہی بیماری رات
صدمۂ ہجر سے گذری یہ بدشواری رات　　ملک الموت رہا ساتھ مرے ساری رات
ہاے پہلو سے نرکھنا مرا پہلو خالی　　یا الٰہی نہ دکھانا مجھے اندھیاری رات
سحدِ تیرہ کا ہر چند قیامت ہے عذاب　　قہر ہے عالمِ تنہائی کی اندھیاری رات
دلکو اغیار کیا گاہ دیا رنجِ فراق　　خوب کی خوب کی تو نے مری غمخواری رات
روزِ وصلت کا تو بس نہیں کے گذرجاتا ہے　　کٹتی ہے ہجر کی ای شمع بدشواری رات

جب سنا غور سے ذکرِ فلکِ شعبدہ باز یاد آئی مجھے کیا کیا تری عیاری رات
رنجہ کرتا ہے قدم جبکہ سرِ شام سے وہ عید کے دن سے بھی ہوتی ہے مجھے پیاری رات
آیا جس وقت نقاب رخ روشن کا خیال سر کو دیوار و در سے پٹکا مین کیا ساری رات
جلوہ گر ہوتا ہے جس دن کہ وہ ماہِ انور صبح جنت سے مجھے ہوتی ہے وہ پیاری رات
وعدہ وصل کیا ہم سے گیا غیر کے پاس کھل گئی اُو بتِ کافر تری مکاری رات
شدتِ درد جدائی کے سبب او ناصح تھی مری سوئے عدم کوچ کی تیاری رات

روز وصلت کا سبکتر ہے نہایت لیکن
منتہی ہجر کی ہوتی ہے بہت بھاری رات

کہتے ہو تجکو رہا کیون خفقان آجکی رات یہ تو فرمائیے صاحب تھی کہان آجکی رات
جلوۂ حسن سے ہر سو شب وصلت بھی ہے نظر آتی ہے مجھے صبح جنان آجکی رات
پی کے مے ہو گئے جامے سے سراپا باہر وا ہوا آپکا کیا راز نہان آجکی رات
یار ساقی ہے مئے ناب کا ہے دور یہ دل تیز تر چلتی ہے شیشے کی زبان آجکی رات
آپ سے آپ وہ بگڑا شب وصلت مجھسے ہو گئی آفتِ جان راحتِ جان آجکی رات
نالے سنکر دلِ پر داغ کے بولا وہ شوخ کیا کہین شیر ڈکارا ہے یہان آجکی رات
رعب ہے حسن کا یا ہے ملک الموت کا خوف بند کسواسطے ہے مری زبان آجکی رات
ندیا تو ندیا صدمۂ فرقت ورنہ کوچ کرجائیگی یہ روحِ روان آجکی رات
شمع مینا کو دیا خوب ہی صاحب نے فروغ خوب روشن کیا عاصی کا مکان آجکی رات
ماہ ہو باغ ہے سبزہ ہے شبِ ماہ بھی ہے مہربان تو بھی ہوا ہے پیرِ مغان آجکی رات
میری تقدیر سے ممکن ہوئی مجکو ورنہ مین کہان یار کہان اور کہان آجکی رات
شادی وصل مین ہے دغدغۂ رنج فراق ایک ہے حیف مرے سود و زیان آجکی رات

مہربان یار سے شکوہ نکرو ہر شبِ وصل
منتہی بند کرو اپنی زبان آجکی رات

کہون کیا فراقِ صنم کی حقیقت بیان کیا کرون مرتے دم کی حقیقت

کھلی یہ وجودِ عدم کی حقیقت — جدا اگا نہ ہے بیش و کم کی حقیقت
بسا جب سے نیرنگِ حسن اپنی دلمین — گری آنکھوں سے جامِ جم کی حقیقت
غرض شاہ سے ہے نہ مطلب گدا سے — نہ ہے پیشِ دل بیش و کم کی حقیقت
دلِ پاک سے پر اثر آہ سے اب — کھلی مجکو لوح و قلم کی حقیقت
ہوئی صحبتِ گلرخان جب میسر — نگہ مین نہ ٹھہری ارم کی حقیقت
رگِ ابر باریدہ دیکھے اگر تو — دلا وا ہو دستِ کرم کی حقیقت
پھرا کوچہ عشق مین کون جا کر — کھلی کس کو ملکِ عدم کی حقیقت
یہ دہو بیٹھے گی نائبہ بد عمل کو — کھلے گی کبھی چشمِ نم کی حقیقت
اوٹھا دیدہ و دل سے پردہ دوئی کا — سمجھ ایک دیر و حرم کی حقیقت
نشان جب سے کوئے قناعت مین گاڑا — گری دل سے جاہ و حشم کی حقیقت
صفا چیر ہین سکۂ داغِ الفت — یہان کیا ندیم و ندم کی حقیقت
خدا جانے پیرِ خرابات کا حال — خدا جانے میرِ اُمم کی حقیقت

مری آتشِ عشق کا حال لکھے
کہان منتہی یہ قلم کی حقیقت

ترے عاصی کو بھی کیسی ہے تمنائے بہشت — تجھسے کہتا ہون یہی آؤ چمن آرائے بہشت
شاید آجائے کبھی وہ چمن آرائے بہشت — اپنے دنرات کھلے رہتے مین درہائے بہشت
کونسے دلکو نہین عفوِ گنہ کی خواہش — کون وہ سر ہے کہ جسمین نہین سودائے بہشت
کثرتِ دستِ کرم جب نظر آتی ہے مجھے — مین سمجھتا ہون اُسے موجۂ دریائے بہشت
کافرِ عشق ہو یا مردِ مسلمان زاہد — کونسے قوم کو رہتا نہین دعوائے بہشت
کوچۂ یارِ گل اندام اگر ہاتھ آئے — نہ رہے پھر نہ رہے کچھ مجھے پروائے بہشت
کوچۂ عشق مین جا عاشقِ صادق تو ہو — حورِ عین کس کی ہے پھر کس کی ہے یہ جائے بہشت
ہو میسر جو ترے عارضِ گلرنگ کی دید — پھر نہ دیکھون طرف لالۂ حمرائے بہشت
تجھے کہتا ہون جب سے مین ترے کوچے مین — لوگ کہتے ہین مجھے بلبلِ شیدائے بہشت

کوچہ یار مین مدت سے پڑا ہون زاہد — خواہش حور کسی کس کو ہے پروائے بہشت
دوڑتا دیر کو کوئی ہے حرم کو کوئی — ڈھونڈتا پھرتا ہے ذرات ہر اک جائے بہشت
وصل سے رہگیا محروم مین اس گل روکے — ہا تھہ آئے نہ مرے دولت زیبائے بہشت
لب شیرین کے تصور نے یہ جا کی اعیمن — دل مین پیدا ہوئی شیر سے نہر کہ ہائے بہشت

قصر جنت سے زیادہ تو سمجھ لے اُسکو
منتھی گر تجھے تھوڑی سی ملے جائے بہشت

ردیف تائے فارسی

عجب کیا گر کرین یہ مال و زر چٹ — حسینون نے کئے ہین گھر کے گھر چٹ
کرین مال جہان کو بے ہنر چٹ — کرین اس کشتے کو دنیا کی خر چٹ
تمھارے حسن کی دولت کو پیارے — اوڑالین گے عدو سے مفت پر چٹ
نہ غربت بر زمین کی بھول دل مین — کئے ہین اسنے کتنے نامور چٹ
بتو ڈریو عدو کے گھورنے سے — نظر کرتی ہے پتھر مین اثر چٹ
اگر ہوسا تھہ پہ دو ون وہ مہوش — نظر کر لیتے ہین اہل نظر چٹ
قدم رکھتا ہے جیدم ناز سے یار — نزاکت کرتی ہے اُسکی کمر چٹ
تری تلوار کا ہے پیٹ خالی — جو ہو سیری کرے عاشق کے سر چٹ
ادہر نغمہ کیا بلبل نے آکر — ادہر غنچے نے واکی ہنست زر چٹ
بہار گل ہے کاوش پر جنون ہے — کریگا خون عاشق نیشتر چٹ
دہان گور نے لقمہ سمجھہ کر — ہزار انسان کئے ہین کسقدر چٹ
جو ہین مردار خوار اس سرزمین کے — وہ کر جاتے ہین مال بے پدر چٹ
فرشتہ لکھہ رہے ہین پاس تیری — کیا ہے جو کہ تو نے عمر بھر چٹ
گرانی سے تری او حیدرآباد — سپاہی کر چکے تیغ و سپر چٹ
جو لا وارث نہال باردور ہو — کرین حارص مع برگ و ثمر چٹ

نہ رکھتا ایک کوڑی تا کہ کفن کو

ملی جو منتھی تو اسکو کر چٹ

لڑائی آنکھہ کھائی جان پر چوٹ | بچایا دل کو کھا بیٹھا جگر چوٹ
بغیر از وصل ویدی جان شیرین | ہے ذکر کوہکن بھی مجکو سر چوٹ
کبھی فرقت کا غم گہہ ہجر کی ملت | یہ دل کھاتا رہا ہے چوٹ پر چوٹ
اوٹھاتا دل نہ پھر بار محبت | نہ کھاتا پھر کبھی بار دگر چوٹ
یکایک آگئی اوسپر طبیعت | کدھر مین تھا کدھر دل تھا کدھر چوٹ
یہ دل فقرون پہ اوسکے آگیا ہے | یہ نادان کھا گیا ہے بیشتر چوٹ
لگا کر دل کو آنکھین پھیرتا ہے | الگ ہوتا ہے مجکو مار کر چوٹ
جسے تاکا اوسے جینے سے مارا | غضب کی رکھتے ہین یہ خوش نظر چوٹ
شباب آیا ہے جوبن زور پر ہے | نہایت اندنون ہے بار ور چوٹ

نہ دے دل عہد پیری مین بتون کو
نہ کھا اسے منتھی وقت سحر چوٹ

ردیف ثای مثلثہ

ملت شیخ و برہمن مین ملاتے ہو عبث | گاڑتے ہو مجھے ناحق کو جلاتے ہو عبث
دل زمانہ کے حسینون سے لگاتے ہو عبث | بیوفائون کے غم و رنج اوٹھاتے ہو عبث
صفت نقش قدم کوچہ دلدار مین ہون | بے مٹے مین نہین اوٹھنے کا اوٹھاتے ہو عبث
ہمکو معلوم ہے جیسا کہ مین تر دامن ہون | زاہدو نار جہنم سے ڈراتی ہو عبث
پھر ہے بار محبت تمھین مال و زر کی | زہر ہے یہ غم دنیا اسے کھاتے ہو عبث
طاقت جنت نہین قوت پرواز نہین | سوئے دیوار چمن مجکو اوڑاتے ہو عبث
لکھتے ہو کاتب اعمال جو اعمال میرے | تہمتین مفت کی بندے کو لگاتے ہو عبث
جسکو افسانہ غم یار مرا کہتا ہے | جو کہانی کہ سنے ہے وہ سناتے ہو عبث
چمن کوچہ دلدار کا مین بلبل ہون | دوستو خلد مین مجکو لیے جاتے ہو عبث
خاک انجام ہے اس نشو نما کا اے دوست | شعلہ خس کی طرح مجکو بڑھاتے ہو عبث

بارہا آ آ گیا ہون چمنِ عالم مین — پھر مجھے ملکِ عدم کو لئے جاتے ہو عبث
بوجھہ یہ مین نے اُٹھائین ہین جہان مین اکثر — پھر مجھے بارِ محبت مین دباتے ہو عبث
منتہی زہر ہے اس مالِ جہان کی لذت
ایسے موذی کو مرے یار کھلاتے ہو عبث

رہگیا کھینچ کے تلوار ہوا کیا باعث — رُک گیا یارِ جفاکار ہوا کیا باعث
کون مانع تھا تری جلوہ گری کا ای دوست — ہین کھڑے طالبِ دیدار ہوا کیا باعث
بزم مین رکھا ہے مینائے تہی کیون ساقی — آج گلشن مین نیا خار ہوا کیا باعث
لطف نظارہ ان آنکھون نے اوٹھایا ہی پری — مفت مین دل یہ گرفتار ہوا کیا باعث
نظر آیا نہ مجھے موئے میان دلبر کا — نہ کھلا عالمِ اسرار ہوا کیا باعث
وصلِ شیرین نہ میسّر ہوا تجھکو فرہاد — تو عبث دشمنِ کہسار ہوا کیا باعث
بیقراری کے سبب سے یہ ہمارا دلِ زار — صفتِ سایۂ دیوار ہوا کیا باعث
کششِ دل مری گذرا مین کشش سے ایسی — یار آیا سرِ بازار ہوا کیا باعث
اوڑ گئی روح پھڑک کر قفسِ تن سے مری — چھٹ گیا مرغِ گرفتار ہوا کیا باعث
طبعِ رنگین سے مری جوشِ جوانی کا مٹا — اوڑ گیا بلبلِ گلزار ہوا کیا باعث
رحم اے کاتبِ قدرت جو ہوا تھا سو ہوا — کیون کیا مجکو گنہگار ہوا کیا باعث
منتہی ہاتھ سے اس ساقئ دریا دل کے
سب چھکے تو نہین سرشار ہوا کیا باعث

کسطرح پوشیدہ ہووے رازِ پنہان الغیاث — قابلِ بخیہ نہین چاکِ گریبان الغیاث
بل بہت کرتی ہے دلسوز زلفِ جانان الغیاث — کاٹنے کو دوڑتا ہے مارِ پیچان الغیاث
عاشقِ جانباز پر تیور چڑھاتا ہے وہ ترک — بیگنہ پر کھینچتا ہے تیغِ برّان الغیاث
کون پہونچے جز صنم میرے سخن کی داد کو — کون غیر از گل ہے بلبل کا زبان‌دان الغیاث
کھو دیا ہے رونقِ بزمِ یار کا اغیار نے — دیو نے لوٹا ہے یہ ملکِ سلیمان الغیاث
وصل سے فرقت مین کیا مجکو ڈراتا ہے مسیح — زہر دیتا ہے بجائے قند درمان الغیاث

رنگ ہمین ہین حسین خونِ شہیدان الغیاث
چٹکیون مین ہی اوڑا دین گے اُسے اکدن بُت یہ

منتظم ہے غیر بزم یار کا افسوس ہے
دیو کے قبضے مین ہی ملک سلیمان الغیاث

ردیف جیم عربی

یون پوچھتا ہے عاشقِ بیمار کا مزاج
اچھا تو ہے قدیم گنہگار کا مزاج

کل ہاتھ سے گیا یہ دلِ زار کا مزاج
پوچھا کیا کھڑے در و دیوار کا مزاج

باریک یار سے ہے دلِ زار کا مزاج
نازک ہی تندرست سے بیمار کا مزاج

مفلس کا اور اور ہے زردار کا مزاج
گل کا ہے اور اور ہے کچھ خار کا مزاج

سنتا نہین جو عاشق صادق کی اندنون
ملتا نہین ہے آجکل اغیار کا مزاج

آئی ہے کیا بہارِ گل لالہ باغ مین
ہی آسمان پہ بلبلِ گلزار کا مزاج

سکّے پڑے ہین اُسکے جہانِ خراب مین
ہے جسکے ہاتھ درہم و دینار کا مزاج

حسرت ہے ربط دیکھ کے اغیار و یار کا
کیونکر ہے ایک کافر و دیندار کا مزاج

اسکو ہوا ہے کس بتِ مغرور کا خیال
ملتا نہین جو مجھسے دلِ زار کا مزاج

دو چار مول لیتے ہین سودا ئی زلف یار
جاتا ہے روز ہاتھ سے دو چار کا مزاج

جسکا مریض عشق ہون مدت سے منتظم
پوچھا کبھی نہ اسنے گنہگار کا مزاج

عاشق شیدا کو ہے داغ جگر کی احتیاج
جس طرح ہوئے سیاہی کو سپر کی احتیاج

بند آنکھین ہوگئین منھ مین ہوئی ساکت زبان
اکدم مین مٹ گئی ساری بشر کی احتیاج

اشک پر تاثیر میرے جلد تو پہنچا صبا
گوش کو معشوق کے ہوگی گہر کی احتیاج

جذبۂ عشق دلی جس شخص کا ہو پیشوا
ناصحو اسکو نہین کچھ نامہ بر کی احتیاج

حرص گھٹ سکتی نہین ایسے کسی عنوان سے
کم نہین ہوتی کسی صورت بشر کی احتیاج

شمع سان کٹوا دے سر بزم عشق مین منتظم
منتہی گر ہوئے تجکو اور سر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

ہوئی پیری جہان سے یار کر کوچ | مسافر کرتے ہین وقتِ سحر کوچ
عدم سے آیا ہون منزل بہ منزل | چلا جاؤنگا یون ہین کوچ درکوچ
یہان سے دو قدم مُلکِ عدم ہے | کرونگا ایک دن یہ مختصر کوچ
نہ وامق ہے نہ ہے فرہاد و منصور | جہان سے کرگئے اہلِ نظر کوچ
جوان بھی مرتے ہین بوڑہے بھی ابدل | لگا رہتا ہے یہان شام و سحر کوچ
نہ آؤنگا عدم سے سوئے ہستی | نہین کرنیکا پھر بارِ دگر کوچ
اوٹھا کر پردۂ غفلت دلا دیکھہ | نہین دنیا مقام اپنا ہے کر کوچ
جو عاشق ہے تو مر مرنے سے پہلے | دلا کر کوچ سے تو پیشتر کوچ
پئے دنیا عبث مرتا ہے نادان | عبث کرتا ہے تو سوئے سقر کوچ
قدم رکھنا سنبل کر جانبِ عشق | نکرنا بے محل او بیخبر کوچ
عدم کا راستہ سر کر ہواسطے | عبث کرتا رہا مین عمر بھر کوچ
بہت مُلکِ عدم آباد ہوگا | او دہر کو کرگئے ہین نامور کوچ
ہوئی پیری چلو دنیائے دون سے | مسافر کرتے ہین وقتِ سحر کوچ
عدم مین بن پڑے گی میری ابدل | کہ ہیگا باعثِ فتح و ظفر کوچ
نشانِ منزلِ مقصود پایا | کئے جب منتھی نے کوچ درکوچ

ردیف حای مہملہ

آئی گل کی بہار ناصح | دل سے گیا اختیار ناصح
ایک ایک کا ہزار ناصح | اپنا نہین کوئی یار ناصح
یہ گوش بہ رنگ گوشِ گل ہین | چاہے جتنا پکار ناصح
ست یہ گل کی بہار پہونچی | کچھہ داہ کو ہے اضطرار ناصح
اوڑ جائین گے صبر و طاقت و ہوش | آئی بادِ بہار ناصح
الفت ہے بتون کی جب سے یہ دل | غم کا ہے کو ہسار ناصح

تیری اوس حال مین سنو نمین — دلبر جو ہوا اختیار تا صبح
اس نالۂ دل نے سر اوٹھایا — بلبل سنے کی پکار تا صبح
کرتا ہے بدی تو ان بتون کی — اللہ کی تجھکو ا ر تا صبح
وہ کیف شباب ہی یہ جسکا — پیری بھی ہے اک خمار تا صبح
ہنیا وہ مرغ جان کا ہے — جسکا ہون مین شکار تا صبح

یہ کیفِ شباب منتقی کا
لایا ہے بڑا خمار تا صبح

برسے تو ابر دیدۂ تر آپ کیطرح — تڑپے تو برق اس دلِ بیتاب کیطرح
جوش شباب کا مرے عالم نہ پوچھیے — آیا گیا اک آن مین سیلاب کیطرح
ساقی سے جو بہار مین فرصت نصیب ہے — پیتا ہون خون دل کو مئے ناب کیطرح
آرائش اس جہان کی ہی حسن عارضی — بھاتی نہ مجھکو عالم اسباب کیطرح
ہے جستجو اسی بھی کسی بحر حسن کی — چکر مین ہے فلک جو یہ گرداب کیطرح
چاہِ ذقن جو دیکھ کے آیا ہے یار کا — دلکو پسند آئی ہے دولاب کیطرح
اپنا بھی جن دنون مین کہ عہدِ شباب تھا — جاتی تھی بزم یار مین نواب کیطرح
قاصد یہی ہے کوچۂ سفاک کا پتا — بہتا ہے خون خانۂ قصاب کیطرح

کھویا بہار عمر کو غفلت مین منتقی
گذرا جہان نظر مین تری خواب کیطرح

جگہ دی پہلو مین کیون عشق کو جگر کیطرح — کمر مین باندھ کے رکھا عبث گہر کیطرح
نہ پوچھو عالمِ شوقِ دلی مرا ناصح — جہانکا قصد کیا جا پڑا نظر کیطرح
یقین ہے مجھے احوالِ مرگِ عاشق کو — وہ دل لگا کے سنین فتح کی خبر کیطرح
مثالِ آبِ روان ایک جا رہا نہ قرار — بسر ہوئی مری دنیا مین رہگذر کیطرح
مسافرانہ رہا اس سرائے ہستی مین — چلا پھرا مین زمانہ مین رہگذر کیطرح
تعلقات زمانہ سے جسکو ہی چھوڑا — لحد مین چین سے سویا مین رہگذر کیطرح

ہمیشہ دردِ پئے دنیا سے دون رہا یہ دل | عزیز عیب کو دکھا کیا ہنر کیطرح
مدام عالم ہستی مین حسرت مہمان | رہو ہین پاس ہمارے تو دل و جگر کیطرح
دکھائے دیگا اُسے جسکی چشم بینا ہو | سمایا ہے وہ ہر اک رنگ مین اثر کیطرح
ہمارا موئے میان دلمین جبر ہا ہو یار | کھٹک رہا ہے رگ جان مین نشتر کیطرح

یہ داغ عشق صنم منتہی ترے خاطر
رہیگا سر پہ ترے حشر مین سپر کیطرح

زر فشان نیچہ خورشید سے ہے ہمت صبح | ہفت اقلیم نے لوٹی ہے بڑی لبت زو صبح
نور رخ سے ترے ملتی ہے بہت صورت صبح | اسلئے ہوتی ہے دنیا مین فقط عزت صبح
قلقل شیشۂ مے زمزمۂ مرغ چمن | یار ساقی تھا مجھے یاد ہے کیفیت صبح
ہے جوانی سے سوا نالۂ پیری کا مزا | نوبت شام سے خوشتر ہے بہت نوبت صبح
بزم مین رند قدح خوار کی شان او ساقی | جام دنیا مے گلرنگ کا ہو زینت صبح
سر کے بل نشہ مین گرنا طرف میخانہ | صحبت رندمے آشام مین ہو طلعت صبح
عجز پیری کا عجب کیا جو اُسے ہوئے پسند | سبح ہے مقبول خدا ہوتی ہر کیا طاعت صبح
روز فرقت کا تو مر مر کے بسر کرتا ہون | شام سے ہوتی ہے پھر وصل کی شب دہشت صبح
خود فراموش نہ ہو پھر خدا پیری مین | قہر انسان کی خاطر ہے ولا غفلت صبح

جلد آ ہجر کے دن منھ نہ دکھا وصل
منتہی اب کے یہی کہکے کرو منت صبح

ردیف خای معجمہ

یون کیف مے سے ہوتے ہین رخسار یار سرخ | جس طرح گل کھلاتی ہے باد بہار سرخ
روتا ہون یاد مین لب لعلین یار کے | آنکھین نہ کسطرح ہون شب انتظار سرخ
ہوتا ہے خون دیکھئے کس کس کا اندنون | مہندی لیے ہاتھ رہتے دست نگار سرخ
لاکھون کے خون سر پہ ہین تیری چھڑی ہوئے | کیونکہ نہو لباس ترا شہسوار سرخ
خون جگر ٹپکتا ہے دن رات آنکھ سے | دامن نہ کسطرح ہو مرا اے نگار سرخ

ردیف دال مہملہ

نگاہِ یار کا مارا ہے ہر بند / گیا ہے عشق نے مجکو نظر بند
ہوئے طوقِ کمر کب ہاتھ میرے / ملا کس دن مجھے ایسا کمر بند
یہی کہتا ہے مجھسے ضعفِ پیری / اب آنکھیں دید سے دنیا کی کر بند
میرے دیوان کو گردوں نے پھاڑا / مرا کتوں نے توڑا ہے جگر بند
نہیں کھلتا ہے مجپر راز اسکا / ہمیشہ رہتا ہے کیوں اسکا در بند
میرے دل میں ہو جا طفل حسین کی / میری مٹھی میں ہے اچھا گہر بند
نگاہ یار کے آگے ہے یوں دل / حضورِ طفل جیسے مرغِ پر بند
مئے جوشِ جوانی سے یہ آنکھیں / رہی ہیں بیشتر دو دو پہر بند
نہ دے ضبطِ فغاں کا حکم مجکو / نہ کر صیاد مجکو مرغِ پر بند
ہزاروں یار صندوقِ لحد میں / کئے دستِ اجل نے نامور بند
کہیں چھپتے نہیں ہیں اہلِ جوہر / کہیں ہوتے نہیں صاحب ہنر بند
تصور میں رخ و زلفِ صنم کے / یہ آنکھیں رہتے ہیں تمام شام و سحر بند
نہ پھنستا دامِ الفت میں وہ زنہار / اگر تا منتہی کو گر نظر بند

کی کسنے میری دل میں محبت کی ہوا بند / اس کوزے میں کس شخص نے دریا کو کیا بند
خاموش نہ ہوگا لبِ توبہ کی طرفسے / للہ کیا مانع کر راہِ خدا بند
منعم پے دنیا ہے گدا درپے عقبا / وہ اسپہ مست ہے یہ اسپہ ہوا بند
شب دیکھ لیا صبحِ قیامت کا تماشا / جسدم کہ نقابِ رخِ ترسا کا کھلا بند
چھپتے نہیں دل میں کبھی اسرارِ محبت / رہتی نہیں مٹھی میں کبھی موجِ ہوا بند
ارمان ہے بہت صبحِ شبِ وصل نہ ہو یک / اے مرغِ سحر چونچ کو رکھیو تو ذرا بند
کب سے دلِ محزون میں ہے اس زلف کا سودا / مدت سے ہے اس خانۂ زنداں میں بلا بند
منھ پھیرا جو دنیا سے تو عقبے نظر آئی / احوال کھلا غیب کا آنکھیں ہوئیں کیا بند

بے ذکر صنم وجد مین کب آئے دلِ زار — پتّا نہیں ہلتا ہے جو ہوتی ہے ہوا بند
جب دن سے ہوا دستِ توکل کا سہارا
اے شفقی اکدم نہ رہا کام مرا بند

دلا لامکان ہے مکانِ محمدؐ — ہے بامِ فلک آستانِ محمدؐ
ہے فرمان حق کا بیانِ محمدؐ — زبانِ خدا ہے زبانِ محمدؐ
بدل جو کہ ہے رازدانِ محمدؐ — وہی ہین وہی وارثانِ محمدؐ
وہ معشوق بے شبہ اللہ کے ہین — جو ہین زاہدا عاشقانِ محمدؐ
خدا کا ہون بندہ خدا کی قسم ہے — محمدؐ کا عاشق بجانِ محمدؐ
سعیدِ ازل کو ہے شمعِ ہدایت — ہر ایک عضو ہر استخوانِ محمدؐ
نہ پیدا کیا ہے نہ پیدا کرے گا — خداوندِ عالم بہ شانِ محمدؐ
گیا کربلا ہوکے خلدِ برین کو — جو تھوڑا سا تھا کاروانِ محمدؐ

قطعہ

جسے ہے لوگ کہتے ہین معراج زاہد — مین سمجھا اُسے عز و شانِ محمدؐ
حجابِ محبت اِدھر کو تھا حائل — اُدھر کو تھا رازِ نہانِ محمدؐ
نہ دیکھا قدم کوئی طاعت سے باہر — ہوا جب کبھی امتحانِ محمدؐ
وہ جنت کے ہین اور جنت ہے انکی — جہان تک کہ ہین دوستانِ محمدؐ
اُسے ملگیا قصرِ خلدِ برین کا — جسے مل گیا آستانِ محمدؐ
نمایان جو یہ شفقی کہکشان ہے
فلک پر چھڑی ہے کمانِ محمدؐ

کسکی ہوئی تجھکو چاہ قاصد — بدلی ہے تری نگاہ قاصد
راہی ہوا جب عدم وہ مہوش — ہو روسے سحر سیاہ قاصد
پتّا جو کسی جگہہ پہ کھٹکا — تیرا ہوا اشتباہ قاصد
ماہِ کنعان سے ہے وہ خوشتر — جسکی مجکو ہے سخت چاہ قاصد
سنتا نہیں وہ کسی کی خودسر — اس مین ترا کیا گناہ قاصد

ٹھرا یا وصل بعدِ مدت رکھیو تا دیر گا قاصد
داغِ دل و نالۂ سحر گاہ عاشق کے ہیزد و گواہ قاصد
فقرون سے جو لائے اُس صنم کو کیا ہو تری واہ واہ قاصد
نقدِ دل ہے گرہ مین اپنی دون گا تجھے زاد راہ قاصد
قاصد قاصد پکارتا ہون آتا ہے گاہ ماہ قاصد
شاید لایا پیامِ وصلت آتا ہے جو کج کلاہ قاصد
نا مہ نا خوندہ اُسنے پھاڑا مارا گیا بے گناہ قاصد
پوچھے جو وہ حال منتظر کا
دکھلا نا تو برگ کاہ قاصد
جا کر بہشتِ نگار قاصد رونا تو زار زار قاصد
دکھلا دے رُخِ نگار قاصد آئی گُل کی بہار قاصد
میری سے کہی جو اُس سے جاکر ایسا نمین کوئی یار قاصد
سودا ہوا زلف دیکھکر کیا کرتا ہے جو مار مار قاصد
جاتا ہے عدم کو تیرا عاشق در پر اُسکے پکار قاصد
ہے موت سے سخت تر زیادہ مجکو ترا انتظار قاصد
بلبل سے ہے خوش بیان و خوشگو بھیجے مینے ہزار قاصد
جو ہووے مناسب اُس سے کہنا تجکو دیا اختیار قاصد
اوس آئینہ رو صنم کو سمجھ کہہ مجہ سے تو ہین غبار قاصد
آیا نہ وہ ساقی گل اندام گذری یہ بھی بہار قاصد
اِس پیک نظر نے منتظر سے
بھیجے ہین بیشمار قاصد
سہل ہو سمین کہ ہووے اُسے دشوار پسند ہے پسند اپنے وہی جو کہ کرے یار پسند
ماہ مرغوب ہے مہر خوش اطوار پسند جب سے اس دل کو ہوئے درہم و دینار پسند

دو قدم ساتھ جنازے کے نہ آیا صد حیف ۔ جانتا تھا کہ اسے ہے مری رفتار پسند
عشق کا راز عیاں کس لئے منصور کیا ۔ حق تو ہے تجکو ہوا آپ سر دار پسند
دہن تنگ کا مضمون رقم کرتا ہون ۔ اندنون مین ہے مجھے عالم اسرار پسند
قیصر روم کو ہو ظل ہما کی خواہش ۔ ہون گدا یار کا ہے سایۂ دیوار پسند
کھینچکر رہگیا سو بار وہ قاتل شمشیر ۔ ملک الموت نے مجکو کیا سو بار پسند
دلکو بھائی ہے نقاب رخ رنگین صنم ۔ جب سے کرتا ہون مین گلزار کی دیوار پسند
پُر اثر اشک کسی خوش نہین آتے اے دل ۔ کون کرتا نہین سچ ہے در شہوار پسند
مرد بے فیض سے رغبت نکرے کوئی بشر ۔ اس سے بہتر ہے کرے گر کوئی دیوار پسند

دم بھرا کرتے ہو پیری مین حسینونکے مدام
منتقی ہم کو نہین آپکے اطوار پسند

نہ ہوا اہل جنون مجسے سوا میرے بعد ۞ رہ گئی دشت مین خالی مری جا میرے بعد
خار صحرائے جنون نے نہ اٹھایا سر کو ۞ نہ پھر آکے کوئی آبلہ پا میرے بعد
بیگنہ قتل تو کرتے ہو کھڑے رکھتے ہین ۞ یاد آئیگی تمھین میری وفا میرے بعد
خاکساری کو مری پھر نہ کسی نے پایا ۞ عشق کا راز کسی پر نہ کھلا میرے بعد
یاد آئیگا یہ عاصی تمھین ہر دم صاحب ۔ یون کسی اور پہ جب ہوگی جفا میرے بعد
کھینچکر لائیگا اس شوخ کو تربت پہ مری ۔ کام آئیگا مرا دست دعا میرے بعد
نہ رہیگا یہ ترے حسن کا پیارے شہرہ ۔ نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد
مرے دم تک مرے صفاک کی صفاکی ہے ۔ ٹھوکرین کھائینگے پھر جور و جفا میرے بعد
نکہت گل کی صفت اس چمن عالم مین ۔ ماری ماری پھریگی بوئی وفا میرے بعد

خاکساری کو مری یاد کریگی جسدم
منتقی خاک اڑائیگی صبا میرے بعد

بناتا باغ مین بلبل کبھی نہ گھر صیاد ۔ اگر وہ جانتا ظالم ہے اسقدر صیاد
نمود قتل سے عاشق کے ہوگئی اسکی ۔ ہوا ہے مار کے بلبل کو نامور صیاد

نہین ہے قدر اُسے اپنی زلفِ پیچان کی — کمال دام سے رہتا ہے بیخبر صیاد
اوڑادون نالونسے مین ہوش بلبل وگل کے — خدا جو دیوے زبان مین مجھے اثر صیاد
نگاہ یار ہے غمزہ ہے مرغ دلکے لیئے — ہزار دام ہین یہ ایک منت پر صیاد
پڑے جو عکس کبھی بلبل خوش الحان کا — جلائے آتش گلبرگ تیرا گھر صیاد
سرِ غرور اُسے دل مین عجز عاشق کے — زمین پہ صید ہے ہو آسمان پر صیاد
کرونگا موسمِ گل مین مین زمزمے دیپک — دکھاؤنگا تجھے اکروز مین ہنر صیاد
نہ بھول موسم گل پر خزان کا بھی رکھہ دھیان — بنائے صانع قدرت نے خشک و تر صیاد

وہ عندلیب ہون اے منتقی مین جسکے لیئے
پھرا تلاش مین جسکی ہی عمر بھر صیاد

قفس مین جبکہ کھلے گی مری زبان صیاد — نہ پھر سنے گا تو بلبل کی داستان صیاد
حرم مین شیخ دغل دیر مین برہمن زور — نظر پڑے ہین جہان مین کہان کہان صیاد
الٰہی بلبل بیدل کا تو ہی حافظ ہے — چمن کا آج ہوا ہے نگاہبان صیاد
زمانا اہل سخن کا کمال دشمن ہے — ہوا ہے بلبل خوش گو کا آسمان صیاد
چمن مین لاکے بسایا ہے دام دارونکو — ہوا ہے جان کو بلبل کی باغبان صیاد
اسیر کرنے کی اسکے کسی نہین خواہش — اکیلا بلبل دل اور اک جہان صیاد
مذاقِ نغمۂ بلبل سے آشنا نہ ہوا — ہوی ہے عمر تری مفت رائیگان صیاد
ہمیشہ برگ گل تر سے آشیان بھرتا — جو عندلیب کا ہوتا مزاجدان صیاد

جو ہوئے خسرو گل منتقی سیر القضا
بغل مین گل کے ہو بلبل کا آشیان صیاد

ڈوب کر نکلا رگ جان مین رنج نشتر سفید — ہو گیا فصاد مجکو دیکھکر یکسر سفید
اسقدر پرنور رہتا ہے رخ دلبر سفید — دیکھتے ہی جسکو ہوتا ہے مہ انور سفید
تشنۂ دیدار ہین اسکے حسینانِ جہان — یا الٰہی جلد تر ہو روئے آب زر سفید
چہرۂ گلرنگ جانان کی عجائب ہی بہار — دیدۂ بد مین ہو یارب صورت مرمر سفید

سایہ پرور ہون غمِ جانان کا کب سر اپنا | صبح صادق کی طرح منھ ہو دمِ محشر سفید
شخص ظاہر مین کا بد باطن کا یہ احوال ہے | گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر در سفید
شدتِ گریہ نہین بے وجہ میری زاہدا | ہوگا اس سے نامۂ اعمال کا دفتر سفید
عارضِ گلرنگ کی دیکھی جو گلشن مین بہار | کیا عجب ہو جائے رُوئے لالۂ احمر سفید
دیکھکر اُجلا مرے دلکو لگا کہنے وہ شوخ | اِسّے بہتر کوئی دنیا مین نہین ہے گھر سفید
بارہا میرے گلوئے خشک پر پھیرا کیا | رنگ کچھ لایا نہین آبِ دمِ خنجر سفید
غور سے دیکھے اگر روئے صبیح یار کو | منھ ترا ہو جائے غیرت سے مہِ انور سفید

ریش اپنے ریشِ قاضی سے نہین کم منتقی
شکلِ ماہِ چاردہ گو ہوگیا ہے سر سفید

رہین خلدِ برین مین یارِ احمد | جہنم مین پڑین اغیارِ احمد
پڑا ہاسے آیہ لولاک ہمنے | سُنا ہے برسون ہی اخبارِ احمد
نہ جاؤن گا درِ خلدِ برین تک | رہون گا مین پسِ دیوارِ احمد
مجھے ظلِ ہُما سے ہے فزون تر | الٰہی سایۂ دیوارِ احمد
سُنا ہے مینے وشتِ کربلا مین | تمامی کٹ گیا گلزارِ احمد
فرشتے پاؤن رکھتے تھے ادب سے | عجب رتبہ کی تھی سرکارِ احمد
نہ ہفت اقلیم کی لون پادشاہی | ملے گر دولتِ دیدارِ احمد
طلب کرتے رہے امّت کی بخشش | رہے جبتک رہا ریہ کارِ احمد
پیمبر پھر نہ آیا بعدِ حضرت | نہ اُٹھا پھر کسی سے بارِ احمد
رہین گے حشر تک قدموںسے لپٹے | رہے ہین جو جہان مین یارِ احمد
نہ کھاوینگے غمِ روزِ قیامت | جہان مین جو کہ ہین غمخوارِ احمد
نکالو میم احمد کا اگر تم | کھلے اُسدم حقیقین اسرارِ احمد

زبانِ حق تعالےٰ جانتا ہون
سُنا کرتا ہون جب گفتارِ احمد

جو تھا شبِ وصال دلِ زار کا گھمنڈ
ایسا نہ ہوگا بلبلِ گلزار کا گھمنڈ

ساقی ہے یار ہے شبِ ماہِ تمام ہے
زیبا ہے آج طالعِ بیدار کا گھمنڈ

حسن دو زہ پر ہے اُسے اسقدر غرور
اتنی سی بات پر ہے عبث یار کا گھمنڈ

کعبہ کنشت ایک ہے عقل بین کے سامنے
بیجا نہین ہے کافرو دیندار کا گھمنڈ

پھولے نہین سماتے ہین جوشِ بہار مین
مین کیا بیان کرون گل و گلزار کا گھمنڈ

اے شاہ تجکو ظلِ ہما کا غرور ہے
ہمکو ہے اُسکے سایۂ دیوار کا گھمنڈ

تیرے سرِ غرور پہ ہووے جو بارِ عشق
مٹجائے شیخ گنبدِ دستار کا گھمنڈ

اس معرکہ مین کون صنم فتحیاب ہے
جانبازی کا مجھے تجھے تلوار کا گھمنڈ

سرکش زیادہ یار سے ہے غیر کینہ جو
گل سے فزون مین دیکھتا ہون خار کا گھمنڈ

شاہون کو کبر سایۂ بالِ ہما پہ ہو
ہے مصحفیؔ کو سایۂ دیوار کا گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

وہ پری یار اگر مجھسے منگائے تعویذ
بھیجدون اس دلِ شیدا کو بنائے تعویذ

کششِ عشق اگر دل نے مرے کی پیدا
باندھ دونگا تیرے بازو پہ بجائے تعویذ

مر مٹین دور رہون اغیار تری صحبت سے
اسلئے ہمنے تہِ خاک دبائے تعویذ

دل نہ اُس بت کا پسیجا نہ پسیجا آخر
ہمنے اکثر اُسے دہو دہو کے پلائے تعویذ

دستِ نقاشِ ازل حیف کی چاہیے تونے
سیکڑون خاک مین لکھ لکھ کے ملائے تعویذ

نقشِ مطلب نہ ہوا ایک بھی نقشِ دل پر
ہمنے ہر روز بہت لکھ کے مٹائے تعویذ

جگر و دل نہین اوس بت کی کئے نذر مگر
ہمنے پتھر کے تلے جا کے دبائے تعویذ

سر کے مقتون جگر و دل نہین سمجھے تجکو
ہمنے دریائے محبت مین بہائے تعویذ

جلوۂ حسن ہوا تو وہ رُخِ روشن کا بلند
چاند سورج ترے سر کے نظر آئے تعویذ

غزل

طرفہ تر یہ ہے جب اُس یار کو بھیجا کاغذ
لے پڑے ہے سامنے قاصد کے جلایا کاغذ

لے اوڑا جبکہ کبوتر مرا لکھا کاغذ
صورتِ کاغذ بادی نظر آیا کاغذ

وحی آئی کہ مرے یار کا آیا کاغذ — قاصد آیا کہ فرشتہ کوئی لایا کاغذ
صاف سمجھا ثبتِ عقیا رنے دہوکا کھایا — جسگھڑی سے یارنے بھیجا مجھے سادا کاغذ
رازِ دل یار کا جسوقت ہوا مجھپہ عیاں — مین یہ سمجھا کہ لفافے مین سمایا کاغذ
حالِ الفت جو ش ناکا تب قدرت نے مرا — دفترِ عمر سے عاصی کے نکالا کاغذ
عمر بھر کاتب اعمال نے لکھا تھا جسے — بات مین دیدۂ ترنے مرے دہویا کاغذ
حسنِ نیرنگِ صنم کی جو ہین کھنچے تصویر — ہوگیا دیدۂ حق بین مین تماشا کاغذ
صفتِ فندقِ پا مقی ہو رقم کچھہ انمین — چٹکیون مین مرا اس گل نے اوڑایا کاغذ
انتکیا ری کا جو لکھا ہے کسیدن احوال — ہوگیا ہے صفتِ دامنِ دریا کاغذ
شوقِ دیدار تھا لکھا کبھی بوسہ کا سوال — اُسنے چوما کبھی آنکھونسے لگایا کاغذ
حال لکھنے کے لئے یار کے دیوانون کا — چاہئے یہ کہ بنے دامنِ صحرا کاغذ
ایکدن کاتب قدرت سے کہونگا جاکر — کس لئے آپ نے لکھا مرا ایسا کاغذ

منتہی یار جسے کہتے ہین فرد قسمت
ساتھہ میرے وہ بڑی دور سے آیا کاغذ

خوانِ کرم کی ہے ترے شاہا چشنک لذیذ — ہے اس گدائے دہر کی نان نمک لذیذ
قند و نبات و شہد مبارک ہو شاہ کو — جتنے بھر اس فقیر کو بھی ہے نمک لذیذ
اس دیر بے نبات مین داتا کے واسطے — نانِ جوین مزے کی ہے آب و نمک لذیذ
اے دل عزیز ہے کفِ دستِ سخا ہمنشین — خوانِ کرم جہان مین ہو آجتک لذیذ
خواہش ہے میری باغ جہان مین ہو قیمتی — سیب ذقن ہے تیرا مجھے آجتک لذیذ
اہلِ کرم کو ہو ہے سدا انکسار بھی — ہوتا نہین طعام کبھی بے نمک لذیذ
دل آتشِ فراق سے پیدا کرے اثر — ہو لطف یہ کباب اگر جائے پک لذیذ

لقمہ حلال کا نہ ملا منتہی کبھی
ممکن ہوی غذا نہ مجھے آجتک لذیذ

رای مہملہ

مبتلا ہوا بُت کا دل بہت صفا ہو کر
سنگ سخت سے ٹوٹا لعل بے بہا ہو کر
آبرو اگر چاہے رہ یہان صفا ہو کر
ہو گیا عزیز دل آئینہ جلا ہو کر
بارہا ترے در تک آکے پھر گیا قاتل
بارہا مری حاجت رہ گئی روا ہو کر
زخم بھی ہوئے آ لے جان کے پڑ گئے لالے
کھائے آہون کے بہالے دل نے مبتلا ہو کر
قتل کر کے قاتل نے رنج و غم سے دی فرصت
بد دعا لگی مجھکو یار کی دعا ہو کر
یار اٹھ گیا ناحق مجھ غریب سے یہ کہہ کر
جسم زار سے نکلا دم مرا خفا ہو کر
خوبی زبان اپنی جان کی ہوئی دشمن
قید مین پھنسا بلبل حیف خوشنوا ہو کر
یار ہو گیا دشمن موم ہو گیا آہن
رہبر ہوا رہزن کیا ہوا ہے کیا ہو کر
گر صفا ہے دل ترا جام جم کی حاجت کیا
دیکھ حال دنیا کا اپنا آشنا ہو کر
مین مجاز سے پہونچا کعبۂ حقیقت کو
وا کیا در معنی صورت آشنا ہو کر
بحر عشق مین ای دل رہ حباب کی صورت
کام ہے ترا ملنا ذات مین فنا ہو کر
جبکہ یار سے چھٹا حال دل ہوا پتلا
خاک مین ملا پتّا شاخ سے جدا ہو کر
می بھی ہو چکی ایدل دام بھی نہین باقی
چند روز مسجد مین بیٹھ پارسا ہو کر

سیر کوہ و صحرا کی ہو اگر تمھین منظور
منتقی تفسین کچھ ادھر چلو ہوا ہو کر

مجھسے بیکس کا بھلا ہوتا ہے سامان کیونکر
دیکھون طے کرتا ہے خالق یہ بیابان کیونکر
پھاڑ ڈالون مین نقاب رخ جانان کیونکر
پھینکدون کھود کے دیوار گلستان کیونکر
باغبان یار نہ ہو طاقت پرواز افسوس
دیکھئے جلکے بہار چمنستان کیونکر
بل یہ ہے دست جنون زور یہ ہے فصل بہار
بچ رہیگا مرے ناخون سے گریبان کیونکر
کس طرح خال سیہ ہو گیا پیدا اس پر
کھا گیا داغ ترا سیب زنخدان کیونکر
دیکھ کر اس دل پہ داغ کو بولا وہ شوخ
آدمی زاد ہوا سرو چراغان کیونکر
چھوڑ کر نعمت فردوس کو ایصاحب من
آپ دنیا مین دنے کے ہوئے مہمان کیونکر
رغبت بوس و کنار آپ کو زیبا نہین
یار رنگین ہگے ہمارے کھوار مان کیونکر
کس طرح شربت دیدار میسر ہو گا
دور ہو ینگی ہماری تپ ہجران کیونکر

نقدِ دل نذر کیا دولتِ ایمان بھی دی | اور کرتا ہے کسی پر کوئی احسان کیونکر
عاشقِ زار سے کہنے لگا ہنسکر تب کو | کہیے صاحب کا ہوا حال پریشان کیونکر
کس طرح ترک کرون دل سے ہوائے دنیا | پھینک دون پھاڑکے مین دامنِ عصیان کیونکر
وصف کرتے ہین ترے خالِ سیہ کا عاشق | کلمہ پڑھتے ہین کافر کا مسلمان کیونکر
ہووے گی اُس بُتِ کافر سے صفائی کسطرح | یا خدا ہووے گی مشکل مری آسان کیونکر
ہو گیا قبضۂ اغیار رہین جاتا کسطرح | دیو کے ہاتھ لگا ملکِ سلیمان کیونکر
دلکو خوش کیون نہ کرے تذکرۂ صبحِ وصال | گل نسیمِ سحری سے نہ ہو خندان کیونکر

دیر مین وہ نظر آیا نہ کبھی کعبے مین
منتھی کو مین کہون صاحبِ ایمان کیونکر

ٹوٹے ہی پڑتے ہین عاشق لوگ حسنِ یار پر | لوٹ سی ہے لوٹ اُسکی دولتِ دیدار پر
جان دیتا ہے ہر اک عاشق نگاہِ یار پر | اندنون کیا بھیڑ ہے اُس ترک کی تلوار پر
لوٹ ہے دل آجکل اپنا نقابِ یار پر | آشیان بلبل کا ہے گلزار کی دیوار پر
برق کا عالم ہے چتون پر نگاہِ یار پر | آجکل تلوار پڑتی ہین وہان تلوار پر
پھر کھنچا سُرمہ کا ڈورا لو نگاہِ یار پر | خیر ہووے باڑھ پھر رکھی گئی تلوار پر
چھا گیا ہے گیسوئے شب گون رخِ دلدار پہ | شام کا ڈاکہ پڑا ہے دولتِ دیدار پر
بارِ اُلفت جب نہ اُٹھا نقش جہت مین ایک سے | بوجھ یہ رکھا گیا بندے کے جسمِ زار پر
کوئی سرکش اُسکو کہتا ہے کوئی اہلِ غرور | باندھنو باندھے ہین کیا کیا یار کی دستار پہ
زندگانی کا بھروسا عہدِ پیری مین نہ کر | جا ٹھئے تکیہ نہین گرتی ہوئی دیوار پر
آمد و رفتِ نفس سے ہے ثباتِ زندگی | یہ خبر ہے دُور کی آتی ہے ہر دم تار پر
چشمِ جانان کو محبت کی نظر سے دیکھئے | رحم لازم ہے بشر کو مردمِ بیمار پر
رُو ہی بیٹھے گا صنم آخر بہارِ حسن کو | آدمس پڑ جائیگی تیرے تختۂ گلزار پر
یار تِل بھر جو کہ ہے نورِ مروت سے تہی | آنکھ وہ منہ پر نہین اک نقش ہے دیوار پر

عہدِ پیری مین پیامِ وصل بھیجا ہے اوسے

منتھی مین لوٹتا ہون آپ کے کردار پر

موئے مژہ سے ہے کہین باریک تر کمر — کرتی ہے مجھسے کار سر نیشتر کمر
بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان — زلفین ہوئی ہین یار کی اب تو کمر کمر
گم کر خودی کو تا تجھے حاصل کمال ہو — موہوم جب ہوئی تو ہوئی نامور کمر
سر خفی ظہور نہ پکڑے تو خوب ہو
اے منتھی خموش رہو دیکھکر کمر

بہار آئی ہے بلبل لوٹتے ہین گلکو دامان پر — خوشی دست جنون کو ہے مصیبت ہے گریبان پر
جہان نیرنگ حسن یار کا جلوہ ہے او زاہد — مسلمان کرتے ہین ہندو یہ وہان ہندو مسلمان پر

ولہ

کہتا ہون جو درد ہجر جا کر — کہتا ہے کہ خبط کی دوا کر
پیا مجھے عاشق جتا کر — مارا مجھے یار نے لگا کر
منہ کیسی کہان کہ قائین — اس یار کے دل مین اپنی جا کر
چلتے ہوئے مجھکو دیکھے مٹی — راہی ہوئے خاک مین ملا کر
پھر دیکھ جمال یار آ سیمین — آئینۂ دل کو تو صفا کر
کہدے کوئی صانع ازل سے — مجھکو نہ بگاڑ تو بنا کر
بوسہ دو بار زلف کا یار — مر جاؤنگا ورنہ زہر کھا کر
کہتا ہے مسیح تجھکو عالم — درد فرقت کی کچھ دوا کر
گو یہان نہین وہ نظر مین آیا — دیکھونگا عدم مین اسکو جا کر
چونکے نہ عدم کے سونے والے — نتا نہ مین تھکا بلا بلا کر
رخصت کیا جام نہ گلی سے — بھیجا ہے مجھے خاک مین ملا کر
شبنم کی طرح مجھے رلایا — غنچے کی طرح سے مسکرا کر
دنیا نے دنی تجھے بھی ہمنشین — چھوڑا سو بار آزما کر

ولہ

کیا خوش ہین حسین مجھے ستا کر — سمجھون گا عدم مین انسے جا کر
گو سے سبقت جو چاہے لیجائو — سر کو رہ یار مین فدا کر
بیٹھے ہین منتظر عدم کے — سرمایۂ عمر کو لٹا کر
قاتل نے شکل زخم تازہ — رلوایا خون مجھے ہنسا کر

پیری مین بتون سے خواہش وصل
اے منتہی اب خدا خدا کر

یہی مقبول ہو میری دعا کر — جوانی ایک باری پھر عطا کر
قدم پر اسکے رکھدے سر جھکا کر — نماز پنجگانہ یون ادا کر
کیا جب عرض حال درد فرقت — کہا منھ پھیر کر اُسنے لجا کر
نظر تا آئے تجکو صورت یار — صفا آئینہ سے دلکو صفا کر
تو کرتا ہے گدا کو شاہ اکثر — کبھی میری بھی حاجت کو روا کر
وہ ایسا کونسا تھا سحر پرداز — لے آیا جو یہان مجکو لگا کر
غم فرقت ہو یا ہو شادی وصل — دلا ہر حال مین شکر خدا کر
جوانی لیکے کیون پیری عطا کی — بگاڑا کس لئے مجکو بنا کر
خفا ہو کر بگڑ کر مل گیا یار — چراغ زیست ٹھرا جھلملا کر
پسند یار ہونگے گر مرے اشک — ملین گے چشمہ کوثر مین جا کر

اگر جو یا ہے یار باوفا کا
خدا را منتہی اپنی دوا کر

تم سوؤ پھیل پھیل کے سارے پلنگ پر — ہم بھی پڑے رہین گے کنارے پلنگ پر
دیکھا کیا میں ذرۂ افشان کو تا سحر — گنتا رہا مین رات کو تارے پلنگ پر
ہوگا یقین تخت سلیمان کا بیگمان — آئیگا وہ پری جو ہمارے پلنگ پر
تیرے فروغ حسن کے باعث سے ماہ وش — گل تکیہ بن گئے تھے ستارے پلنگ پر
دلکو یقین تختۂ سنبل کا ہوگیا — پھیلائے تمنے بال جو سارے پلنگ پر

کم سن ہے چھپ کے غیر سے آیا ہے رات کو
سویا نہ میرے خوف کے مارے پلنگ پر

ایسے ہی نالے اس دل پر داغ نے کئے
گویا ہزار نیشتر ڈنکا رہے پلنگ پر

کیا حال ہوگا اسد امیدوار کا
جب وہ کہین گے آؤ ہمارے پلنگ پر

بوسے لئے ہین عارض عالی دماغ کے
توڑے ہین آسمان کے تارے پلنگ پر

نفرت سے ہنسکی جلتا ہون شب بھر کھلے کھلے
کھانے لگا ہے اب تو سہارے پلنگ پر

رکھنے دیا نہ ہاتھ نہ کی بات منتقی
ایسی ہی اسنے پاؤن پسارے پلنگ پر

سرو الفت کی چال ہے کچھ اور
اس روش کا مال ہے کچھ اور

یار کی بول چال ہے کچھ اور
عندلیبون کا قال ہے کچھ اور

زلف پرخم مین جو پھنسا اسکی
بخدا اسکا حال ہے کچھ اور

موسم گل ہے جوش سودا ہے
اندنون اپنا حال ہے کچھ اور

کر نہ اظہار عشق اے دل زار
اس سخن کا مال ہے کچھ اور

قامت یار باغ ہستی مین
باغبان وہ نہال ہے کچھ اور

یار کی گر روش ہے سب سے جدا
اپنی بھی چال ڈھال ہے کچھ اور

سرو و مہ سے کبھی نہ دون تشبیہ
وہ تو صاحب جمال ہے کچھ اور

حال منصور سے کھلا یہ حال
عاشقی کا کمال ہے کچھ اور

قاصد یار جب سے آیا ہے
منتقی تو نڈھال ہے کچھ اور

کوئی کہئے صانع ازل سے یہ اتنا پیغام میرا جاکر
بگاڑا کیا مینے تیرا پیارے بگاڑا مجکو عبث بنا کر

بشر کے کیا چیز زندگی تھی یہ بات پوچھون مین کس سے جاکر
جو گنج قارون کیطرح رکھا زمین اندر چھپا چھپا کر

یہی تقاضائے شوق دل ہے تو کہئیے قاتل سے سر جھکا کر

ہے نقدِ جان دینِ تیغِ الفت تو اپنے ہاتون اسے ادا کر

یہ قول ہے رندِ مشربان کا جو ملک کہتے ہین جاویدان کا
فروغ جاہے جو دوجہان کا تو دل سے حرص و ہوا ہوا کر

ہے اسقدر زندگی کا وقفہ تو سن لے بھرجا نہین شاہا
ہزار تجھسے حباب آسا مٹے ہین سر کو اُٹھا اُٹھا کر

کہا جو پیری مین رازِ الفت تو ہنسکے بولے تری حماقت
بتون سے اب ہے وفا کا طالب خدا خدا کر خدا خدا کر

جہان مین آیا ہے موسم گل بھرے ہین ہر سمت شیشہ مُل
مین سن رہا ہون صدائے قلقل حرم مین زاہد پڑا بکا کر

جوانی لیکر عطا کی پیری وہ ایسی تقصیر مینے کیا کی
کہون گا محشر مین کیا دغا کی بگاڑ ڈالا مجھے بنا کر

تلاش دنیا مین عشق بازی اسی کو کہتے ہین جالسازی
جو تو ہی فاسق و یا نمازی دماغ بگڑا ہے جا دوا کر

لحد مین رکھکر نہ پھر کے دیکھا بہت سا ہنسنے اونہین پکارا
عجب تھے یہ آشنا جہان کے چلے گئے خاک مین ملا کر

ادہر جو قاصد گذر ہو تیرا تو اُس سے پیغام کہیو میرا
جو تیرا بیمار منتقی تھا معاف اوسکا کہا سنا کر

کمر کو باندھا کس لئے اموالِ دنیا پر
چڑھا ہستا آستین منعم ہے کیون دست تمنا پر

چُنی افشان ہے پیشانی پہ آئینہ مقابل ہے
یقین ہے چاندنی دیکھوگے کیا جا جا کی دریا پر

شرابِ لالہ گون جب سے بھری ہے اسمین ہی ساقی
مجھے گلدستہ کا عالم نظر آتا ہے مینا پر

خزان نے دامن گل کی اوڑائین دھجیان کیا کیا
چمن مین نوچی ہین صیادنے بلبل کے کیا کیا پر

بہارِ گل ہے زورون پر جنون پھر کر رہا ہے بل
چڑھائے پھر ہوئے دیوانو نکی دامان صحرا پر

نہ ڈر تہا روز محشر کا نخواہش تھی کسی شی کی
لے آیا آب و دانہ حیف ہے کسجا سے کس جا پر

یہان جو جو کہ ہین خدنگ ادا اُس یار پر جا نکلے — رہین گے باغِ رضوان مین حکومت ہوگی رضوان کی
نہ کی تاثیر پیدا آج تک اشکِ مسلسل نے — نہ پہونچا ہاتھ اپنا آجتک عقدِ ثریا پر
اُسے بھکا کے دی ایذا مجھے ابلیس خصلت نے — خدا کا قہر ٹوٹے گا کسی دن میری اعدا پر
دلِ آگاہ ہے آگاہ ہفتاد و دو ملت سے — عیان ہے رازِ حسنِ یار لیکن چشمِ بینا پر

ولہ

عشق کی رہ نہ ملی طالبِ دنیا ہو کر — رتبۂ اعلیٰ کا نہ حاصل ہوا ادنا ہو کر
دل صفا خیر ہوا یار کا شیدا ہو کر — قطرہ بنتا ہے گہر واصلِ دریا ہو کر
بگڑی اُس سے شبِ وصلت نہوا ہم بکنار — تشنہ تر رہ گیا مین واصلِ دریا ہو کر
حالِ قارون پہ نظر کر تو ذرا او منعم — خاک حاصل نہ ہوا مائلِ دنیا ہو کر
خاکساری تری کوچے کی پسندِ دل ہے — آرزو ہے کہ رہون نقشِ کفِ پا ہو کر
کوڑی کوڑی پہ کبھی دانت نہ رکھنا اپنا — ہڈیان تو نہ چبانا سگِ دنیا ہو کر
حسنِ نیرنگِ صنم کا تجھے تا حال کھلے — غور سے دیکھ ذرا دیدۂ بینا ہو کر
گردشِ چشمِ صنم کا تو ہوا آوارہ — کیون دلِ زار مرے پس گیا دانا ہو کر

منتہی جلوۂ جانان نظر آئے اُسوقت
شکل آئینہ رہے دل جو مصفا ہو کر

عاشقِ زار کو قتل اوستم ایجاد نکر — کام کا جو کہ ہو بندہ اُسے آزاد نہ کر
تنگ فرقت سے جوانی مین نہ کر او ظالم — موسمِ گل ہے قفس مین مجھے صیاد نہ کر
مجکو محروم اٹھاتا نہ درِ جانان سے — گلشنِ خلد برین گلشنِ شداد نہ کر
وصل کے بعد نہ ہو دردِ جدائی یارب — شادمان جو کہ ہوا انسان اُسے ناشاد نہ کر
نقش کر صورتِ دلدار کو لوحِ دل پر — ہاں عجز مانی سے نہ کر منتِ بہزاد نہ کر

نہیں جائیگا کبھی دل سے جنون پختہ
منتہی ہان کہا منتِ فصاد نہ کر

ردیف زائے معجمہ

جو گرد رخ ہے خطِ یار سبز | ہوا ہے پہلوئے گلزار سبز
وہ ہے اُس یار کا گلزار سبز | گلون پہ ہین جہان کہ خار سبز
تمھارے عشق گیسوے سیہ سے | نہین ہو ویگا زہر مار سبز
رخِ سادہ حسینون پر ہے غالب | گلون پر ہے گل بیخار سبز
شباب آیا اوسے اغیار ہین خوش | کھلے ہین گل ہوئے ہین خار سبز
حضورِ چشمِ مستِ یار ناصح | نہ ہوگا خانۂ خمار سبز
یہ ہمت باتون سے میری اوڑے ہین | ہوا سے ہوتے ہین اشجار سبز
کبھی اُس سبزۂ خطِ صنم سے | نہ ہوگا سبزۂ زنگار سبز
الٰہی قدر ہو اہلِ سخن کی | رہین اشجار میوہ دار سبز
رہین آباد اے دل اہلِ ہمت | رہین اشجار سایہ دار سبز
مٹنے یارب نہ وہ اعدائے دون کی | زمانے کے نہ ہون بدکار سبز
بتون کی باغِ عالم مین ہوا ہے | ہوئے ہین صاحبِ زنار سبز
بہار آئے چمن مین جوشِ گل ہو | رہین یارب ترے میخوار سبز
پئے عشاق سہ کی چاندنی سے | ہے اُسکا سایۂ دیوار سبز

پڑھا ہے سبزِ حسنِ یار کا وصف
ہوا ہے منتہی ہر بار سبز

سایہ کی طرح رہا منزلِ دلدار کے پاس | در کھلا تو مین ٹھہرا کبھی دیوار کے پاس
حلقۂ زلف کے نزدیک ہے وہ روئے صبیح | قدحِ شیر دھرا ہے دہنِ مار کے پاس
حال فرقت جو کبھی اُس سے کہا رو رو کر | رک کے کہنے لگا چل جا کسی غمخوار کے پاس
دور رہین چشم ہے جسکی اُسے ہوگی معلوم | وہ نزاکت جو ہے اے دل کمرِ یار کے پاس
حال کھلتا نہین کچھ دل کی گرفتار یکا | پوچھئے چل کے کسی مرغِ گرفتار کے پاس
گرمیِ عشقِ صنم جب سے خوش آئی دل کو | ہو کے نکلا نہ کبھی سایۂ دیوار کے پاس
بیوفا یار کے نزدیک نہ پھٹکے زنہار | اس سے بہتر ہے جو بیٹھے کسی دیوار کے پاس

اپنی قسمت کا نوشتہ نہیں سمجھا جاتا ۔ اسکو لے جائیے کسی عالم ہوشیار کے پاس

تمنتھی بلبل شیدا کا خدا حافظ ہے ۔ جھونپڑا ڈالا ہے صبا نے گلزار کے پاس

ردیف شین

ہمیشہ رہتی تھی کیوں زلف فتنہ زا کی تلاش ۔ یہ کیا سمائی ہے دل میں کہ ہے بلا کی تلاش

ملا نہ ایک بھی معشوق نیک خواب تک ۔ تمام عمر رہی یار با وفا کی تلاش

گئی نہ دیر میں بھی جستجو حرم کی کبھی ۔ بتوں کے عشق میں سمجھے جہاں رہی خدا کی تلاش

خدا دکھائے گا وصلت کا دن شفا ہوگی ۔ عبث ہے اس دل بیمار کو دوا کی تلاش

تمنتھی مجھکو نہیں ہے اور کوئی فکر ۔ جہان کی سیر میں لیکن ہے آشنا کی تلاش

کر رہا ہے پیش مینا بزم میں پیمانہ رقص ۔ یا حضور شمع کرتا ہے کوئی پروانہ رقص

کو بنی زہرہ جبین رنگ پری کی تھین ۔ کر رہا ہے ایک مدت سے دل دیوانہ رقص

صاف ہوگا کوچہ گیسو اسے آیا شباب ۔ اب دل صد چاک کی جا پر کریگا شانہ رقص

ساغر مینا سے اپنے ساقیا ہو ہوشیار ۔ ہر گھڑی آفت جڑی کرتا ہوں میں مستانہ رقص

دیکھکر بولا برہمن بتکدہ میں محوست ۔ آج کرتا ہے یہ کیا کافر ہی استادانہ رقص

وجد میں یہ دل ہے چشم یار نگراں ہے کمال ۔ بزم میں کرتا ہے گویا شیشہ و پیمانہ رقص

کھینچکر تلوار لپکا ہر طرف عشاق کے ۔ ہنسکے پھر کہنے لگا یہ ہے مرا مردانہ رقص

ہر طرف دوڑا یہ دل آ آکے وجد و شوق میں ۔ میں یہ سمجھا کرتا ہے شاید کوئی دیوانہ رقص

چلتی ہے باد بہاری مست ہیں مرغان باغ ۔ کیا عجب کرنے لگے وہ ساقی مستانہ رقص

تولتا ہے آج زاہد وجد میں شیخ و شاب ۔ کس کی خاطر کر رہے ہیں عاقل و فرزانہ رقص

دیکھ لے گی جب گھڑی وہ نور حسن یار کو ۔ شمع محفل میں کریگی صورت پروانہ رقص

شاخ گل جب دم ہلاتی ہے صبا گلزار میں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کرتا ہے کوئی جانانہ رقص

فصل گل ہے بزم میں جام سبو کا دور ہو ۔ کر رہے ہیں ساقیا پھر ساکن میخانہ رقص

دل سے کرتا ہون طواف خانۂ پیرِ مغان | باو رکھہ ساقی اسی کو کہتے ہین زندانہ رقص
آج کس رشکِ فلاطون کی ہے آمد منتفی | کر رہے ہین شوق دل سے عاقل و فرزانہ رقص

ردیف ضاد معجمہ

ساتھہ پردون مین یہ اُس مہ نے چھپایا ہم سے | تا قیامت نہ دکھایا نہ دکھایا عارض
اُس بھبھوکے کو ہوا جب نشۂ صبح وصال | گلِ خورشید کی صورت نظر آیا عارض
گر گیا دل سے مرے مہر فلک ماہِ منیر | جگمگی یار کا روشن نظر آیا عارض
ماہ ہے داغ بدل مہر فلک جلتا ہے | دستِ قدرت نے ترا ایسا بنایا عارض
مین یہ سمجھا کہ نہان ابر مین ہے ماہِ منیر | سبزۂ خط مین جو مجکو نظر آیا عارض
سامنے اُسکے یہ بیرنگ ہین گلہائے چمن | ایسا رنگین ید قدرت نے بنایا عارض

ردیف طائی مہملہ

کیونکر کرون نہ قاصد دلبر سے ارتباط | کس کو نہین ہے اپنے پیمبر سے ارتباط
سودا کو کیا پڑا ہے مرے سر سے ارتباط | لڑکون کو ہے جہان کے پتھر سے ارتباط
دلکو نہین ہے قامتِ دلبر سے ارتباط | قمری کو ہو گیا ہے صنوبر سے ارتباط
سنتا ہے مضمون کی بہت ہی وہ لاسچے | شاید ہے اندنون مین اُسی زر سے ارتباط
ہوئیگی میرے رشکِ موتر کی آبرو | ہوئے تو گوشِ یار کو گوہر سے ارتباط
کچھہ دھیان اندنون مین ہے ابروئے یار کا | شاید گلی کو ہے مرے خنجر سے ارتباط
دنیا کے مالدار سے عاشق کو کیا غرض | ہوتا نہین گدا کو تونگر سے ارتباط
اُس حال کی نہین ہے فرشتے کو بھی خبر | جو کچھہ رہا ہے یار و پیمبر سے ارتباط
اُلفت ہے اندنون بت سفاک سے مجھے | رکھتا ہون ایک مرد دلاور سے ارتباط
دنیائے دون پرست کو مجھسے گریز ہے | کیا ہو زن خبیس کو شوہر سے ارتباط
کیونکر حسین نہ حسن کی دولت کرین عزیز | ہوتا ہے مسکون کو بہت زر سے ارتباط
وہ دل تعلقات زمانے سے دور ہے | جسکو ہے کچھہ مذاقِ قلندر سے ارتباط

رکھا ہے جب سے کوئے توکل مین پاؤن کو

رہتا ہے شیشی کو مقدر سے ارتباط

وصل مین ہے قدم یار سے ربط | سر کو ہے ہجر مین دیوار سے ربط
تجکو جام مئے گلنار سے ربط | مجکو ہے دیدۂ خونبار سے ربط
سادہ رو یار سے ممکن ہے وصال | آجکل ہے گل بیخار سے رابط
حلقۂ دام بلا ہین دونون | دل نہ رکھ سبحہ و زنار سے ربط
زمزمے گر نہ ہون بلبل کے پسند | ہے مجھے یار کی گفتار سے ربط
عاشق روئے صنم ہے جو یہ دل | اسلئے ہے گل گلزار سے ربط
بیٹھے ہین سر کو جھکائے عاشق | ہے جو مینا کو تلوار سے ربط
حسن نیرنگ پہ ہے زیبا زلف | کیسا طاؤس کو ہے مار سے ربط
اُس مسیحا سے یہ کہنا قاصد | ہے دوا کو ترے بیمار سے ربط
دہن یار پہ دل ہے مائل | ہے مجھے عالم اسرار سے ربط
مفلسون کی نہین سنتا ظالم | جب سے ہے درہم و دینار سے ربط
زلف ہے مصحف رخ کے نزدیک | ہے عجب کافر دیندار سے ربط
دل کو ہے چشم خماری مرغوب | ہے مجھے خانۂ خمار سے ربط

قاصدو کیا مین کرون منھ میٹھا
ہو جو اُس لعلِ شکربار سے ربط

ردیف ظای معجمہ

ہے آپ کو ضرور دلِ زار کا لحاظ | کیسے مسیح ہو نہین بیمار کا لحاظ
عاشق ہین ایک گل بھی نہ توڑینگے باغ مین | دل مین رہیگا بلبل گلزار کا لحاظ
دم بھر رہا ہے دل مرا حسنِ ملیح کا | تمکو بھی ہے ضرور نمکخوار کا لحاظ
نالون نے آسمان کو ملا دیتے خاک مین | ہوتا نہ اپنے دل مین اگر یار کا لحاظ
آنسو جو ٹپکا چشم سے دامن مین لے لیا | پیش نظر رہا دُرِ شہوار کا لحاظ

کیونکر نہ رکھون عشق کی سرکار کا لحاظ
ہوتا ہے بیکلی جو ہزار بار رگاہ ہے
شکوہ کا حرف لب پہ نہ آئے شب فراق
مجھ کو ضرور ہے اسی یار کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

کل کی شب اک بزم میں مطرب تھے خوش آہنگ و شمع
آج وہاں ٹوٹے پڑے دیکھے رباب و چنگ و شمع

رکھ کے آنگلے جو ہر آئینہ پر لو لا وہ بت
گر نہ دیکھا ہو تو دیکھو موج بحر گنگ و شمع

گردن مینا میں دست ساقی گلفام تھا
شام سے دیکھا کیا تا صبح بندہ چنگ و شمع

کس طرح تشبیہ دون میں فرق نور و نار ہے
کس طرح میں ایک سمجھون وہ رخ گلرنگ و شمع

وہ سراپا نار عریان بزم میں ہے بے حجاب
ایک پانی کے گھڑے ہیں عاشق بے ننگ و شمع

زمزمے کیا کیا کئے ہیں دلنے پیشِ روئے یار
شام سے تا صبح تھا اک شخص خوش آہنگ و شمع

دیکھ کر انگشت فندق اپنی یہ کہتا تھا وہ
ہے عجب اک شاخ سے نکلا گل اورنگ و شمع

ہجر کی شب داغ الفت اسطرح تھا ناگوار
عالم تنہائے میں جیسے کوئی دل تنگ و شمع

برق و انجم ہو میسر تجکو اے گردون دون
ہے ہماری بھی بغل میں یار شوخ و شنگ و شمع

کہتے ہیں شیشے کو شاعر شمع مینا تھی
سخت حیران ہون یہ سمجھے ایک کیونکر سنگ و شمع

ردیف غین معجمہ

عنصر یہ چار پاس مری ہیں وہ چار باغ
صدقہ کرون جہان کے جن پر ہزار باغ

ملتے نہیں ہیں شاخ گل و لالہ متصل
شاید کسی کے واسطے ہے بیقرار باغ

نکھرا ہوا ہے یار چمن سے ہرا بھرا
کیسا ہی اندنون میں ہے باغ و بہار باغ

شبنم جو چشم گل سے ٹپکتی ہے صبحدم
یارب یہ کس کے واسطے ہے اشکبار باغ

صیاد کی گزند سے گلچین کے جور سے
چھاتی پہ اپنی رکھتا ہے ہر دم غبار باغ

ہر اک چمن مین طرۂ شمشاد ہے بلند
رکھتا ہے اندنون میں سر افتخار باغ

رنگین اداؤن سے تری کیا مثال دون
یکسو تری ادائین ہیں یکسو ہزار باغ

آنکھیں کھلیں گلون کی ہوائے بہار سے
خواب عدم سے یعنے ہوا ہوشیار باغ

آئی بہار گل کی جو ہیں جانب چمن
راز نہان کو کرنے لگا آشکار باغ

جسدم خیال اوس رخ رنگین کا آگیا
منہ سے نکل گیا میری بے اختیار باغ

فردوس و خلد و حور مبارک ہو شیخ کو
کافی ہے منتھی کو ترے رخ کا یار باغ

ردیف فا

کھل گیا مجھپر یہ چہرۂ رخ پر صاف | ہون عدم کے خواب کی تعبیر صاف
وصل گل کی دھوم ہے اونشاہ حسن | حکم دیجے ہون خانۂ زنجیر صاف
چودھوین کا چاند کہتے ہین جسے | ہے جوانی کی تری تصویر صاف
دل نے سن کر نغمۂ بلبل کہا | ہے اسی گلرو کی یہ تصویر صاف
ناوک مژگان جسے کہتے ہین لوگ | ہے قضا کا عاشقون کے تیر صاف
لوگ کہتے ہین جسے ماہ تمام | ہے تمھارے حسن کی تصویر صاف

ولہ

دیکھے گا کب وہ عالم ایجاد کیطرف | دیکھا ہے جسنے حسن خداداد کیطرف
کھنچا اس آب و دانہ نے صیاد کیطرف | تقدیر لے گئی مجھے جلاد کیطرف
گلشن مین عکس قامت جانان کو دیکھکر | دیکھا کیا مین پھرون ہی شمشاد کیطرف
آئینہ دیکھکر صنم بے مثال نے | دیکھا غضب سے مانی و بہزاد کیطرف
زاہد کو اپنے کنج عبادت پہ ناز ہے | اپنی نگاہ ہے تری امداد کیطرف
ناصح سوائے نالہ و افغان و آہ کے | ہوئے گا کون عاشق ناشاد کیطرف
حور جنان بغل مین سمجھتے ہین رند پاک | کرتے ہین دھیان جب تری امداد کیطرف
گر جانتا کہ یار ہین ناآشنا تمام | آتا کبھی نہ عالم ایجاد کیطرف

دل خط و خال قاتل عالم پہ لوٹتے ہے
ہم دیکھتے ہین جوہر فولاد کیطرف

تجویز گر لباس کرون مین برائے زلف | کالے کی کینچلی سے بناؤن قبائے زلف
ہوشیار رہ یار مصحف رخ تک نہ آئے زلف | حد ادب سے دیکھ کہین بڑھ نجائے زلف
ایسے یار زیر پا کہین ڈھلکر نہ آئے زلف | بگڑی نشرا میو کی کہین بن نجائے زلف
مقراض سے سوا مرے منھ مین زبان ہے | معلوم ہو جو بڑھ کے ذرا دم ملائے زلف
اندھیر کے سوا نہین کچھ سوجھتا انہین | ناآشنا جہان کے ہین آشنائے زلف
بوہ باندھے ہوا نہ جلین کالون کے چراغ | وہ پیچ ڈالئے کہ بہت پیچ کھائے زلف

دکھین ہین ایسے پیچ بہت سے جہان کی　　ایسی لگی ہوئی ہے بہت سے ہوائے زلف
مار سیہ کو گنج کے قربت ضرور ہے　　اسواسطے ہے پاس ہی رخ کے جائے زلف
ہین اسکے دام مین دل پر داغ سیکڑون　　ہر روز چاہیئے کہ نیا گل کھلائے زلف
دل سے نکل رہے ہے جو یہ آہ پیچدار　　یعنے میان نی مین کرون گا ثنائے زلف
دیکھے بہار سنبل تر گر یہ باغ مین　　زنجیر تمہارے سر کی قسم لوٹ جائے زلف
پہچانتی یہ سانپ سا جو مرے لوٹتا ہے آج　　شاید کہ دل ہوا ہے مرا مبتلائے زلف
طرار بنکے یہ جو اگر چرخ پر چڑھے　　دود دل سے مرے کہان اوڑ کے جائے زلف

پھر بہار گل گئی شاید گلستان کی طرف　　کھینچتی ہے پھر مجھے وحشت بیابان کیطرف
دیکھتا ہے وان مرا یون روئے جانان کیطرف　　دیکھتا ہے جسطرح بیمار درمان کیطرف
ہاتھ دوڑے موسم گل مین گریبان کیطرف　　پاؤن پھر وحشت نے پھیلائے بیابان کیطرف
گل شگفتہ دیکھکر گل کو چمن مین یار نے　　پھرون ہی دیکھا ہے میرے زخم خندان کیطرف
موسم گل کیا ہوا چکر مین ہے دست جنون　　سوے دامان گاہ ہے گاہ ہے گریبان کیطرف
ریش دل پر داغ مین کثرت ہے جیسی آہ کی　　دیکھتا ہے غور سے شیر نیستان کیطرف
زمزمے بھولا ہے دل آہ و فغان کا ورد ہے　　لیجلو اکدن اسے مرغ خوش الحان کیطرف
کیا کسی کے روئے رنگین کا مجھے ہوتا ہے عشق　　دل کھنچا جاتا ہے کیون از خود گلستان کیطرف
کار نا صواب　　دیکھکر ہنستا ہے میرے زخم خندان کیطرف
اوڑ گیا ہے وہ پری وش پاس سے مدت ہوئی　　ڈھونڈنے چلکر ابھی ملک سلیمان کیطرف
حلقہ ہائے سبحہ و زنار سے دل یہ ڈرا　　جا نہ نکلا پھر کبھی گبر و مسلمان کیطرف
محو ہوتا دل سے اسکے حضرت یوسف کا داغ　　ایکدن جاتا اگر تو پیر کنعان کیطرف
خاک بھی پایا نہین یاران رفتہ کا پتا　　بارہا بندہ گیا گور غریبان کیطرف
دیکھ اپنے گیسوے پر پیچ کی جانب صنم　　دیکھتا کیا ہے مرے حال پریشان کیطرف
وامق و فرہاد و مجنون عشق کے ساتھی تھا

یہ سڑری دوڑرے ہوئے جاتے تھے زندان کیطرف

جسگھڑی تجکو ہوئی حسن کی جاگیر معاف
پھر عشاق ہوا خانہ زنجیر معاف

وہ جنون مانگتا ہون حسروگل سے چلکر
عمر بھر جس سے کہ ہو زحمت زنجیر معاف

دار منصور کو فرہاد کو تیشہ بخشا
پھر عشاق نہ کی عشق کی تعذیر معاف

کونسی خئی وہ نہین حکم مین تیرے دلبر
رنج و راحت ہے تیری ذات سے تقصیر معاف

تیرے لکھنے سے اٹھاتا ہون مین ایذا ناحق
نہ کرونگا بخدا اکا تب تقدیر معاف

غیر مرضی تری کچھ منھ سے جو نکلا میرے
کیجیو اسکو تو اے بانئ تقریر معاف

سینہ حاضر ہے مرا دل بھی ہے حاضر بخدا
تجکو اے دستۂ مژگان کئے سو تیر معاف

عشق بازی نہ گئی دل سے مرے تا دم تربت
نہ ہوئی پر نہ ہوئی یہ مری تقصیر معاف

نقد طاعت ہے ترے پاس نہ ہو دولت عجز
منتھی ہوئے گی کیونکر ترے تقصیر معاف

دیر و کعبہ یون اگر ہے دوطرف
حق تو یہ ہے ایک ڈربت دوطرف

گیسو و ابرو پہ وہ خود لوٹ ہے
یار کی تہ نظر ہے دوطرف

سوئے گلشن گاہ سوئے دشت ہو
بلبل بے بال پر ہے دوطرف

جسکو کہتے ہین کف جود کرم
رو کنے کو یہ سپر ہے دوطرف

جاؤن کعبے کو و یا مین سوئے دیر
آج کل قصد سفر ہے دوطرف

شوق ہے صحرا کا یا گلزار کا
مجھ سے دیوانہ کا گھر ہے دوطرف

دھیان ہے دنیا کا عقبے کا خیال
اندنون اپنا گذر ہے دوطرف

گاہ ابرو کا کبھی گیسو کا دھیان
یار کی مد نظر ہے دوطرف

خوف عالم اسکو اسکو خوف جان
قتل عاشق ایک ڈر ہے دوطرف

گاہ عاشق پر گاہی غیر پر
یار یکتا کی نظر ہے دوطرف

دیکھتا ہے دل مرا گاہی جگر
یار کی تیغ نظر ہے دوطرف

جھکتا ہے کعبے پہ گاہی دیر پہ

منتھی کا ایک سر ہے دو طرف

ہو نہ انسان کو یہان خدا کا خوف
گر نہ ہوئے وہان جزا کا خوف

کر دلا اس سے انتھا کا خوف
جس شقی کو نہ ہو خدا کا خوف

ہوگی اک روز پرسش اقرار
اس خبر مین ہے مبتدا کا خوف

جی مین یہ ہے پکارتے پھرئے
ان بتون کو نھین خدا کا خوف

ٹھہری نظر وہ ترچھی چتون سے
دہشت جور ہے جفا کا خوف

ڈر ہے فرقت کا تیرے عاشق کو
جیسے انسان کو ہو قضا کا خوف

پیش عاشق ہے فقر ذکر صنم
جیسے بیمار کو ہوا کا خوف

جب سے دیکھا ہے مارگیسوئے یار
دلکو ہے میرے کس بلا کا خوف

نھین لیتا ہون جذب دل سے کام
یار کرتا ہون مین خدا کا خوف

استخوان گر ہین دعوتِ سگِ یار
دل پہ چھایا ہے پرِ ھما کا خوف

تھی جوانی مین دہشت پیری
ابتدا مین تھا انتھا کا خوف

دشمنِ صعب سے نہ ڈر ایسا
کر غریبون کے بد دعا کا خوف

گور کا روزِ حشر کا ناصح
دل کو رہتا ہے جابجا کا خوف

دشمنون سے کوئی ڈر ہی لیکن
منتھی کو آشنا کا خوف

تیر کا ہے نہ وہ تبر کا خوف
یار جو ہے تری نظر کا خوف

تھرچتون غضب ہے تیغ نگاہ
یار رکھون کدہر کدہر کا خوف

ڈر ہے دنیا کا دہشت عقبے
مجکو تو ہے ادہر ادہر کا خوف

نام ہے اپنا عاشق جانباز
ڈر کسی سے کہتے ہین کدہر کا خوف

کوچہ تیغ زن مین عاشق کو
پاؤن کا ڈر ہے کچھ نہ سر کا خوف

مرضی یار سے ہے کام مجھے
خیر کی ہے خوشی نہ شر کا خوف

گھورتے ہین عدو سبہ بد طینت
تمکو پیارے نہین نظر کا خوف

دیکھئے کیا جواب خط لائے | دلکو رہتا ہے نامہ بر کا خوف
بڑھ چلین گیسوے رسا جو ترے | یار رکھہ تو ذرا کمر کا خوف
لب شیرین سے دلکو دہشت ہے | اس مگس کو ہے کیا شکر کا خوف
بھیگ جاے نہ دامن عصمت | رکھیو میری بھی چشم تر کا خوف

منتھی بخشے اُسنے جُرم مرے
مٹ گیا دم مین عمر بھر کا خوف

ردیف قاف

اک فقط یار سے جُدا ہے عشق | ورنہ عالم کا آشنا ہے عشق
دشمن رند و پارسا ہے عشق | ایک کافر ہے بد بلا ہے عشق
آب ہے آگ ہے ہوا ہے عشق | ہم سمجھتے نہین کہ کیا ہے عشق
مجھہ سے پوچھے کوئی کہ کیا ہو عشق | مرض الموت کی بنا ہے عشق
گہہ انا الحق کبھی انا لیلے | کہتے ہین جسکا بے ریا ہے عشق
عاشقون کا ہے دشمن جانی | ان حسینونکا مبتلا ہے عشق
عہد طفلی سے ہون فدائے صنم | میرا چھٹ پن کا آشنا ہے عشق
نان نعمت جو ڈھونڈھتے ہین یہان | واسطے اُنکے بد مزا ہے عشق
اہل بینش کے واسطے اے دل | صاف اک جلوہ خدا ہے عشق
اس جہان خراب کے اندر | سب فنا ہین مگر بقا ہے عشق
زہد و تقوے ہو زاہدونکو نصیب | یہان فقط اپنا مدعا ہے عشق
ہجر حسین صنم کا حال نہ پوچھہ | اُسکا مدت سے آشنا ہے عشق
وہ حسین بر خلاف رہتا ہے | اندنون ہمسے کچھہ خفا ہے عشق
مارا خسرو کو جان شیرین نے | ایک مفسد ہے فتنہ زا ہے عشق
بھیجتا ہے پیام وصل حسین | اندنون ہم سے بھلا ہے عشق

جس سے رغبت نہ ہو حسینون کو

منتھی اوسکو نا روا ہے عشق

جہان مین یون تو ہین بسیار معشوق
مگر اُس سا کہان ہے یار معشوق

تصدق جن پہ ہون بسیار معشوق
ہمارے پاس ہین وہ چار معشوق

چھپا رہتا ہے میرے دلکے اندر
نہایت ہے وہ پردہ دار معشوق

جو اُنے مین سمجھتے تھے مجھے گل
مگر اب جانتے ہین خار معشوق

نہین سنتا ہون قتل عاشق زار
کچھ ان روزون مین ہے بیکار معشوق

بہار آئی ہے بھرا ہل جنون کا
ہوا ہے لالہ وکہسار معشوق

گیا جوش جوانی آئی پیری
کہان ہے یار خوش اطوار معشوق

اگر بینائی ہو آنکھون مین میرے
نظر آئین در و دیوار معشوق

رخ رنگین پہ دل کیونکر نہ لوٹین
ہر اک بلبل کا ہے گلزار معشوق

رہا جبتک زر و زور جوانی
لگی ہی رہتے تھے دو چار معشوق

جوانی منتھی جبتک تھی اپنی
کیا کرتے تھی ہمکو پیار معشوق

سر کرے نذر جنون کون دیوانہ عشق
کس سے دیکھین ہوا داسجدہ شکرانہ عشق

بیگنہ قتل ہوا کرتے ہین دیوانہ عشق
صرف لِلّٰہ رہا کرتے ہین پیمانہ عشق

شور و شر حشر کا جسدن کہ ہوا عالم مین
مین یہ سمجھا کہین بگڑا کوئی دیوانہ عشق

پیشوا منزل مقصود کا ہے پیر مغان
ساغر مے ہے چراغ رہ کاشانہ عشق

یہ وہ دل ہو کہ جہان بزم تمنا کا ہے خیال
یہ وہ شیشہ ہے کہ جسمین ہے پریخانہ عشق

گوش زد ہوتے ہی اوصاف صنم دم نکلا
آگئی نیند مجھے سنتے ہی افسانہ عشق

یار بے حسن جوانی نے کرم فرمایا
ہی اُلفت سے لبالب ہوا پیمانہ عشق

دل بیمار نہ اچھا ہو مسیحا سے کبھی
نہ اُگے آب بقا سے جو پڑے دانہ عشق

شاد و آباد رہین رند خرابات مدام
مے عشرت سے لبالب رہے خمخانہ عشق

ڈر ہے نالہ نہ کرے ہجر مین دل گھبرا کر
خوف یہ ہے کہ چھلک جائے نہ پیمانہ عشق

نہ کیا قتل بہت سر کو جھکایا ہم نے — مفت برباد ہوئی ہمت مردانہ عشق
داغ سودا ہے مداوائے دل نالاں — سنگ طفلان ہے علاج سر دیوانہ عشق
شمع رو یار کا جب سے ہے سودا دلکو — بزم زندان میں لقب ہو مرا پروانہ عشق

منتھی ہے یہ سمجھتا ہوں مذاق کونین
منہ لگا ہے مرے جب سے کہ پیمانہ عشق

شاید اس دل میں اثر کر گئی آہ عاشق — آج کچھ کج نظر آتی ہے کلاہ عاشق
دل میں اس شوخ کی ہوتی نہیں پرواہ عاشق — کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے گناہ عاشق
نخوت و کبر اوسے اسکو سر عجز و نیاز — ہے الگ جادۂ معشوق سے راہ عاشق
مصر سے دیکھا زلیخا نے یہ کنعان کو — ناصحا دور رہو پہنچتی ہے نگاہ عاشق
داغ سودا و سر عجز جسے کہتے ہیں — یہ دو داغ دل نظر آتے ہیں گواہ عاشق
تیغ سے تیز اگر ہے نگہ یار رہے — تیر کا کام بھی کر جاتی ہے آہ عاشق
غم و اندوہ الم حسرت و حرمان افسوس — ہر گھڑی رہتی ہے تیار سپاہ عاشق
جلوۂ حسن رخ یار کرے گا روشن — گیسوئے یار سا ہے روز سیاہ عاشق
کشش عشق و دل زار ہے رہبر جسکے — عقل پہنچے نہ جہاں پر وہ ہو راہ عاشق

پیروی تو نے نہ کی حضرت منصور کی یار
منتھی تو نہ چلا حیف ہو راہ عاشق

ردیف کاف

چڑھا رہتا ہے مری داؤں پہ یار ایک نہ ایک — ہاتھ آجاتا ہے ہر روز شکار ایک نہ ایک
مرہی مٹتا ہے ترے کوچے میں یار ایک نہ ایک — اٹھتا رہتا ہی ترے در سے غبار ایک نہ ایک
داغ ابھرتے ہیں کبھی زخم جگر کھلتے ہیں — رنگ دکھلاتی ہے ہر سال بہار ایک نہ ایک
قتل عشاق ترے کوچے میں ہوتے ہیں مدام — بنتا رہتا ہے ترے در پہ مزار ایک نہ ایک
اشک خون روتا ہوں گاہی گہہ لخت دل زار — اٹھتا ہی رہتا ہے اس دل سے شرار ایک نہ ایک
اس لئے کہتے ہیں مجھے لوگ سکندر طالع — رہتا ہے آئینہ رو مجھ سے دوچار ایک نہ ایک

نالۂ دل ہے مجھے گاہ ہے آہ و افغان
کھل ہی جاتا ہے اُسے اپنا شعار ایک نہ ایک
چھینتا ہے کبھی دل گاہ جگر وہ ظالم
لُٹتا رہتا ہے یہاں اپنا دیار ایک نہ ایک
صورتِ لالہ و گل باغِ جہان کے اندر
آ ہی جاتا ہے ترا سینہ فگار ایک نہ ایک
نالہ کرتا ہے کوئی کوئی فغان اے یار
اُٹھتی ہے تیرے ہی کوچے سے پکار ایک نہ ایک
فکرِ دنیا ہے مجھے دہشتِ عقبےٰ گاہی
رہتا ہے سینہ پہ عاصی کے غبار ایک نہ ایک
مجھے غمّاز تیرے پاس ہر گاہ ہے اغیار
گل کے نزدیک رہا کرتا ہی خار ایک نہ ایک
روز و شب مجکو طلسماتِ جہان کے اندر
نظر آتا ہے نیا نقش و نگار ایک نہ ایک

منتقی ہوئے کہ ہو وامق و فرہاد حزین
ہو ہی رہتا ہے ترا عاشقِ زار ایک نہ ایک

کون لایا عالم ایجاد تک
کس نے پہنچایا مجھے جلاد تک
کون تیری دید کا مائل نہیں
دل سے لے آئینہ فولاد تک
نا صحو مجکو تلاشِ یار میں
لائی قسمت عالمِ ایجاد تک
ہوں وہ لاغر صید باغِ دہر میں
رُخ نہیں کرتا ادھر صیاد تک
جاہ و حشمت شاہی و طبل و علم
یہ فقط ہے یار کی امداد تک
شکوۂ جور و جفا اُسکے حضور
کھل نہیں سکتے لبِ فریاد تک
فکر و صلت میں بتانِ ہند کی
بھول جاتا ہوں خدا کی یاد تک
اُسکا میں طالب ہوں جسکے حکم سے
موم ہو وے کوہ سے فولاد تک
ہمت عالی کا اپنی ہوں غلام
جو نہیں تکلیف دی اُستاد تک
روح کے باعث فروغِ حسن ہے
روشنی ہے خانۂ آباد تک
کون تیری دید کا طالب نہیں
مہر و مہ سے کورِ مادر زاد تک
ہوں وہ مجنون ناتوان اس دہر میں
پوچھتے مجکو نہیں فصاد تک
سخت جانی گر کروں اپنی رقم
ٹوٹ جائے خامۂ فولاد تک
گیسوے پر پیچ کا لکھوں جو وصف
بل اُٹھا ہے خامۂ فولاد تک

منت وزاری کی بھی حد ہو چکی ۔ کر چکے ہم نالہ و فریاد تک

منتہی عشق بتان ہند مین
بھول جاتا ہے خدا کی یاد تک

وہ پلادی مے جو بچپن ساقی سرشار تک ۔ منکشف ہو جائے جسے عالم اسرار تک
کیا بیان ہو گردش چشم صنم کا ناصحو ۔ دیکھکر جسکو مین ہے گردش دوار تک
گھات مین صیاد و گلچین باغبان ہی برخلاف ۔ آجکل مشکل ہے جانا باغ کی دیوار تک
کون دکھلائے گا مجکو دیدۂ مخمور یار ۔ کون لیجائے گا مجکو خانۂ خمار تک
اس دل بیمار کی صحبت نے وہ تاثیر کی ۔ ہو گئے بیمار تیرے نرگس بیمار تک
اسطرح آیا عدم سے ہو مین ہستی کیطرف ۔ جسطرح جاتا ہے کوئی سیر کو بازار تک
قیس کے فرہاد کے ماتم سے ابتک وہ ہین ۔ خاک برسر دشت مین رہتے ہین کہسار تک
اس شراب ناب سے مجکو چھکا دے ساقیا ۔ یار جس سے رہتے ہین بیہوش یہان ہوشیار تک
دور تر ہے اسقدر رستہ دیار عشق کا ۔ جا نہین سکتا وہان پیدل سے لے اسوار تک
جان پر کھیلا ہون اکثر بھر دنیائے دنی ۔ ناصحو اکثر پیا ہے مینے زہر مار تک
تیرے ہے جانب ہر اک نیک و بد کی بازگشت ۔ منہہ کئے ہین تیرے جانب گل سے لیکر خار تک
حلقۂ دام محبت مین اسیکے ہین پھنسے ۔ صاحب سبحہ سے لیکر صاحب زنار تک
حلقۂ کاکل مین کب آیا ترا روئے صبیح ۔ کب پیالہ شیر کا پہونچا دہان مار تک
وا تو ہووین عقدہ ہائے گیسوئے عنبر فشان ۔ دوڑتے آئین گے بو پر آہوئے تاتار تک

کس نے بھیجا ہے یہان دم دیکے تجکو منتہی
کون لایا ہے تجھے اس عالم غدار تک

نصیب ہو گا مجھے یار نیک خو کبتک ۔ مٹے گی دیکھئے اس دل کی آرزو کبتک
پھرونگا صورت خورشید کو بکو کبتک ۔ رہے گی یار مجھے تیری جستجو کبتک
چلیگی باد خزان گلستان مین تو کبتک ۔ اوڑیگا رنگ گل و لالہ مثل بو کبتک
رہیگا یار مرے نوجوان تو کبتک ۔ دھرا رہیگا یہ آئینہ روبرو کبتک

جو تیرے تیغ کے قاتل بھی روانی ہے — بچا رہیگا مرا گو چہ گلو کبتک
بہار دیکھئے کب تک چمن مین آئیگی — دکھائے دینگے مجھے شیشہ و سبو کبتک
شراب سرخ کے ساغر لڑینگے کب گل سے — بہیگا شیشۂ ساقی ترا لہو کب تک
کرون مین تا بکجا احتیاط چار عنصر — دعا خیر کرون بھر چار سو کبتک
بہار آئیگی پیر مغان چمن مین کب — نصیب ہوگی مجھے بیعت سبو کبتک
وصال یار ملیگا اگر مقدر ہے — پھرے گا ساتھ مرے آسمان تو کبتک
بھینگے صورت خاشاک رنج و غم دل سے — بغل مین آئے گا وہ سحر آبرو کبتک
کھلے گا کب چمن روزگار کا وہ گل — دماغ مین مرے آئیگی اوسکی بو کبتک
حرم مین ڈھونڈھون تجھے یا کہ دیر کے اندر — کہان کہان مین کرون تیری جستجو کبتک
وصال یار کی صورت نظر نہین آتی — پڑھون نماز کرون شیخ یون وضو کبتک
بہار آئے گی دست جنون کا ہوگا زور — رہیگا جامۂ تن قابل رفو کبتک

نشان و نام مٹائے گا منتقی گر
رہیگا یہ تو بتا آسمان تو کبتک

ردیف لام

آیا گر کسی پہ ہے بے اختیار دل — پہلو مین ہے بہت جو میرے بیقرار دل
ہوتے اگر بغل مین ہمارے ہزار دل — جاتا اسی طرح سے ہر اک بار بار دل
یون تو ہزار صید فگن ہین جہان مین — صیاد ہے وہ ہے کہ ہے جسکا شکار دل
شداد کو بہشت دے قارون کو گنج زر — مجکو عطا کر ایسے پروردگار دل
دیکھے کبھی حسین کو رہے اپنے حال پر — اسباب مین ہے کس کو ترا اعتبار دل
کھا کھا کے داغ عشق حسینون کے اندنون — پھولا ہے کسقدر مرا باغ و بہار دل
بیہوش جو کہ ہوئے سر جوش یار سے — غافل نہ جہان مین ہے وہ ہوشیار دل
نیرنگ حسن یار کے کھا کھا کے داغ عشق — دکھلاتا ہے مجکو عجائب بہار دل
دیکھا ہے جب سے اُس بت مدہوش کو بزم مین — جاتا رہا ہے ہاتھ سے بے اختیار دل

جوش وخروش دشت لیکے میرا اوڑگیا شباب — ہر سمت تو جہان مین یہ جا کر پکار دل
مانندِ برگِ کاہ ہے روزِ وصال مین — فرقت کی رات ہے صفت کوہسار دل
معلوم ہو نہ اپنی کدورت سے زینہار — کرتا ہے آئینہ کو صفا تر غبار دل

چھایا ہے جب سے وہ بتِ خورشید وش اسپر
رہتا ہے شکل صبح مرا بیقرار دل

سب سے بدتر ہے زمانہ مین گرفتاری دل — ہووے یارب نہ کسی شخص کو بیماری دل
وہ مسیحا نہیں کرتا کبھی غمخواری دل — کس طرح دور ہو یارب مری بیماری دل
ایک مدت سے حسینون کی ہون صحبت سے بری — ایک مدت سے مین کرتا ہون خبرداری دل
کوئی بے زر کی نہیں کرتا ہے خاطر داری — کوئی بیکس کی نہیں کرتا ہے غمخواری دل
نہ تو نالان ہے نہ افغان ہے نہ ہے جوش وخروش — اندنون رہتی ہے کس مرتبہ بیکاری دل
مبتلا اسکو حسینونکا نہ ہرگز کرنا — مرد دانا ہے تو کرنا نہ عبث خواری دل
یار کو دیکھتے ہی کر دیا پہلو خالی — ناز تھا تجھ پہ مجھے خوب وفاداری دل
زہر کھا جائے گلا کاٹے کہین ڈوب کے مر — ہو گرفتار نہ انسان بہ گرفتاری دل
ابھی کونین کے جھگڑے سے رہائی پاؤن — گر کرے دستِ جنون آکے مددگاری دل
زیست مین حرص و ہوس سے رہے دنیا کے بری — اس سے بہتر نہیں ہرگز کوئی ہوشیاری دل
موسمِ گل مین یہ کیا کیا نہیں بگڑا مجھسے — مینے کیا کیا نہیں جھیلی ہے جفاکاری دل

منتہی بارِ خزان جاتی ہے آتی ہے بہار
خوب ہی کرنا خبردار خبرداری دل

دور رہین اُس گل کے ہے بیکار گل — یار سے کھاتا ہے کیا کیا خار گل
آتے ہین گلشن مین سو سو بار گل — ہین ہوا کے گھوڑے پر اسوار گل
مارے مارے پھرتے ہین ہر سو حسین — بکتے پھرتے ہین سرِ بازار گل
پانی شبنم نے جو آیا رات بھر — شب رہا شاید بہت بیمار گل
بیچ مین ہین جیسے مرغانِ چمن — رکھتا ہے کس رنگ کی دستار گل

بوسے رخ کے لیتا ہون دو چار روز
توڑتا ہر وقت ہون دو چار گل

خیر ہووے عندلیبِ باغ کی
ہے جو شکل دیدۂ خونبار گل

چلتے ہی بادِ خزان کے عندلیب
باغ سے کیون ہوگئے بیزار گل

آ کے لپٹا رات مجھہ سے وہ حسین
شب رہا میرے گلے کا ہار گل

اسقدر ہے اسکو کس کا انتظار
ہے جو شکل دیدار بیدار گل

کس جگہہ بے خیر ہے کوئی حسین
ہمنے دیکھا ہی نہین بے خار گل

دھجیان کیون کر ہوا جامہ ترا
کسنے ٹکڑے کی تری دستار گل

اس قناعت کا تری دیوانہ ہون
ہے وہی جامہ وہی دستار گل

داغِ عشق یار دل پر ہے سو ہے
آئے گلشن سے گئے سو بار گل

چل بسی بادِ بہاری منتقی
سینہ گلزار پر ہے بار گل

جو ہنسکے دسے کبھی وہ گل جوابِ خندۂ گل
ہو خشک آتش غیرت سی آبِ خندۂ گل

جو زیرِ لب کبھی خندہ کیا ہے اس نے
ہوا ہے مجھہ پہ ہویدا حجابِ خندۂ گل

کیا ہے غنچہ کو گل باغ مین نہین جا کر
صبا نے بند تھی کھولی کتابِ خندۂ گل

دکھاؤن زخمِ دلِ داغدار گلشن مین
جو عندلیب کو دو ن مین جوابِ خندۂ گل

ہر ایک بزم مین تعریف ہے ہنسیکی تری
ہر اک چمن مین کھلی ہے کتابِ خندۂ گل

نظر پڑا جو کوئی یارِ خندہ رو مجکو
کہا یہ دل نے یہی ہے جوابِ خندۂ گل

دکھا نا برقِ تبسم اسے گل خوبی
جو عندلیب کھے لا جوابِ خندۂ گل

کبھی ہنسا جو ہی وہ نوجوان گلشن مین
گرا ہے آنکھہ سے میری شبابِ خندۂ گل

بہار آئی ہے بلبل غزل سرا ہین تمام
کھلا ہے دفترِ گل یا کتابِ خندۂ گل

کھلا جو گل تو جلا عندلیب کا دلِ زار
چمن مین خوب بنا ہے کبابِ خندۂ گل

خالق کرے کسی پہ تمھارا بھی آئے دل
میری طرح سے کہتے پھرو ہائے ہائے دل

طرفہ تر اندنون مین یہ ہے ماجرائے دل — دل مبتلائے یار ہے مین مبتلائے دل
سنتا نہین کسی کی بھی فرمان روائے دل — نا آشنا جہان کا ہی آشنائے دل
پہلو مین دیکھتا ہون جو خالی ہی جائے دل — بے اختیار منھہ سے نکلتا ہے ہائے دل

دیکھا کرے جمال مبارک کو یار کے — پیدا جو مثل آئینہ ہووے صفائے دل
چہٹین اٹھاتا مین تری تیغ نگاہ کی — پہلو مین سنگ سخت جو ہوتا بجائے دل
نالہ بھی بے اثر ہے نہ قاصد شفیق و یار — ملتا نہین کوئی مجھے حاجت روائے دل
زنہار مبتلا نہ کسی بت کا ہو کوئی — آتی ہے کان مین یہی ہر دم صدائے دل
ایسی مریض عشق کا بہتر نہین علاج — عناب لب ہین آپ کے بیمار کی دوائے دل
اسکو فغان کا زور مجھے ضبط کا گھمنڈ — مین آزماؤن دل کو مجھے آزمائے دل

چاہے حرم کو جاے وہ یا دیر کیطرف — راضی ہین ہم اسی مین کہ جو ہی رضائے دل
ملتا نہین حسین موافق مزاج کے — پاتا نہین جہان کے اندر مین جائے دل

زر جائے مال جائے زمانیکا مشفقی
ہوشیار یار رہا تجھ سے جانے نپائے دل

ولہ

کئے برس مین ہوئی ہین وہ بیار کے قابل — بہت دنون مین ہوئی ہین شکار کے قابل
نصیب دل بھی تو ہو داغ عشق کہانتکو — زمین بھی تو ملے لالہ زار کے قابل
کمال عشق سے کب بوالہوس خبر ہووے — جنون خام نہ ہووے بہار کے قابل
کبھی حرم مین کبھی بتکدے کو جاتا ہون — زمین ڈھونڈھ رہا ہون مزار کے قابل
جسد کو چھوڑ کے جو روح چل بسی شاید — نہ تھا یہ اسپ گلی اس سوار کے قابل

اثر نہین ہے دلا تیرے آہ و نالے مین
ابھی سخن نہین ہے اعتبار کے قابل

فقرو نپہ ہے بہت بت پیر آج کل — کیسی ہوا یہ ہے میری تقدیر آج کل
پہلو مین ہے مرے بت بے پیر آجکل — جگر مین ہے بہت فلک پیر آج کل

رہتے ہین دست یار مین جو تیر آج کل
ہر جا ہین انتظار مین خنجر آج کل

سکھلا رہا ہون دلکو محبت کے رنگ ڈھنگ
کرتا ہون مین مکان کی تعمیر آج کل

آہِ جگر خراش نکلتی ہے دم بدم
چلتے ہین کس طرف کو مرے تیر آجکل

گیسو گلی مین رہتے ہین اُس مہکے رات بھر
کس درجہ میل پہ ہے مری تقدیر آجکل

زاری سے زر سے زور سے لاتا ہون یار کو
لیکن جو بن پڑی ہے مری تدبیر آجکل

مدت کے بعد ٹھہری ہے وصلت کی یار سے
ہے سلطنت ہاتھ آئے جو اکثر آجکل

آئی بہار کہتے ہین دیوانگانِ عشق
آباد ہو وین خانۂ زنجیر آجکل

دل سے کرون گا یاد مین اُس خوش جمال کو
کھینچون گا اپنی لوح پہ تصویر آجکل

معشوق سیم بر سے جو صحبت ہو اندنون
مٹی کے مول بکتی ہے اکسیر آجکل

قابو مین کس کے ہوگئے بولو تو منتظیؔ
کس نے کیا ہے آپکو تسخیر آجکل

عاشقِ یارِ جانِ جان ہے دل
دوست ہے اپنا مہربان ہے دل

جسکے سینے پہ لوٹتے ہین حسین
بازعِ عالم مین وہ مکان ہے دل

بس گیا آج یارِ الفت سے
مین سمجھتا تھا پھلواں ہے دل

جب سے ہے جوشِ گل گلستان مین
قابلِ سنگ کو دکان ہے دل

ہے خوشی مین حباب سے ہلکا
رنج مین کوہ سے گران ہے دل

بارِ الفت اُٹھا لیا سر پر
پیر ہون مین مگر جوان ہے دل

شکر ہے یادِ بادِ فنا کی اُسے
آج عنقا کا آشیان ہے دل

جان کے ساتھ جسم رہتا ہے
جس جگہ یار ہے وہان ہے دل

منتظیؔ دیکھہ بھال کر جانا
حضرتِ عشق کا مکان ہے دل

ردیف میم

آگ ہین آب ہین ہوا ہین ہم
کچھہ سمجھتے نہین کہ کیا ہین ہم

عاشقِ گیسوئے دوتا ہین ہم
اپنی خاطر بڑے بلا ہین ہم

یار کو ہے کمال ہم سے ربط — جو ہے مقبول وہ دعا ہین ہم
خار ہین دشت و بر مین لیکن — گلشن خلد مین صبا ہین ہم
دم نکلتا ہے دختر رز پہ — بزم رندان مین پارسا ہین ہم
بے سبب دہر مین نہین آئے — کسی صاحب کے مدعا ہین ہم
اُنکے عناب لب یہ کہتے ہین — مرض عشق کی دوا ہین ہم
خوف سے ان بتون کے ہین خاموش — گویا ناقوس بے صدا ہین ہم
ایک عالم ہے ان بتون پہ فدا — کیا عجب گر کہین خدا ہین ہم
جو جبین کعبہ کرین پرستش دیر — یار تیرے ہی آشنا ہین ہم
زاہد اس بحر عشق کے اندر — زورق دل کے ناخدا ہین ہم
دل جگر دیکھ کر اوسے بولے — ایسے معشوق پر فدا ہین ہم
غیر حالت ہے ہو نہین کچھ غم — اُس شہ حسن کی گدا ہین ہم
سرکشی مثل شیشہ کرتی ہین — یہ سمجھتے نہین کہ کیا ہین ہم
دل لگاتے ہین اُس ستمگر سے — زیست سے اپنی کیون خفا ہین ہم

کہتا ہے نالۂ دلی اپنا
منتظم غیب کی صدا ہین ہم

رہ رہ گئے جو ہمرہ رفتگان سے ہم — شاید بنے تھے گرد پس کاروان ہم
کودے ہین اس گھر ہی مین نگر آسمان سے ہم — نقرہ بنے ہین گور کا آکر کہان سے ہم
گذری ہے عمر اس چمن روزگار مین — واقف ہین خوب روش باغبان سے ہم
جام شراب و کنج خرابات چاہئے — باز آئے زاہدا تری حور جنان سے ہم
پست و بلند دہر کی جھیلے ہین سختیان — سمجھین گے ایکروز زمین آسمان سے ہم
تو بھی تو آ ذرا در دولت تک اپنے یار — آئے ہین تیرے واسطے پیاسے کہان سے ہم
مرغان بوستان دکن تم نہ بھولنا — بچھڑے ہوئے ہین بلبل ہندوستان سے ہم
فرقت نے تیری پیر نو دسالہ کر دیا — صحبت مین تیری آئے تھے ورنہ جوان سے ہم

کیا کہیں [illegible] ہیں [illegible] تجھ [illegible]
لیتے ہیں کام تیغ کا اپنی زبان سے ہم

وہ دن گئے کہ آشنا [illegible] نظر آتو چھپاتے تھے
[illegible] ہوا ثبوت کہ ہیں مہمان سے ہم

اظہار عشق [illegible] نے مغرور کر دیا
[illegible] ہیں آپ ہی اپنی زبان سے ہم

[illegible] ترچھی [illegible]
[illegible] دیکھو کمان سے ہم

نکلا نہیں قدم ترے [illegible]
[illegible] ہیں ترے آستان سے ہم

امید [illegible] گئی
[illegible] ہیں [illegible] وہم و گمان سے ہم

سودا [illegible] یار کا
آگے [illegible] قصۂ [illegible] سے ہم

کل جو ترے روبرو [illegible] چشم
آج [illegible] کیوں ہو گیا دشوار چشم

کیا دھال یار [illegible] ہو گیا [illegible]
[illegible] ہے ہر گھڑی [illegible] بار چشم

زلف کے سودے میں شب [illegible]
[illegible] کی طرح تھی اپنی بھی [illegible] چشم

رات بھر جو وا رہی ہے انتظارِ یار میں
[illegible] طالعِ بیدار چشم

خندۂ جام [illegible] وصلِ یار میں
خوش نما [illegible] گل ہیں [illegible] خونبار چشم

رسائے دلِ شیدا ذرا نہیں معلوم
ابھی شباب کو [illegible] وفا نہیں معلوم

عبث وہ کہتے ہیں کر کے جفا نہیں معلوم
وہ کون ہے جسے اپنی خطا نہیں معلوم

کہا یہ اسنے مرا سنکے حرفِ مطلب کو
مقدرات کا لکھا ترا نہیں معلوم

شبِ فراق کی ایذا جو انکو لکھتا ہوں
وہ ہنسکے کہتے ہیں یہ ہمکو کیا نہیں معلوم

طریق عشق میں پست و بلند کی ہے یہ مشق
ذرا بھی عالمِ ارض و سما نہیں معلوم

جو حد مہ شبِ فرقت کہا تو کہتے ہیں
حباب کو ابھی رسمِ وفا نہیں معلوم

دکھا کے خالِ لب اپنا وہ یار کہتا ہے
یہی ہے حبِّ شفا تمکو کیا نہیں معلوم

مری طرف ہے تمھاری نگاہ دزدیدہ
خوشی ہو مجھ سے ویا ہو خفا نہیں معلوم

خبر جنون کی کہتی ہیں آہِ سرد اپنی
گلون کا حال تجھے کیا صبا نہیں معلوم

نہ زردیِ رُخِ عاشق پہ جائیے صاحب — مگر تمہین صفتِ کبریا ہین معلوم
نہ بتکدی مین نہ کعبے مین دیر مین ہو وہ — سوا کسی کا یہ دل مبتلا نہین معلوم
طلب کرو دل و جان اور سر بغیرِ وصال — جو منتقی کی تمہین انتہا نہین معلوم

ردیفِ نون

زیبِ رُخ اپنی وہ پھر زلفِ سیہ فام کرین — خوب عشاق نظارا سحر و شام کرین
قتلِ عشاق کا قاتل نہ سرانجام کرین — خود نہ بدنام ہون انکو بھی نہ بدنام کرین
ایک بوسہ لبِ لعلین کا عنایت ہو وسے — ہم کوئی کام اگر قابلِ انعام کرین
کوئی شب ایسی بھی ہو جسکی سحر کو پیارے — ہم بھی حمام کرین آپ بھی حمام کرین
حلقہ زلف مین دیکھے رُخِ رنگین شبنم — جا بجا مرغِ چمن خواہشِ گلدام کرین
التفات اور رسوا او نہ مری ضد سے کرے — غیر سے کام اگر قابلِ الزام کرین
آزمائین پھر اک روز مقدر اپنا — ایکدن یار سے پھر وصل کا پیغام کرین
منتقی کو کلمہ پیرِ خرابات پڑھائین
کافرِ عشق کو یون داخلِ اسلام کرین

نہ کیا خوب کیا یار نے شب باش ہمین — جو کہ اوباش تھے وہ بولتے عیاش ہمین
سقف پر سقفِ فلک فرشِ زمین بستر ہے — خانۂ گور مین کیا حاجتِ فراش ہمین
شبِ فرقت کی سیاہی نہ چڑائی ہمکو — داغ دیتا جو فلک صفتِ کاش ہمین
نقش ہے نقشۂ رُخ یار کا لوحِ دل پر — آج نقاش ہر اک کہتا ہے نقاش ہمین
ستّرِ رہ وصلتِ جانان کے رہا کرتے ہین — دیکھ سکتے نہین دشمن کبھی بےباش ہمین
کسی مرغوب تھا دنیا مین لباسِ نخوت — نہ دیا خوب کیا تو نے فلک تاش ہمین
ہر گھڑی رہتا ہے اک شکوۂ جانان لب پر — ہر گھڑی رہتی ہے تقدیر سے پرخاش ہمین
فرقتِ یار مین یہ عمر بسر اپنی ہوئی — نہ ملی آجتک اس رنج کی پاداش ہمین
عشق کا قیس کے آغاز نہ انجام کھلا — نہ تو زندہ نظر آیا نہ ملی لاش ہمین
فردِ تقدیر مین تحریر نہ تھا عشق کا حال — کیون یہ ابنائے جہان کہتے ہین شاباش ہمین

نقدِ دل پاس وہ ہم رکھتے ہین اللہ اللہ
منتقی جانتے ہین مفلس و قلاش ہمین

مریدانِ مغان کو شیخ جی گمراہ کہتے ہین
مگر یہ رند مشرب بندۂ اللہ کہتے ہین

لٹا کر نقدِ دین و دل جو بیٹھے ہین ترے در پر
گدائے دہر اُنکو سب محمد شاہ کہتے ہین

خبر رازِ محبت سے جو رکھتے ہین نرالی ہین
دل شیدا جو رکھتے ہین دلِ آگاہ کہتے ہین

بہت اونچی دوکان تیری اگر ساقی گردون ہے
مغان اہلِ ہمت کو بھی عالیجاہ کہتے ہین

جسے پہلے پہل صحبت ہوئی ہے دخترِ رز سے
تمامی میکشان دہر اُسے نوشاہ کہتے ہین

اثر پیدا کریگی جب گھڑی اس یار کے دلمین
سرِ محفل کہون گا جب کہ اسکو آہ کہتے ہین

طریقِ عشق مین کہنا نہ سُن تو شیخ و زاہد کا
چلا جا بیدھڑک دل اسکو سیدھی راہ کہتے ہین

پیا ہے جس گھڑی ساغر مئے عشرت کے چلتے ہین
یہ می آشام اسکو ساقی جمجاہ کہتے ہین

سُنا ہے وصلتِ جانان کسی عاشق کو ممکن ہے
یہ سب باتین کسی کی ہین اسے افواہ کہتے ہین

عیان ہوتا ہے دلپر رازِ عشقِ یار کا ہر دم
خراباتِ مغان کو ہم کرامت گاہ کہتے ہین

کشش نے رشتۂ الفت کے کھینچا ماہِ کنعان کو
زلیخا لی چلی کنعان سے اسکو چاہ کہتے ہین

سنا کر منتقی کو یون لگا پیرِ مغان کہنے
قدم جب عشق مین رکھتے ہین بسم اللہ کہتے ہین

یار جو ملکِ عدم سے ادہر آجاتے ہین
اپنی تقدیر کے لکھے کو مٹا جاتے ہین

بھولے بھٹکے جو کبھی گھر مین وہ آجاتے ہین
پوچھنے والے مری جان کو کھا جاتے ہین

شوخ چشمی جو کبھی اپنی دکھا جاتے ہین
جو گھڑی عاشقِ شیدا کی بھلا جاتے ہین

آکے وہ باتین جو کرتے ہین کدورت آمیز
خاک مین عاشقِ بیدل کو ملا جاتے ہین

شبِ فرقت مین جھپکتی ہین جو آنکھین میری
غش عبث خواب کا طوفان لگا جاتے ہین

تاڑ لیتے ہین مری آنکھ محبت کی حسین
کس طرح سے وہ مجھے بزم مین پا جاتے ہین

در پہ جب تشنۂ دیدار کا ہوتا ہے ہجوم
آبِ شمشیر سے وہ پیاس بجھا جاتے ہین

خواب مین ہوتا ہون اون سے جو کبھی بوس و کنار
بختِ خفتہ مرے چٹ مجکو جگا جاتے ہین

وعدہ وصل کیا کرتے ہین ہر روز نئے
راہین ہر وقت نئی آکے دکھا جاتے ہین
سوجتا کچھ نہین خبر بار دلِ زار کو ئی
حضرتِ عشق جو نظرون مین سما جاتے ہین
ہاتھہ آتی ہی نہین منزلِ عشقِ جانان
غم کو چٹ کرتے ہین غصے کو جو کھا جاتے ہین
نزع کے وقت وہ بالین پہ ہر اک عاشق کی
آتے ہین شربتِ دیدار پلا جاتے ہین
منتھی جذبہ دل میرا سلامت ہے اگر
آپسے آپ میرے پاس وہ آجاتے ہین

تپ ہجر دل کو گوارا نہین
جو آئی ہے اپنی تو چارا نہین
ہوئی پیری مے سے کنارا نہین
ابھی تک مین ہمت کو ہارا نہین
ہمین ضبط و افغان کا یارا نہین
اُسے اسکا سُننا گوارا نہین
اگر دردِ فرقت کا چارا نہین
ہمین زندگی بھی گوارا نہین
جسے نیک و بد سے کنارا نہین
ہم اُسکے نہین وہ ہمارا نہین
ہمیشہ رہا ضبطِ آہ و فغان
کب اس نفس کو ہمنے مارا نہین
پھسایا ہے تقدیر نے دل وہان
فرشتے کا جس جا گذارا نہین
بدن کے یہ جتنے ہین اعضا دلا
بجُز ایک کی تو کوئی ہمارا نہین
اذان دے کے ناقوس کو پھونک کر
تجھے ہر طرح کب پکارا نہین
حقیقت کے دریا کو دیکھو ذرا
کہین نام کو بھی کنارا نہین
نہین کوئی شئی یار سے بھی عزیز
ہمین نقد جان تک بھی پیارا نہین
جہان پردہ پردہ نشین یار ہو
فرشتے کا اُس جا گذارا نہین
نہ لایا کشش سے کبھی دل اُسے
کبھی اپنے یہ مال مارا نہین
قناعت کی رہ مین جو پھیلائے پانو
کبھی ہاتھہ کو پھر پسارا نہین
فغان کی کھی گاہ نالہ کیا
تجھے ہمنے کس دن پکارا نہین
جسے چاہا دل ہمنے اُسکو دیا
تمنا ہمین ناصح اجارا نہین

ناصح بھے پتے مرے قاتل کے گھر کے ہین — پرزی خطون کے ٹکڑے پرزے نامہ بر کے ہین
مدتسے اُسکے عشقمین گھر کے نہ در کے ہین — یہ حوصلے ہمارے ہی دلکے جگر کے ہین
اوڑتے ہین برگ گل جو پڑے اُن باغمین — ٹکڑے یہ عندلیب کے دلکے جگر کے ہین
میرا گلا کھان یہ کھان خنجر آپ کا — یہ حسنِ اتفاق قضا و قدر کے ہین
دیکھا جو ہمنے گورِ غریبان کو غور سے — ثابت ہوا نشان یہ ہراک رہگذر کے ہین
تا زیست جائیگی نہ کبھی عشق بازیان — یہ روگ ناصحا مرے ہمراہ سر کے ہین
دل ان بتون کے پاس پھٹکنا نہ زینہار — خواہان یہ نقد جان کے ہین طالب زر کے ہین
لو اُس حسن سے چشم مروت کے ہے امید — تشنہ دل و جگر مرے آب گہر کے ہین
دکھلا کے مجکو خنجر و شمشیر آبدار — بولا کہ یہ علاج ترے دردِ سر کے ہین
عاصی ہین اہل جرم خطاوار ہین مگر — قادر نہ خیر پر ہین نہ مختار شر کے ہین
دیوینگے کس کو باغمین یہ منہ بھرا بیان — غنچے گلون کے جتنے ہین سب مشت زر کے ہین
عاشق ہین جب سے نام نہ تھا کائنات کا — شمس و قمر یہ داغ دلی پیشتر کے ہین
کچھ ایک ہی ہے عاشق و معشوق پر عذاب — یہ منتظر ہین شام کے پھر وہ سحر کے ہین

وله

اوسکا بندِ نقاب وا تو نھین — درِ باغ ارم کھلا تو نھین
ہجر محشر سے کچھ جدا تو نھین — اوس خبر کی یہ مبتدا تو نھین
ہمسے اوس بت کا دل صفا تو نھین — آئینہ اوسکا آئینہ تو نھین
تیرے عناب لب جو ہین پیارے — دردِ دل کی مرے دوا تو نھین
کرتا ہون ذکر بیوفائے یار — خلوت و بزم مین ہوا تو نھین
کہتے ہین خال ہے تہِ گیسو — اب زحل زیرِ سنبلا تو نھین
منزلین عشق کی بہت طے کین — شکر ہے مین کہین رہا تو نھین
سر بھی حاضر ہے جان عاشق بھی — اور صاحب کا ادعا تو نھین
چھُر کی ہے خطِ سبز پرافشان — کوڑیالہ کہین کھلا تو نھین

بزم مین ہے شراب سرخ کا جام — مست ساقی کی چشم سا تو نہین
چشم بے سرمہ ہے پریشان زلف — صبر عاشق کہین پڑا تو نہین
بار فرقت سے آ گئے صاحب — آج تک مین کبھی دبا تو نہین
جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے — اسکی اوتری ہوی قبا تو نہین
جسکو کہتے ہین لوگ مار سیاہ — یار کا گیسوئے رسا تو نہین
طلب وصل پر بگڑتے ہو — پیار کی بات بد دعا تو نہین
عقل کے گل چراغ ہوتے ہین — کہین اوسکی بندھی ہوا تو نہین
ہر طرف بو اوڑی ہے کاکل کی — اس گلی مین گئی صبا تو نہین
قیصر روم جسکو کہتے ہین — تیری در کا کہین گدا تو نہین
تیغ کھینچے ہوئے وہ آتا ہے
منتہی کی کچھ انتہا تو نہین

ہے پسینہ منھ پہ یا ہے روئے روشن آب مین — یا نظر آتا ہے مجھکو مہ کا خرمن آب مین
جب سے یہ ماہ فلک ہے پرتو افگن آب مین — لوگ کہتے ہین کہ ہے گوری کا جوبن آب مین
واہ ری دیوانگی اللہ ری خود رفتگی — جوہر آئینہ کو سمجھا مین روزن آب مین
کون پردہ نشین آئیگا بہر غسل آج — کثرت امواج نے ڈالی ہے چلمن آب مین
آئینہ دیکھا جا کر اوسنے مستی کی دوپہری — ہنسکے خود کہنے لگا پھولا ہے سوسن آب مین
ڈوب جاؤن مین جو بحر عشق حسن یار مین — پھینکدینا مرا لاشہ بعد مردن آب مین
روئے رنگین عکس افگن جب ہوا آئینہ مین — مین یہ سمجھا خوب ہی پھولا ہے گلشن آب مین
وصف لکھا ہے بہت مین نے شراب ناب کا — طبع کا دوڑا میرا خوب توسن آب مین
چشم اشک آلودہ میری دیکھکر کہتے ہین لوگ — مردم آبی کا دیکھا آج مسکن آب مین
پانی پانی ہو گی خجلت سے برگ ابر سیاہ — توڑ کر پھینکون گا جب مین تار دامن آب مین
چھانتے گذری ہین برسون ہمکو خاک میکدہ — ایک مدت سے ہمارا تر ہے دامن آب مین

بدلتون لکھا ہے وصف مے قلم نے ساقیا خوب ہی دوڑا ہے برسون اپنا توسن آب مین
سلک دندان صنم پر ایسی آب و تاب ہے موتیون کی جسطرح ڈوبی ہو تھرن آب مین
کو ننا ڈوبا ہے مضطر کرکے نالہ بحر مین ہر طلاطم موج مین ہے شور و شیون آب مین
سب گران مایہ سبک وضعون سے ہو وین ہم کنا مل نہین جاتا کسی صورت سے روغن آب مین

غرق بحر حسن دل پر ہو گیا ہے **منتقی**
چاہئے اوسکا بنا دین یار مدفن آب مین

در دنیا سے یار ہٹتے ہین اوسکے کوچے مین چلکے ڈٹتے ہین
کوچہ یار سے پھرا نہ کوئی کب عدم کے گئے پلٹتے ہین
ذرہ بہ ذرہ پہر رہتے ہین بہر مہر و ماہ خوان نعمت کے گو یا بٹتے ہین
تہ کیا وعدہ وصال وفا آپ لکھکر سخن سے پلٹتے ہین
میرے رونے سے کب دل وسکا بھر کہین شبنم سے چاہ سپٹتے ہین
یا صنم کہتے ہین سگھے یا رب ہر طرح ہم تجھے کو رٹتے ہین
نخل باغ جہان کے او غافل جتنے بڑھتے ہین اوتنے گھٹتے ہین
جھوٹ کہہ کر مکرتے ہین موذے سانپ مین کاٹ کر پلٹتے ہین
فصل گل مین جنون کے ہاتون سے صورت گل لباس پھٹتے ہین

اہل عقبا سے یہ سگ دنیا
بصورت بن بن کے کیا جھپٹتے ہین

قدم رکھیو سنبل کر حضرت دل عشقباز ومین گذر گنجشک کا ہوتا نہین ہے شاہ باز ومین
بنائے کون تیرے گیسوئے پر پیچ کو ظالم جہان مین کیا غرض مشہور جو ہو جالسازومین
بنا ہر زند مے آشام کو لکھکر سر منبر لگا یا مے کا دھبہ زاہد ون نے جانمازومین
بنا کر گیسوئے پر پیچ تیرے او پرے بیکر جہان مین کس لئے مشہور ہو وین جانبازومین

مگر آلائش دنیا کو دھو یا چائیے تن سے
گنا جاتا ہے زاہد اسکو کیا پاکبازومین

جلا کر زاہدون کو میکشون کو شاد کرتی ہین
گرا کر مسجدون کو میکدے آباد کرتے ہین

شبِ فرقت مین جب ہم نالہ و فریاد کرتے ہین
ہر اک صورت سے او غافل تجھے کو یاد کرتے ہین

کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہی عاشق ہین
ہمارے حق مین کہیے آپ کیا ارشاد کرتے ہین

اشارے ابروئے خمدار کے او قاتلِ عالم
دلِ عاشق پہ کارِ خنجرِ فولاد کرتے ہین

سنا ہے یار قتلِ بندگان امتحان کرتا ہے
مگر مردے پرائے اندون آزاد کرتے ہین

کمر باندھی ہے قتلِ عاشقان پر یار نے کب کی
نیا شہرِ خموشان آج کل آباد کرتے ہین

چمن مین فصلِ گل پھر آئی ہے بلبل کے پکڑنے کو
مرمت اپنے اپنے دام کی صیاد کرتے ہین

بہارِ گل ہی زورون پر جنون نے سر اوٹھایا ہے
گھرون مین اپنے خوشیان آجکل فصاد کرتے ہین

شبِ فرقت کی صدمون مین صنم کا دہیان آتا ہے
مصیبت جبکہ پڑتی ہے خدا کو یاد کرتے ہین

الٰہی تو ہی حامی ہے اہلِ جنون کا حافظ و ناصر
جو انان چمن گلشن کو پھر آباد کرتے ہین

خوشی رہتے ہین غیرون سے وہ تڑپاتے ہین عاشقو کو
جسے ناشاد کرنا ہے اوسی کو شاد کرتے ہین

شہیدانِ صنم مین اوسکا ذکرِ خیر رہتا ہے
عدم کے رہنے والے منتقی یاد کرتے ہین

چھوٹی اس سن مین ہم سے جائے چمن
کچھ نہین یاد ماجرائے چمن

یاد جب آ گئی فضائے چمن
مرغِ دل نے کہا کہ ہائے چمن

بگڑی جب دم ذرا ہوائے چمن
اوڑ گئے مرغِ خوش نوائے چمن

ہمصفیرون سے میرے کہیو صبا
کبھی ہم بھی تھے آشنائے چمن

اوس پڑتی تھی روز ہر گل پہ
طرفہ تر تھا یہ ماجرائے چمن

نذرِ گل کے ہو عدو کو نصیب
دستِ صیاد سے بلائے چمن

چار دن ہے بہارِ گل بلبل
دیکھ ہونا نہ مبتلائے چمن

چشمِ خونبار کا خدا حافظ
رنگ لاتی ہے پھر ہوائے چمن

کیا ہوئی کثرتِ گل و لالہ
کیا ہوئے مرغِ خوش نوائے چمن

کثرتِ گل جہان تھی خار ہین وہان
ابتدا وہ یہ انتہائے چمن

باغبان گر خوشی سے نذر کرے
سمجھون ایک پھول کو بجائے چمن

ز ر سے جسنے بھرا ہے ساغرِ گل
پُر کرے کاسۂ گدائے چمن

دیدہ گُل کو چشمِ نرگس کو
سوجتا کچھ نھین سوائے چمن

منتہی تیغ جب خزان کی کھنچے
کٹ گئے گل مٹی فزائے چمن

نقشِ دل بُت کا نام کرتے ہین
گھر کو بیت الحرام کرتے ہین

نیک و بد سے کلام کرتے ہین
خاطرِ خاص و عام کرتے ہین

جو کہ اُس بُت کو رام کرتے ہین
بخدا وہ ہی کام کرتے ہین

کون کافر فراق مین سویا ہے
مجھ پہ غش اتمام کرتے ہین

اے صنم تنگیٔ دہن مین ترے
شعرا کیون کلام کرتے ہین

باوفا یار ڈھونڈھتے ہین جو یار
پختہ سودائے خام کرتے ہین

زاہد اُس بت کا پڑھتے ہین کلمہ
برہمن رام رام کرتے ھین

ہم نہ بھاگین گے نفسِ سرکش سے
حرکتین یہ غلام کرتے ہین

دیر و کعبے مین ڈھونڈھتے ہین اُسی
فکر سودائے خام کرتے ہین

آج دل دیتے ہین سرِ محفل
آج لو ہم بھی نام کرتے ہین

کون ہے مشتِ خاک کے اندر
کس سے اب انتقام کرتے ہین

وصف لکھتے ہیں مُصحفِ رُخ کا
منتہی نیک کام کرتے ہین

غم پھٹکتا نھین اربابِ صفا کے گھر مین
موت کو دخل نہین ہے شہدا کے گھر مین

جز صفائے نہین اربابِ صفا کے گھر مین
فقر و فاقہ رہا محبوب خدا کے گھر مین

سوزشِ عشق سے جب دم مرا گھبراتا ہے
دشت کو بھاگتا ہون آگ لگا کے گھر مین

اُس شہِ حسن کو ایک یہی لکھ بھیجون گا
بادشہ آئے ہین اکثر فقرا کے گھر مین

خاکسارون پہ کرم کرتے ہین ادنیٰ اعلیٰ
رزقِ مقسوم ہے ہر شاہ و گدا کے گھر مین

کھینچتی ہے ہوس دل مجھے دنیا کی طرف — جھونکتی ہے مجھے تقدیر بلا کے گھر میں
آپ میں نے کیا اظہار محبت اوسنے — آپ میں کو دیڑا جا کے قضا کے گھر میں
بزم میں یار کے اغیار کو قدرت ہے کمال — دخل شیطان کا پاتا ہوں خدا کے گھر میں
کوچہ یار میں جسدن میرا بستر ہوگا — بوریا جا کے بچھاؤنگا خدا کے گھر میں
بارش اشک نے کب سے مرا دم مارا ہے — آپ تو بیٹھ رہے چھاؤں میں چھپا کے گھر میں

عشق سے اس دل شیدا کو نہیں پھیرا ہے
منتہی لائے ہیں روٹھے کو منا کے گھر میں

عبث ہندو مسلمان دیر و کعبہ پہ جھگڑتے ہیں — یہ نادان راہ وہ چلتے ہیں [illegible] ہیں
سخن وصف حسینان کے گل لالہ سے لڑتے ہیں — بجا ہے گر کہیں منہ سے ہمارا پھول جھڑتے ہیں
جوانی جاتی ہے جوش و خروش عشق گھٹتا ہے — یہ دور اختتام ہوتا ہے اب شیشے بگڑتے ہیں
صداقت ہی سے دل ملتا ہوا اس محبوب عالم کا — نگینے کو جواہر کے ترے گردن سے پڑتے ہیں
فغان و آہ نے دل سے گرایا مجھکو دلبر کے — ہوائے تند سے اکثر شجر جڑ سے اوکھڑتے ہیں
بنایا مفلسے میں وضع کو جوش جوانی نے — بظاہر تھمتے ہیں باطن میں [illegible] اکڑتے ہیں
ہر اک عضو بدن سے دور طاقت ہوتی جاتی ہے — عجب ہے جامہ خاکی کے بھی ٹانکے اودھڑتے ہیں
دماغ و دل سے سودا دور ہوتا ہے حسینوں کا — غضب ہے ایک مدت کے بسے قریہ اجڑتے ہیں
گذر ہو گر حضور یار تک قاصد تو یہ کہنا — تمہارے واسطے اب وہ ہمارے پاؤں پڑتے ہیں

ہمارے عاشقانہ شعر پڑھا کرنے لگے سب ہی
سنا تو منتہی بھی اب تو باتیں خوب گھڑتے ہیں

جو کہ نالے نہیں ملتا ہے وہ پتھر میں ہوں — جسکا گاہک نہیں دنیا میں وہ گوہر میں ہوں
قدر دان جسکا نہیں ہے وہ سخن ور میں ہوں — باڑ جسکو نہیں ممکن ہے وہ خنجر میں ہوں
دل میں جا اسکی ہے گو صدمے سے لاغر میں ہوں — بال کی طرح اس آئینہ کے اندر میں ہوں
لطف اے چرخ ستمگار کہ گھبراتا ہوں — رحم اس جور و جفا کا نہیں خوگر میں ہوں
وہ زبان ہوں کہ سراسر ہے ترا وصف حسین — آبداری میں جو ڈوبا ہے وہ خنجر میں ہوں

دل نے کل چاہ ذقن یار کا دکھلا کے کہا
آپ کے واسطے یوسف کا برادر مین ہون

جلوہ مجکو بھی دکھا دے صفتِ موسیٰ طور
وہ پیمبر ہے تو فرزند پیمبر مین ہون

یہ صدا آتی ہے بر وقت شکست دل سے
جسکو ٹوٹا ہوا کہتے ہین مقدر مین ہون

طالبِ وصل سے اپنے وہ یہ فرماتے ہین
یہان کسی حال مین تجسے نہین باہر مین ہون

داغ سودا یہی کہتا ہے مرا ہجر کے دن
شکلِ خورشید قیامت ترے سر پر مین ہون

ہون وہ قاصد کہ جو بھولا ہے مکانِ دلدار
جو تباہی مین پڑا ہے وہ کبوتر مین ہون

شیفتہ ہوکے پریوش کا یہ دل کہتا ہے
بھر گیا ہے جو ہوا مین وہ کبوتر مین ہون

صفتِ آمد و رفتِ نفس اے جوشِ جنون
گھر کے اندر رہون کبھی جامے سے باہر مین ہون

دم گریہ یہی کہتا ہے مرا اشکِ قبول
بند جس قطرے کے اندر ہے سمندر مین ہون

خفقان ہوتا ہے جسدم شب تنہائے مین
موت کہتے ہے نہ گھبرا ترے سر پر مین ہون

روبرو مہر درخشان کے ترے کوچے کا
ذرۂ خاک نشین کہتا ہے اختر مین ہون

آئینہ ہوتا ہے شیشے ترے رنگ کے جسدم
جانتا ہون کہ پس سدِّ سکندر مین ہون

داغ دل کا یہ اشارا تھا شب فرقت مین
منتھی آئینۂ عشق کا جوہر مین ہون

کھینچتا ہے وہ بدم تیغ دو پیکر اندنون
کھیلتی ہے موت لوکس کس کے سر پر اندنون

آئینہ مین منھ چھپاتا ہے وہ بت عشاق سے
روبروئے یار ہے سدِ سکندر اندنون

ہے مجھے خونِ رہ جیسے آنکھ دل سے تلاش
ڈھونڈھتا پھرتا ہون ہر سو تیغ خنجر اندنون

ہے کشش پر جذبِ دل پہلو مین اپنے یار ہی
مارے مارے پھرتے ہین کیا کیا پیمبر اندنون

کوچۂ سفاک کا قاصد بتا بس ہے یہی
اوڑتے پھرتے ہین وہان بال کبوتر اندنون

کیون بتان سنگدل کی کر رہا ہے دل تلاش
پڑ گئے ہین عقل پر کیا اسکی پتھر اندنون

آمد و رفتِ نفس کیطرح جذبِ عشق سے
گاہ ہون جامے کے باہر گہ ہون اندر اندنون

سرکشی کی ہے چمن مین قامت دلدار سے
چھانٹے جاتے ہین وہان سرو صنوبر اندنون

غمزے کرتا ہے بہار حسن کھو کر پھر وہی
چل رہے ہین دلپہ میرے کند خنجر اندنون

عارض و رخ کا تصور دل میں رہتا ہے مدام
آنکھ پڑتی ہی نہیں شمس و قمر پر اندنوں

ان لب و دندان کا اک مدت سے ہے دلکو خیال
دوڑتی نیت نہیں لعل و گہر پر اندنوں

صورت نقش قدم افتادگان خاک ہوں
خاکساری کی مجھے ممکن ہے چادر اندنوں

صدمۂ فرقت سے لب پر آہ ہے نالہ کبھی
گاہ دلپر چوٹ ہے گاہی جگر پر اندنوں

وصف اس بحر لطافت کا جو ہے ورد زبان
منہ کے اندر ہے ہمارے نغمۂ تر اندنوں

کیا ہوا کے گھوڑے پر اسوار ہے وہ پر غرور
تیز چلتی ہے نہایت باد صرصر اندنوں

بھیجتا ہوں خط شوقیہ میں اسکو اسقدر
منتہی ملتا نہیں مجکو پیمبر اندنوں

قرار و قول کا کچھ اُسکے اعتبار نہیں
جو ایکبار کہے ہاں ہزار بار نہیں

صبا چمن میں نہیں ہے ابھی ہزار نہیں
عروس گل نے کیا ہے ابھی سنگھار نہیں

ہنوز ہوش نہیں اسکو ہوشیار نہیں
وہ صید وہ ہے کہ جو قابل شکار نہیں

بلند آہ ابھی طفل دل نہیں کرنا
ابھی وہ گود میں پلتا ہے شہسوار نہیں

جہاں میں پنجۂ دست جنوں تری ہاتوں
برنگ جامۂ گل کب یہ دل فگار نہیں

عدم سے آیا ہوں ایکدن عدم کو جاونگا
سرائے ہستی فانی مرا دیار نہیں

سرائے ہستی فانی میں دل نہ گھبرانا
ترا مقام نہیں ہے ترا دیار نہیں

مسافران عدم کی خبر نہیں معلوم
دیار کونسا ہے کونسا دیار نہیں

وہ عندلیب ہوں میں گلستان عالم میں
کہ ایک گل کی نظر میں بھی خار خار نہیں

بلند نام نہیں چاہتے زمانے میں
نشان قبر سے بندیکو افتخار نہیں

جہاں میں گو نہیں فرزند منتہی رکھتا
کلام نیک بھی کیا اوسکا یادگار نہیں

ان انکھڑیوں میں ابھی نشۂ شراب نہیں
ابھی طلوع ہوا جام آفتاب نہیں

بغل میں یار نہیں ساقیا شراب نہیں
جہاں میں مجھ سے زیادہ کوئی خراب نہیں

ہوائے سنگ حوادث سے دخل کیا ٹوٹے
یہ دل ہے مردوں کا کچھ کاسۂ حباب نہیں

سب

مسن ہے معشوق اسکو ہے زیبا
سفید بال ہین موسم خضاب نہین

سدا رہے تملق منیلک مجھے نہین آتی
مرے سوال کا شیشے مین کچھ جواب نہین

نہ دیکھہ دل تو کبھی چشم بے مروت کو
وہ جام منھہ نہ لگا گر شراب ناب نہین

پسند طبع نہین تنگ چشمی جانان
ہزار شکر کہ مین مورد عذاب نہین

دکھا کے آئینہ اس شوخ کو کہا ہم نے
تو بے مثال نہین یار لاجواب نہین

ولہ

ہے شباب صنم بہار کے دن
عاشقون کے یہ ہین شکار کے دن

دیکھ لے تنگ چشمی جانان
یاد کر صدمہ فشار کے دن

توبہ کی ہے قمار عشق سے آج
گذری جو کچھ تھی اپنی ہار کے دن

صبح جنت سے کم نہین ہرگز
بخدا مجکو وصل یار کے دن

منڈ گئی زلف اس پری وش کی
کٹ گئے اپنے انتشار کے دن

گیارہ بارہ برس کا ہے سن وسال
اُنکے جوبن کے ہین بہار کے دن

یہ دم احتراز ہم پہ کھلا
تھے بہت سخت انتظار کے دن

وحشت دل ہے اپنی زورون پہ
شاید آپہنچے پھر بہار کے دن

خواہش دختِ رز ہے آئے بہار
پھر پھرے رند بادہ خوار کے دن

گذرا جوش شباب کا عالم
چل بسے اپنے افتخار کے دن

رنگ لائی ہے پھر بہار چمن
پھر ہین تفریح بادہ خوار کے دن

عفو ہوگا نہ جرم اہل نفاق
نہ پھرین گے گنہگار کے دن

پیری آئی شباب چل نکلا
منتقی یاد کر مزار کے دن

بزم عالم مین بہت ہم نے مارے ہاتھہ پاؤن
تیری صورت کے نہ دیکھے پیارے پیارے ہاتھہ پاؤن

بحر الفت مین بہت سے ہم نے مارے ہاتھہ پاؤن
لگ رہے مانند خس آخر کنارے ہاتھہ پاؤن

عالم پیری ترا دونون جہان مین ہو برا
موم کر ڈالے مرے کیسے کرارے ہاتھہ پاؤن

عاشق ہوئے کمر کی لیے پھرا دبے خبر
شوکھکر تنکا ہوئے ہین اسکے سارے ہاتھہ پاون

میری خدمت سے نہایت خوش ہوا وہ بدمزاج
وصل کی شب کام آئے اپنے بارے ہاتھہ پاون

بحرِ ہستی مین ملا ہمکو دُرِ مقصد نہ حیف
موج کے مانند کیا کیا ہمنے مارے ہاتھہ پاون

قتل پہ بولا قاتلِ عاشقِ ناشاد سے
ٹکڑے کر ڈالا کبھی تو نے جو مارے ہاتھہ پاون

کھیل رہتا ہے توکل پر مری اوقات کا
چلتے پھرتے ہین ہمارے بے سہارا ہاتھہ پاون

تیکھی تیکھی اونکی چتون بانکی بانکی اونکی چال
بھولی بھولی انکی صورت پیارے پیارے ہاتھہ پاون

عیزما دانی اسے کہتے ہین کیا روزِ جزا
منتہی اپنے کئے کو خود لگا رہا ہاتھہ پاون

نہ دل مجھے نظر آتا ہے سینۂ تل مین
پتا نہ معنی کا پاتا ہون شخص مہمل مین

یہ چشم کہتے ہے اسکی ابھی ابھی پل مین
کہو تو پھاڑ کے تھگلی لگاؤن بادل مین

خیالِ زلفِ صنم سے ہے دل مرا مملو
بھرا ہوا ہو لبالب یہ مشک بوتل مین

پڑا ہون درد کشون مین مین تیرہ بختی سے
اندھیری رات کے اندر پھنسا ہون دلدل مین

گذر نہین دلِ ویران مین اپنے نالے کا
گرج رہا ہے مگر شیر آج جنگل مین

نہین ہے زلفِ سیہ کا ر روئے روشن پر
دھوان سا دیکھا ہون مین فروغِ مشعل مین

پسند اس دلِ صد چاک کو ہو ساعدِ یار
لٹک رہا ہے قفس اپنا شاخِ صندل مین

لطیف روح سا ہوتا نہین ہے جسم کبھی
سوار کا نہین دیکھا وقار پیدل مین

نشان خط کا نہین اسکے روی روشن پر
دھوئین کا نام نہ تھا طور کی بھی مشعل مین

خیال گرمی رخسار یار ہے دل مین
دبی ہے آتشِ گل آج اپنی منقل مین

دو سے دیکھے اگر یار کو مرے پل بھر
سلائی نیل کی پھیرون مین چشمِ احول مین

مری زبان مین عالم ہو تیغِ بران کا
بڑی نگاہ کی شوخی ہے صاف چنچل مین

گراہین دیتے ہو کس کس کے اتنے کیون پیارے
مگر بندھا ہے کوئی دل تمہارے آنچل مین

سمور و قاقم و سنجاب شاہ کو ہو نصیب
یہ منتہی ہے گدا گرم اپنے کمل مین

ہمارے دل کو تسلی نصیب قیام نہین — فلک کی طرح کہین اسکا اک مقام نہین
رخِ حبیب پہ خطِ سیہ کا نام نہین — یہ صبح وہ ہے کہ جسکی جہان مین شام نہین
ہمارا جذبۂ دل ہم سے آج کہتا ہے — نہ اوسکو کھینچ کے لاؤن تو میرا نام نہین
ہواے دہرِ مخالف سے بجھ نہین سکتا — یہ داغِ دل ہے ہمارا چراغِ بام نہین
نہ حکم کر کسی اغیار سے شہِ خوبی — تمھاری خدمتِ عالی کو کیا غلام نہین
ابھی نہین دلِ نالان اسیرِ کاکلِ یار — ابھی یہ مرغِ خوش الحان اسیرِ دام نہین
خدا ہی جانے کہ یاران رفتہ ہین کس جا — کبھی پیام نہین ہے کبھی سلام نہین
جدا جدا ہین زمانے مین عاشق و فاسق — جنونِ پختہ ہے اپنا جنون خام نہین
برنگِ ابلقِ ایام دشتِ عالم مین — سمندِ ناز کے منھ کو ذرا لگام نہین
کرے گی عود جوانی نہ عہدِ پیری مین — یہ وہ سحر ہے الٰہی کہ جسکی شام نہین
شہیدِ تیغِ تبسم کا ہون مگر ناصح — جو میرے خون کا دنیا مین انتقام نہین
گدازِ طبع کی خاطر ہے شاعری کی رمز — یہ بہرِ خاص ہے اے دل یہ بہرِ عام نہین
زمیں دخترِ رز ہے رفیقِ ساغرِ مے — ہماری بزم مین ہرگز عدو کا نام نہین
رموزِ عشق سے جنکو نہین ہے آگاہی — اثر پذیر ہمارا انہین کلام نہین
کسی کے برقِ نگہ کی جگہ نہین دل مین — کسی کی تیغ ابھی قابلِ نیام نہین
نہین ہے اشکِ مسلسل مین اپنا لختِ جگر — ہماری سبحۂ صد دانہ مین امام نہین
حلال دخترِ رز ہے نکاح ہے منعم — حرام اسکو ہے جسکی گرہ مین دام نہین

نظر مین چشمِ مروت نگہ مین دستِ کرم
کچھ اور اوسکی بجز منتہی کو کام نہین

وہ جب اپنی تیغِ دو دم دیکھتے ہین — یہ عشاق سوئے عدم دیکھتے ہین
کہین ہم جو نقشِ قدم دیکھتے ہین — وجود و عدم کو بہم دیکھتے ہین
جو تحریر لوح و قلم دیکھتے ہین — وہی لوحِ دل پر رقم دیکھتے ہین
کسی سے جو وصلِ صنم دیکھتے ہین — خدا کی خدائی کو ہم دیکھتے ہین

ستمگا ہین تری یاد آتے ہین پیارے — کسی دم جو تیغِ دو دم دیکھتے ہین
جو شیدائے چشمِ مخمر ہین ساقی — وہ کب جانبِ جامِ جم دیکھتے ہین
کوئی نقش نہین ایک صورت پہ رہتا — برابر حدوث و قدم دیکھتے ہین
کہ کا تری دہیان آتا ہے جسدم — بہت بار سوئے عدم دیکھتے ہین
بھر آتا ہے دل اپنا کچھہ یاد کرکے — کسی کی جو ہم چشم نم دیکھتے ہین
کدہر ہیت کہان کے حسین زمانہ — ہر اک شکل مین تجکو ہم دیکھتے ہین
لگے رہتے ہین سوئے در اپنی آنکھین — یہ کس شخص کی راہ ہم دیکھتے ہین
ہوا و ہوس تیرے یا تونے انسان — زمانے کے جور و ستم دیکھتے ہین

زمانے مین یون تو بہت سے ہین خوش گو
مگر منتہی سا بہی کم دیکھتے ہین

بتون کے وہ جور و ستم دیکھتے ہین — نہ دیکھے کوئی جو کہ ہم دیکھتے ہین
جو پہر پہر کے ہم دمبدم دیکھتے ہین — تری راہِ فضل و کرم دیکھتے ہین
صفا صورتِ آئینہ دل ہے کس کا — بہت اس زمانے مین کم دیکھتے ہین
مگر ڈہونڈتا ہے جوانی کو خادم — بہت پشتِ گردون پہ خم دیکھتے ہین
ہے سیم و زر اس جہان مین ہر اک کو — برنگِ ندیم و ندم دیکھتے ہین
وصالِ صنم یاد آتا ہے ہمکو — کسی کا جو جاہ و حشم دیکھتے ہین
گدا سے آگے تھا شاہ تک جانتے مین — ترا جب یہ لطف و کرم دیکھتے ہین
ہر اک آشنا دوست ظاہر کے ہے سب — ولے دوست اک اپنا غم دیکھتے ہین
جنہین خاکساری کی دولت ہو حاصل — وہ کب سوئے جاہ و حشم دیکھتے ہین
ہر اک طائرِ دل کو باغِ جہان مین — گرفتارِ دامِ نغم دیکھتے ہین
جنہین شوق ہے جنسِ وصلت کا اُنکی — وہ کب سوئے دام و درم دیکھتے ہین
کھلی جب سے ہے بے ثباتی جہان کی — وہ جو اپنا نقشِ قدم دیکھتے ہین

کہو منتہی ساکنِ کربلا سے

سجیئے تو تمھارے قدم دیکھتے ہین

ولہ

پھر بہار آئی ہے پھر زخم جگر آلے ہین | شاد ساقی ہے وہان جان کے یہان لالے ہین
جگر و دل جو مرے گو دیونکے پالے ہین | طپش عشق سے آتش کے وہ پرکالے ہین
قیس سے وامق و منصور سے کہتو یہ صبا | ہم نے بھی کوئی محبت مین قدم ڈالے ہین
نرعین دیکھ کے ہمکو وہ لگا یون کہنے | ہے جوانی کی انھین نیند یہ متوالے ہین
دل مین جا جکی رہی ہے یہ وہی گیسو ہین | آستین مین جو پلے ہین یہ وہی کالے ہین
کیا بہار آئی ہے کیا آتش گل بھڑکی ہے | شجر گل نہین ہر باغ مین جوالے ہین
فرقت یار مین سب کون مرا یار و انیس | شب تنہائے ہے یا دل کے مرے نالے ہین
صفت گوہر دندان ہے سراسر انمین | میرے اشعار نہین موتیونکے مالے ہین
نغمہ بلبل شیدا کو کہا سن سن کر | بس یہی عاشق بیدل کے مرے نالے ہین
سوجتی راہ محبت نہین تجکو ہرگز | پردے آنکھون کے نہین تیغ تری جالے ہین

منتقی کرتے ہین وہ جور و ستم جا بیجا
جگر و دل نہین ہمنے انھین ڈالے ہین

ہزارون ہین جسکے خریدار ہین | ہم اوس یار کے ایک ہی یار ہین
ہم اوس چشم کے عاشق زار ہین | وہ بیمار ہے جسکے بیمار ہین
ہم اوس نرگسی چشم کے زار ہین | کہ جسکے مسیحا بھی بیمار ہین
صبا سے ہوا تیز رفتار ہین | ہوا کے وہ گھوڑے پہ اسوار ہین
نظر آئی ہے جب سے تصویر یار | ہم اوسوقت سے نقش دیوار ہین
غم و رنج و اندوہ و حرمان ویاس | ہمارے بھی کیا کیا مددگار ہین
طلب کر رہا ہے وہ دل بے وصال | وہ عیار ہے ہم بھی ہشیار ہین
گل باغ گلشن مین سب روئے یار | نظر مین مری صورت خار ہین
خزان آئی دست جنون چل بسا | یہ ہاتھ اندنون اپنے بیکار ہین

دغا و عدۂ وصل کرتے نہین — بڑے آپ جھوٹون کے سردار ہین
بھرے دل مین ہین سکۂ داغ عشق — خزانے مین اپنے بہ دینار ہین
عدم مین گیے گہ میانِ وجود — گھے وار ہین ہم گھے پار ہین
ہوا و ہوس مین نہین مبتلا — بلاؤن مین گویا گرفتار ہین
ہمارے سخن بس درم امتحان — عدو کے لئے تیز تلوار ہین

زمانے سے ہین بے خبر منتقی
وہ اس مرتبہ تو گرفتار ہین

جب وہ پہلو سے ہنکے ہٹتے ہین — زخم و کے تمام پھٹتے ہین
وہین گور پر نہین ہوتے — یہ گرگٹ ہے کب کسی سے پٹتے ہین
قدر اہل سخن کی گھٹتے ہے — شجرہ میوہ دار چھٹتے ہین
تندخو ہین کہ بات بات مین تاؤ — آستینون کو وہ اولٹتے ہین
جو ہین تیغ نگاہ کے کشتے — اوسکے کوچے مین اور کٹتے ہین
جب سے عہدِ شباب گذرا ہے — چاند کیطرح روز گھٹتے ہین
اہل دنیا بھی خوان نعمت سو — کیا مگس کیطرح چپٹتے ہین
لب پہ آہ و فغان نہین شب و روز — اسطرح تیرا نام رٹتے ہین
گیسوئے یار دل کو عاشق کے — کیا بلا کی طرح لپٹتے ہین
جھیلتے ہم ہین جنگ حسن و عشق — مرد میدان بھی کوئی ہٹتے ہین
پھلی بالوں کا گر کرونگا بیان — پھر کھوگے ہمین اولٹتے ہین
نہین افتادگان ہون چین بجبین — خاک کے فرش کب سمٹتے ہین

جو ہین دنیائے دون کرتی پر
منتقی وورا و نسے ہٹتے ہین

مینا ہے مے ہے یار مرے غمگسار ہین
مجھپر بڑے کرم ترے پروردگار ہین

دل سے در حبیب کے جو خاکسار ہین
اُنکے فلک پہ نام زمین پر مزار ہین

سنتے نہین کسی کی چڑھا ہے غرورِ حُسن
گھوڑے پہ اندنون وہ ہوا کے سوار ہین

ریگ رواں رواں ہے شب روز دشت مین
شاید وہان پہ دفن دلِ بیقرار ہین

شبنم نہین پڑی ہے گلستان پہ رات بھر
موتی عروس گل پہ سراپا نثار ہین

سرخی نہین شفق کی فلک پر ہر جا بجا
شاید چڑھے ہوئے شہدا کے غبار ہین

انجم فلک پہ جلوہ نما گُل زمین پر
پنہان جو تیرے راز تھے وہ آشکار ہین

دل مین ہر ایک بت کے ہے آتش بھری ہوئی
پنہان جگر مین سنگ کے جیسے شرار ہین

غافل کسی کے حکم سے چلتے ہین ہاتھ پاؤن
جبرو کہ اختیار ہے وہ بے اختیار ہین

انسان کی زیست آمد و رفت نفس ہے ہر
دم سے ہوا کے بیٹھتے اُٹھتے غبار ہین

خال سیہ ہے جب سے ترے رخ پہ آشکار
مشکی کے ہول نافۂ مشکِ تتار حسین

حسنِ قبول رکھتے ہین جو اشک ناصحو
آنسو نہین وہ سلک دُرِ شاہوار ہین

رندانِ پاک باز صنم کا یہ قول ہے   ہم غمگسارِ عشق ہین ہم میگسار ہین

دل میرا دور بین محبت ہے منتظی
آنکھون کے سامنے شہدا کے مزار ہین

دل و جگر مرے نازِ بتان اوٹھاتے ہین
ذرا سے بات یہ کوہِ گران اوٹھاتے ہین
خدا ہی خیر کرے رکھ لے ابرو میرے
وہ آج تیغ پئے امتحان اوٹھاتے ہین
دلا ضرور ہے پیری مین عشق سے پرہیز
یہ بوجھ وہ ہے جسے نوجوان اوٹھاتے ہین
صدا یہ زمزمہ عندلیب سے آئی
مری زبان کا مزا خوش بیان اوٹھاتے ہین
سرِ سجود کبھی گہ بلند دستِ دعا
عبث یہ سر پہ زمین آسمان اوٹھاتے ہین
وم ملال یہ کہتا ہے دل مرا مجھ سے
وہی ہین مرد جو کوہ گران اوٹھاتے ہین
نہ پوچھ حال تو کچھ مجھسے رقص بسمل کا
مزا کچھ اوسکا ترے نیم جان اوٹھاتے ہین

ولہ

ہون نسل شاہ سے کہ امیر کبیر ہون
جو کچھ کہ ہون سو ہون ترے در کا فقیر ہون
گو بینوا ہون عشق کی دولت سے سیر ہون
آنکھون مین منعمون کی عبث مین حقیر ہون
تھا یہ اشارا اُس نگہِ برقِ یار کا
عاشق کے دل کے واسطے بیداد تیر ہون
مدت سے شوق کنج قناعت کا ہے مجھے
روزِ ازل سے عاشق نانِ فطیر ہون
وارفتہ ہون مین جادۂ کوئی طریق کا
سچ تو یہ ہے لکیر کے اوپر فقیر ہون
تجھسا حسین نہ مجھسا ہے عاشق جہان مین
تو لاجواب یار ہے مین بے نظیر ہون
مدت سے ہون مین شیفتہ گیسوئے صنم
روزِ ازل سے دامِ بلا مین اسیر ہون
جاؤن حرم کی سمت کہ بتخانے کی طرف
قدرت ہی کیا مری کہ مین عبدِ قدیر ہون
کہتا ہے وقتِ گریہ مرا دامنِ مژہ
مین ابرِ زر فشان ہون مین ابرِ مطیر ہون
دل مین ہے میرے داغِ محبت کا جلوہ گر
ماہ فلک کی طرح سے روشن ضمیر ہون
دیہیم و تخت و ملک نہ دیا وہ کیا مجھے
خود منتظی مین قابلِ فرشِ حصیر ہون

کون اس دام محبت مین گرفتار نہین
صاحب سبحہ نہین صاحب زنار نہین

ملتے کس وقت مجھے درہم و دنیا نہین
ابر رحمت مرا کس روز گہربار نہین

زہد کا اپنے بھروسا ہے تجھے او زاہد
ہون گنہگار مدد کو مری غفار نہین

کون دنیائے دنی کے نہین رہتا درپے
دام تذویر مین یہان کون گرفتار نہین

دلکو دنیائے دنی سے نہین رہتی رغبت
جنت ہرجائی سے رکھتا مین سروکار نہین

نہین بچتا نہین بچتا کبھی مارا اسکا
نگہ یار تو خنجر نہین تلوار نہین

میری دیوانگی کسدن نہین ہوتی مشہور
کب یہ سودا مرا کبنا سر بازار نہین

کس کو اوس زلف سیہ کا نہین سودا رہتا
کون اوس نرگس بیمار کا بیمار نہین

طینت بد کے سوا کوئی نہین بدخصلت
خوش طبیعت سا کوئی اور خوش اطوار نہین

سائبان ہو میرے سر پہ ترے دامن کا وہان
سیکڑون کوس جہان سائہ دیوار نہین

کثرت عالم امکان بجز واحد پاک
منتہی یاد رہے کوئی ترا یار نہین

دیر و حرم کو چھوڑ کے اے دل چل بیٹھو میخانے مین
خوب گذر جائیگی اپنی ساقی سے یارانے مین

سیر طبیعت ہو جائیگی نشہ جو ہے ہو وے گا وہی
فرق نہین ہے ساقی ہرگز چلو مین پیمانے مین

روح ہے جب تک جسم کے اندر جسم پہ پر رونق ہے
کاشانہ آباد ہے جبتک بلبل ہے کاشانے مین

دست تمنا قطع ہوا برباد ہوئی ہے حرص و ہوا
زیست کی صورت اپنی بندھی اے نفس ترے مرجانے مین

سچ ہے دلکو اپنے بھی جز یاد صنم کچھ دھیان نہین
دیکھ تو اے ناصح کیسی ہشیاری ہے دیوانے مین

فکر دنیا سے چھٹے اس رنج جہان سے پائی نجات
لاکھ طرح کی راحت پائی اک اپنے مرجانے مین

بنیں جنون بخشا ایدل موت زیست سے خوشتر ہو
شمع کے آگے رقص کہان تھا پروانہ جلجانے مین
حسنِ نیرنگ اوس مہرو کا دلِ حزین مین رہتا ہے
چشم بینا ہو تو دیکھے بستی ہے ویرانے مین
نقشِ محبت کہین نپایا لوحِ دل پر انسان کے
پھرا قلم کی صورت سے مین برسون اک اک خانے مین

ولہ

جدا کب وہ دیر و حرم جانتے ہین | جو تحریرِ لوح و قلم جانتے ہین
مزہ جو قناعت کا ہم جانتے ہین | زمانیکی عشرت کو غم جانتے ہین
نصیحت ترے واعظِ بے حقیقت | وہ فقرے تھے ہم اُسکو دم جانتے ہین
ہراک شی مین ہے جلوہ گر اُسکا جلوہ | اُسی کی قسم اُسکو ہم جانتے ہین
تنفر ہے نعمت سے دنیا کی جنکو | وہی نوشِ دارو کو سم جانتے ہین
حبیبِ خدا عاشقِ حق تعالےٰ | حدوث آپ کا ہم قدم جانتے ہین
سوا ہے گذر جب سے دشتِ فنا مین | وجود اپنا نقشِ قدم جانتے ہین
اگر ہفت اقلیم کا پادشا ہے | تمہارا بندہ بے درم جانتے ہین
جو ہین محو نیرنگ حسنِ صنم کے | وہ صحرا اُسکو باغِ ارم جانتے ہین
قدم جب سے رکھا ہے دارِ فنا مین | وجود و عدم کو ہم جانتے ہین
قناعت کا جنکو مزا آگیا ہے | وہ جامِ گلی جامِ جم جانتے ہین
ہراک دل مین ہے جلوہ اُس بت کا پیدا | ہراک گھر کو بیت الصنم جانتے ہین
حبابون کو مانندِ بحرِ جہان مین | وجود و عدم کو ہم جانتے ہین
وہ ہے میرے معبود کا ایک بندہ | جسے لوگ میر امم جانتے ہین
غمِ دوست کھانیکا جنکو مزا ہے | وہ شادی زمانیکی غم جانتے ہین

مئے عشق پیتے ہو چھپ چھپ کے ہم سے

میان منتھی ہمکو ہم جانتے ہین

کہتا ہے زمانہ اک تدبیر ہے یا مین ہون
میرا یہ مقولہ ہے تقدیر ہے یا مین ہون

مین دیکھتا رہتا ہون مہ کو شب فرقت مین
اُس چہرۂ انور کی تصویر ہے یا مین ہون

وہ عالم رُویا مین مجکو نہ نظر آیا
اُس خواب پریشان کی تعبیر ہے یا مین ہون

جس روز کہ ہوویگا ہر اک کا حساب اے دل
اُس روز مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون

انکا ہے نفرت ہے وہان نام سے عاشق کو
یہان جذبہ الفت کی تاثیر ہے یا مین ہون

وہان عفو کرم تیرا ہے جوش پہ اے پیارے
یہان جرم ہے عصیان ہے تقصیر ہے یا مین ہون

ہو وے دل شیدا کو گر شوق شہادت کا
پھر قاتل عالم کی شمشیر ہے یا مین ہون

وحشت مین نظر آئی شب خواب مین وہ کاکل
اکدن درجانان کی زنجیر ہے یا مین ہون

جس روز کہ پوچھین گے محشر مین عمل سیرے
اُس فرد مقدر کی تحریر ہے یا مین ہون

وصف اُس گل رعنا کے ہین ورد زبان سب کے
گلزار مین بلبل کی تقریر ہے یا مین ہون

جس تیر نگہہ نے کل برمایا دل عاشق
اے منتھی ہان اکدن وہ تیر ہا مین ہون

جور افلاک کب کہ جھیلے ہین
ایسے پاپڑ بہت سے بیلے ہین

گہ حضوری ہے گاہ ہے دوری
گہ اکیلے ہین گہ دوکیلے ہین

اسپ تازی نظر نہین آتے
گو خرون سے بھرے طویلے ہین

کہتے ہین یہان جسے قمار عشق
کھیل ایسے بہت سے کھیلے ہین

جیتے ہین وہ قمار عشق مین یار
جان پر اپنی جو کہ کھیلے ہین

ٹھہرے کب جنگ حسن مین یہ شیخ
ایک مدت کے یہ بھگیلے ہین

پاس اپنے دوئی کا نام نہین
جب سے پیدا ہوئی اکیلے ہین

نہ کھا ناصحہ مین آنکھین تنکے
پاس اپنے بھی قل کے ڈھیلے ہین

کفر و دین کا ہو فیصلہ کیونکر
ایک مدت کے یہ جھمیلے ہین

دیر و کعبہ کی بھیڑ بھاڑ ہے کیا
ایسے دیکھے بہت سے میلے ہین

گریہ پر اثر کے شدت ہے　　صاف آبِ بقا کے ریلے ہین

بھیجا اپنا خیال اُس بت نے
جب سُنا منتہی اکیلے ہین

خنجرِ حرص و ہوا سے یہ گذرتا ہی نہین　　نفسِ امارہ کسی طرح سے مرتا ہی نہین
جن چڑھا عشق کا سر پر تو اُترتا ہی نہین　　ڈوبا دریائے محبت کا اوبھرتا ہی نہین
شوخیِ حسن نے مغرور کیا یہ اسکو　　نقدِ دل لیکے کسی کا وہ مکرتا ہی نہین
تا رگِ حسن سے دامان نگہہ بھر جائیے　　سامنے سے وہ مرے شوخ گذرتا ہی نہین
پھر عبث رند قدح خوار کو کہتا ہے بُرا　　قہر قہار سے اے شیخ تو ڈرتا ہی نہین
گوشِ زد یار کے ہوتا نہین سودا میرا　　وانع اس دل کا کسی طرح اُبھرتا ہی نہین
عشق کا ل نہین جائیگا مرا تا دمِ مرگ　　یہ وہ دریا ہے چڑھا جبکہ اوترتا ہی نہین
سیر ہوتا نہین دل دولتِ وصلت سے مرا　　جس طرح دیدۂ حارص کبھی بھرتا ہی نہین
جب سے جوبن نے جوانی کے اُبھرا ہے آسے　　پاؤن پورا وہ زمین پر کبھی دھرتا ہی نہین
منع کرتا ہون نہ جا کوچۂ سفاک کو یار　　دل تو کہتا کسی صورت مرا کرتا ہی نہین
طول نے عمر کے ایسی مجھے ایذا دی ہے　　جس سے کچھہ کہتا ہون وہ کہتا ہو مرتا ہی نہین

منتہی ہے متوکل مجھے معلوم ہوا
شام کو ملتا ہے جو صبح کو دھرتا ہی نہین

حسنِ شباب لگیا تدبیر کیا کرون　　افسوس ضبط ہو گئی جاگیر کیا کرون
پوچھا جو مجھہ سے حشر مین کہدو گنا بڑا　　عاجز گناہگار ہون تقریر کیا کرون
دنیائے دونکا شیخ طلبگار مین نہین　　پھر لیکے تیرا جامۂ تذویر کیا کرون
عاصی گناہگار ہون مجرم ازل سے ہون　　مین پھڑ کے زاہدا خطِ تقدیر کیا کرون
ہر لوح دلپہ نقش جو صورت نگار کی　　مین لیکے کاغذی کوئی تصویر کیا کرون
عاشق مین اسکی زلفِ سیہ فام کا نہین　　پھر دیکھہ کر نوشتۂ تقدیر کیا کرون
جوشِ جنون ہمراہ نہ فصلِ بہار ہے　　حداد لیکے مین غل و زنجیر کیا کرون ۱۲

کہنے لگا وہ عاشق مفلس کو دیکھ کر — یہ ہے ضعیف صید مین نخچیر کیا کرون
وارفتہ مزاج ہون صحرا نورد ہون — مین ہول سیکھے خانۂ زنجیر کیا کرون
قابو مین گر نہ یار ہو پر ہنر چاہئے — قبضہ نہ ہوئے جسپہ وہ شمشیر کیا کرون
ہوتا نہین ہے اسمین کم و بیش آج کل — پھر دیکھ کر نوشتہ تقدیر کیا کرون
مین جذبہ دلی سے اُسے کھینچ لاؤن گا — نقش درم سے اُسکو مین تسخیر کیا کرون
دنیائے دون کے واسطے عقبی نہ لون دون — تقدیر کو حوالہ تدبیر کیا کرون

شب بھر فلک نظر نہین آتا ہے منتھی
آہ جگر خراش کو مین تیر کیا کرون

پردیس مین پھرا ہے سکندر کہان کہان — لے لے گیا ہے اُسکو مقدر کہان کہان
گاہے کمر پہ رخ پہ سر و دوش پر کبھی — دیکھی ہے ایک زلف معنبر کہان کہان
کعبہ مین وہ ملا نہ کبھی دیر مین صنم — کھائے ہین داغ دل پہ جگر پر کہان کہان
دیر و حرم مین جلوۂ جانان ہے آشکار — روشن ہوا ایک ہی مہ انور کہان کہان
مدت کے بعد مین جو گیا بزم یار مین — بولا وہ مجھ سے رُک کے ستمگر کہان کہان

آئینۂ ہر حسین کو دل سے پسند ہے
سکہ پڑا ہے ترا سکندر کہان کہان

ہوتی نہین اذان کہین بجتا گجر نہین — شاید شب فراق کو ممکن سحر نہین
نالے کا اپنے کس دل ویران مین گھر نہین — جنگل وہ کونسا ہے جہان شیر نر نہین
ہر زلف دراز یار کے مانند تا صحو — طول شب فراق مگر مختصر نہین
نالے کئے دعائین بھی کین وصل کے لیئے — معلوم یہ ہوا کہ کسی مین اثر نہین
معشوق ہے یہ نام کو بوسے وفا نہین — موجود ہے گہر مگر آب گہر نہین
جاوے نہ کوئی جانب معشوق بے وفا — جسجا نہ ہووے راہ وہان رہگذر نہین
اس جنگ حسن و عشق مین عشاق کے حضور — داغ جگر سے بھی کوئی بہتر سپر نہین
معدوم دوست دشمن انسان ہین بیشمار — بیداد گر بہت ہین کوئی دادگر نہین

دیکھا نہیں ہے اسنے ابھی روئے آئینہ | عاشق کے قتل پر ابھی باندہی کمر نہین
خالی نہین ہے عیب سے کوئی بجز خدا | مجھہ مین یہ عیب ہو کہ مری پاس زر نہین

کیا کیا دُرِ سخن ہین مرے پاس منتہی
افسوس قدردان نہین اہلِ نظر نہین

بھری ہے جب سے مئی خوش گوار شیشے مین | عجب طرح کی ہے ساقی بہار شیشے مین
نہین ہے دختِ رزِ گلعذار شیشے مین | ہمارا بند ہے گویا نگار شیشے مین
نہین ہے جوشِ مے خوش گوار شیشے مین | بغیر یار ہے گویا غبار شیشے مین
نہ کس طرح سے مجھے اضطراب ہو ساقی | کہ میرے دل کا ہے صبر و قرار شیشے مین
یہ رند پاک جسے کہتے ہین مئے گلگون | بہار گل ہے پئے یادگار شیشے مین
پڑا جو عکس رخ و زلف کا ترے ساقی | دکھاے دیتے ہین لیل و نہار شیشے مین
یہ کس کا نقش میرے دل سے مٹ نہین سکتا | غضب ہے ہو کوئے کا فرنگار شیشے مین
مجھے عجب ہے وہ ساقی عزیز رکھتا ہے | ہے صاف شکل دلِ بادہ خوار شیشے مین
یہ صاف دل نے کیا رازِ عشق کو ظاہر | دہری جو چیز ہو ہی آشکار شیشے مین
صدائے قلقل مینا کو سن کے وہ بولے | چہک رہا ہے کوئی کیا ہزار شیشے مین
نہین ہے دہیان مرے دل مین ضعف پیری کو | مئی شباب کا یہ ہے خمار شیشے مین
اوڑا ہے دید سے جسکی قرار دل ساقی | پری ہو حور ہو کیا شے ہے یار شیشے مین
مذاق اوسکا مجھے دور کی سجھاتا ہے | یہ کیا ہے ساقئ گردون وقار شیشے مین
نہ بند کر اسے فصلِ بہار مین ساقی | نہ ڈال دخترِ رز کا اچار شیشے مین

ہے نورِ حسنِ صنم منتہی میرے دل مین
بھری ہے رحمتِ پروردگار شیشے مین

ردیف واو

عاشقِ شیدا کا اسدم دیدہ تر خشک ہو | جسگھڑی ایجان جان سارا سمندر خشک ہو
اسلئے روتا ہون یاد یار مین ہر دم | تا کسی صورت سے میرا دامن تر خشک ہو

ان حسینون کو کمال حسن سے آگہ کیا — یا الٰہی جلد تر دست سکندر خشک ہو
خار صحرا سے یہی کہیو تو اے باد صبا — جان کیا رکھتا ہے تو میرے برابر خشک ہو
گر رقم اسمین کرون سوز فراق یار کو — جل بجھے نامہ مرا خون کبوتر خشک ہو
پیش قدمی گر کرے اوسکی خرام ناز سے — خاک کا پیوند ہو پائے صنوبر خشک ہو
کام لون مین اپنی آہِ آتشین سے جسگھڑی — جل بجھے آتش کدہ خون سمندر خشک ہو
پرورش مین ہے تماشا قدرت اللہ کا — تپ چھڑے گر طفل کو تو خون مادر خشک ہو
مین وہ محروم ازل تشنہ ہون سوز یار سے — جاؤن جنت مین تو آب حوض کوثر خشک ہو
توڑ کر گلچین نے گل بلبل کو ویران کر دیا — یا خدا فرزند جہان دست ستمگر خشک ہو
جام مے مین نے پیا ہے ساقی گلفام کا — آفتاب حشر سے کب یہ لب تر خشک ہو
یہ زمانہ وہ ہے گر دیکھے برادر کو خوشی — بھڑکے آتش رشک کی خون برادر خشک ہو
میری آہِ آتشین کی آنچ اگر اسمین سے لگے — صورت برگ خزان دامان صرصر خشک ہو
اشک آنکھون مین اگر پیدا کرے حسن قبول — رشک سے چشم صدف مین آب گوہر خشک ہو

منتہی جب دل پسیجے اوس بت بیرحم کا
جسگھڑی سے دشت جہان مین سخت پتھر خشک ہو

جوش گل مین باغ کی ہر شجر بجر بادہ ہو — ساقیا دست کرم تیرا اگر آمادہ ہو
زندگی سے سیر ہوئے موت کا آمادہ ہو — مجسا بھی یارب نہ دنیا مین کوئی دلدادہ ہو
لقمۂ تر ہوئیگا اکدن وہان گور کا — ہو گدا زادہ کوئی اسمین و یا شہزادہ ہو
اس دل محزون مین ہووے نور ساقی جلوہ گر — خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو
دولت ایمان بھی دی حاضر ہے نقد جان بھی یار — ڈہونڈ کر لاؤ اگر مجسا کوئی دلدادہ ہو
زخم گر دلپر لگے تیغ نگاہ یار کا — رہبری کو عشق کی پیدا نیا اک جادہ ہو
طاعت پردہ نشین پہ جسگھڑی باندھون کمر — پاش داماں کا ہر اک سیرہی لئے سجادہ ہو
کون ہوتا ہے پسند یار اسمین دیکھئے — بچۂ زاہد ہووے یا قلندر زادہ ہو
فصل گل آئی ہے تو پیراہنون کی لے خبر — اے جنون گر ہوش اپنی کام پر آمادہ ہو

نفس عادل ہی مرا دیکھون گا مین روز حساب ہے یقین فرد عمل مانند روئے سادہ ہو
کر کے آرایش کرون شہرہ بت گلم نام کا گلستان اُسکو بناؤن جو زمین افتادہ ہو
جو بگولہ دشت مین اوٹھے ہوائے تند سے شامیانہ خاکسارون کے لیئے اِستادہ ہو
کیون پئے دنیا ہوا ہی دل کس لئے ہو بے ثبات صورت نقش قدم کیون خاک پر افتادہ ہو
گر رہائے دو جہان سے چاہتا ہے منتہی
جا اسیر گیسوئے مشکین سید زادہ ہو

بھر زمان زیست مین در در نہ پھرانا مجکو ہوس دل سگ دنیا نہ بنانا مجکو
عاشقی سے نہ کرونگا نہ کرونگا توبہ کچھ کہین یا نہ کہین عاقل و دانا مجکو
مئی و معشوق کرون ترک بہار گل ریز نہین زیبا نہین زیبا نہین زیبا مجکو
جب کبھی آتا ہے اس بحر لطافت کا خیال خوش نہین آتی ہے سیر لب دریا مجکو
مے و معشوق سے جسدن سے کہ توبہ کی ہے شہر خوش آتا ہے اُسدن سے نہ صحرا مجکو
آمد فصل بہاری ہے چمن مین شاید لئے جاتا ہے کوئی جانب صحرا مجکو
با وفا یار مین سمجھا کیا ہر اک بت کو سالہا سال رہا دعوے بیجا مجکو
بام پر قامت جانان جو نظر آجائے پھر نہ ہوئے ہوس عالم بالا مجکو
با وفا یار میسر نہین ہوتا ہر گز راست گو کہتے ہین اس بات پہ دانا مجکو
صورت آئینہ اسے یار ترے جلوے نے غرق حیرت کیا کیا ہی سراپا مجکو
گردش چشم وہ تیرے ہے کہ توبہ توبہ ایک ہی دم مین کریگے تہ و بالا مجکو
دم پہ بنجائیگی یاد ائی گی تقریر اُسکے نہ سنا بلبل گلزار ترانا مجکو
جاستنے عشق کی ایسی ہی بلا سے بدہے ایکدن گور کا کر دے گی توا لا مجکو
خبر وصل ہے عاشق کے لیئے شادی مرگ
منتہی تو نہ سنانا نہ سنانا مجکو

فغان و آہ سے پیدا کیا درد جدائی کو غضب مین جان کو ڈالا جبا کر آشنائی کو
مٹایا پاس رسوائی سے تیرے آشنائی کو بچھاؤن آپ کے عصمت کو اوڑہون پارسائی کو

نہ آیا بعدِ مردن بھی لحد پر فاتحہ پڑھنے
مین اتنا بھی نہ سمجھا تھا تری ناآشنائیکو

نہ دل اپنا ہوا اپنا نہ اک بت پر ہوا قابو
کر بن گئے بادیہم اے خدا تیرے خدائیکو

کسی محفل مین جسدم ذکرِ شمعِ طور ہوتا ہے
دکھا دیتے ہین وہ جلکر سرِ انگشتِ حنائیکو

فقیرِ بے نوا اُسکے درِ دولت کا ہے بندہ
غنیمت جانتے ہین شاہ تک جسکی گدائی کو

اثر پیدا کریگی آہ اپنی یار کے دلمین
نشانے تک خدا پہنچائے گا تیرِ ہوائی کو

کبھی ہے فکر دنیا کی کبھی عقبا کا ڈہرکا ہے
اُٹھا رون جا نہ تن سے مین کیونکر اس دولائیکو

گریبان ہاتھہ آتا ہے نہ صحرا تک پہنچتا ہون
خدا کے واسطے دیکھو مرے بے دست و پائیکو

فلک وہ تفرقہ پردازِ عالم ہے دلا سر پر
غنیمت جانتا ہون گور تک اپنی رسائیکو

شکستہ دل مین ہردم ہر گھڑی مین جانکے لالے
کرون کیا نوش دارو کو مین کیا لون مومیائیکو

تمنائے دلی نے منتہی کھویا شیخت کو
ملایا خاک مین دستِ ہوس نے میرزائیکو

ممکن مجھے جو ہو بے ریا ہو
مسند ہو کہ اسمین بوریا ہو

حب قابلِ دید دلربا ہو
اللہ کرے کہ باوفا ہو

بھیجا تمھین خطِ شوق کب سے
معلوم ہوا کہ تم خفا ہو

بے تابیٔ دل اگر دکھاؤن
کوئے نہ کسی کا مبتلا ہو

مرتا ہے زر پہ اہلِ دنیا
نامرد کو کب خواہشِ طلا ہو

مٹی کر دے جو آپ کو تو
نظرون مین خاک کیمیا ہو

آئی ہے فصلِ گل چمن مین
اے ہوش و خرد چلو ہوا ہو

کیا تُنے مجھے دربدر پھرایا
اے خواہشِ دل ترا برا ہو

دکھلائے تو تُنے یار کی شکل
اے جذبۂ دل ترا بھلا ہو

لپٹو مجھے آکے ہجر کی شب
اے گیسوئے یار اگر بلا ہو

اے منتہی بزمِ یار کا حال
کیا جانئے بعد میرے کیا ہو

[illegible]

غیر ممکن ہے ہوس فحت کی وسے دور ہو — جائے تکیہ زیر زانو گو سر فغفور ہو
رو برو قاتل کے کرتے چاہ کا مذکور ہو — منھہ پہ کھنا ہے خوشا مد حضرتِ دل شور ہو
بے کمال عشق سر بھوڑی چڑھے یا دار پر — وصل کیا فرہاد ہو مقدور کیا منصور ہو
ہے خوشی اپنی وہی جو کچھ خوشی ہے اُنکی — ہے وہی منظور جو کچھ آپ کو منظور ہو
فصل گل مین میکشی کی گر نہین دیتا صلاح — دور رہو ناصح ہمارے سامنے سے دور ہو

گر جگہہ دل مین تمہاری یار کے باقی نہین
لب بلب ہو منتقی تو بھی نہایت دور ہو

جو بن بتِ سفاک کا ڈہل جائے تو جانو — کچھ رنگ زمانے کا بدل جائے تو جانو
دل سے ہوس وصل نکل جائے تو جانو — سر سے مرے سودے کا خلل جائے تو جانو
شعلہ طپشِ عشق کا گو سر بہ فلک ہے — ساقی خم گردون پہ ابل جائے تو جانو
میخانہ سے سرکش کہین نکلی تو یقین ہو — میخوارون کا دنیا سے عمل جائے تو جانو
بھکا یا ہے دل کو مری الفت نے نہایت — ناصح تری باتون سے بہل جائے تو جانو
میری طپشِ عشق کی گرمی کے سبب سے — اکدن شمعِ طور پگھل جائے تو جانو
مدت سے طبیعت مری مضطر ہے پئے یار — واعظ ترے فقرون سے بہل جائے تو جانو
فصل گل و مل ایکی کہین خیر سے گذرے — واعظ ترے فقرون سے بہل جائے تو جانو

ولہ

بجھیر ہوئیگی کسی اور سے کچھ ساز نہو — حشر کو غیر کی جانب نگہہ ناز نہو
حسرتِ زینتِ چمن نہ ہے دامِ صیاد — پوچھئے اوس سے جسے طاقتِ پرواز نہو
باتون باتون مین نہ آجائے کہین دل اوپر — بیٹھے بٹھلائے طبیعت کہین ناساز نہو
ایک مدت سے فلک پر ہے دماغ عاشق — ایسے پردی مین کہین وہ بتِ طناز نہو
دوست جانی جو بنا ہے کہین دشمن نہ بنے — جو کہ دمساز بنا ہے وہی غماز نہو
وہ بھی کیا دوست نہ ہو جسمین ذرا بوئے وفا — وہ بھی معشوق ہے جسمین کوئی انداز نہو
اثر آہ نہ اوڑ جائے شبِ فرقت مین — حرف مطلب کا آلمی قلم انداز نہو

مال سمجھے نہ حقیقت کو ذرا اہلِ مجاز　　قایلِ سحر کبھی مایلِ اعجاز نہ ہو
بے اثر نالہ ہی ہووے تو کرے کیا عاشق　　موت ہو صید کی گر قوت پرواز نہو

منتہی تیر وہ مارون نہ ملے جسکا پتا
وہ کرون نالہ کہ جسمین کبھی آواز نہو

آبِ رواں ہو باغ ہو جامِ شراب ہو　　اپنی بغل مین یار کوئی انتخاب ہو
ساقی ہو بزمِ یار ہو جامِ شراب ہو　　پھولا ہوا چمن مین گلِ آفتاب ہو
دریا چڑھے اس اشکِ مسلسل کا جسگھڑی　　مین جانتا ہون گنبدِ گردون حباب ہو
سایہ فگن ہو دامنِ محبوب اس گھڑی　　جسدم چمکتا سر پہ مرے آفتاب ہو
دُکھے نہ دل کسی کا جہانِ خراب مین　　ایسا نہ ہو کوئی عملِ ناصواب ہو
اُٹھے غبار اس دلِ مضطر کا جس گھڑی　　مجکو یقین یہ ہے کہ فلک کا جواب ہو
شوقِ دل مجھے وہان لیجائے گا ضرور　　جسجا کہ حور پاس ہو عہدِ شباب ہو
دنیائے بے ثبات کا افسانہ گر کہون　　سیرِ جہان دلا تری آنکھون مین خواب ہو
دستِ طمع کو توڑ کے مقصد کو کر حصول　　دنیائے دون سے ہاتھ اوٹھا کامیاب ہو
نعرہ کرو جہان مین دل سے نیستان جس گھڑی　　زہرا تمہارا شیرِ زبان آب آب ہو
ہوتا تو ہے بتون کا طلبگار تو دلا　　ایسا نہ ہو ترا یقین خانہ خراب ہو

کونین کا مزا تجھے حاصل ہو منتہی
ہر نیک و بد سے تجکو اگر اجتناب ہو

چل لیجا سوئے صنم یہ دلِ شیدا دیکھو　　پھر گیا مجھ سے مرے گود کا پالا دیکھو
پھر بہار آئی ہے پھر ہوتا ہے سودا دیکھو　　دل کھنچا جاتا ہے پھر جانبِ صحرا دیکھو
زلف ہے رخ کے قرین اور تماشا دیکھو　　پاس مین کالے کے دھرا شیر کا پیالا دیکھو
کثرتِ اشک نے پیدا نہ کیا حسنِ قبول　　موتیون کا نہ لگا انگ تو الا دیکھو
اشکباری سے نشا دور دلِ مضطر کا غبار　　خفقان ہووے تو موجِ لبِ دریا دیکھو
لقمۂ نعمتِ دنیا تھا میسر جس کو　　ہو گیا گور کا آخر وہ نوالا دیکھو

بارِ اُلفت کے اُٹھانے پہ موا جاتا ہے
دل کو دیکھو مرے اور حوصلا اسکا دیکھو

آئے ہو تم تو طلسمات جہان کے اندر
دور سے منزلِ ہستی کا تماشا دیکھو

لب پہ مرتا ہون کبھی سبزۂ خط پر گاہے
حال کو میرے ذرا خضر و مسیحا دیکھو

دمبدم دیتا ہے ترغیب خیالِ جانان
مجکو دیکھو مرے اس دل کا تقاضا دیکھو

مے اُلفت سے جو اُس یار کے توبہ کی ہے
لوگ کہتے ہین مجھے عاقل و دانا دیکھو

پوچھتے کیا ہو مرے وحشتِ دلکی وسعت
اسکو دیکھو نہ کوئی دشتِ جنون زا دیکھو

جلوۂ داغِ دلی ہے مرا کس زور ون پہ
کس چمک پر ہے مرا عرش کا تارا دیکھو

و تفۂ زیست کھلے چشم حقیقت بین سے
جا کے جسوقت حباب لبِ دریا دیکھو

چور معدی کا دکھا کر وہ لگے یون کہنے
منتقی آ دھارا یدِ بیضا دیکھو

اوڑ گیا خاک سا جسنے کہ اوڑایا مجکو
مٹ گیا آپ وہ جسنے کہ مٹایا مجکو

شب جو وہ گیسوئے شبگون نظر آیا مجکو
تیرہ بختی کی سیاہی نے دبایا مجکو

اُسنے جب موئے کمر اپنا دکھایا مجکو
عالمِ غیب کا نقشہ نظر آیا مجکو

گردشِ چشم صنم کا جو رہا آوارہ
نہ کبھی ابلقِ ایام نے پایا مجکو

مارگیسو مجھے دکھلا کے وہ طفلک جھجکا
ڈر گیا آپ وہ جسنے کہ ڈرایا مجکو

ہوش جسدن سے ہوا چشمِ حقیقت بین کا
جسطرف دیکھا اودہر تو نظر آیا مجکو

عیش و عشرت کی ہوس زیست مین کیا کیا نہوئی
نفس امارہ نے کیا کیا نہ ستایا مجکو

حسنِ نیرنگ ترا رنگ جو لایا بخدا
قدرتِ حق کا تماشا نظر آیا مجکو

شام سے تا بہ سحر منتظرِ یار رہا
رات بھر طالعِ خفتہ نے جگایا مجکو

نہ کوئی میری طبیعت سے خبردار ہوا
نہ کسی نے کبھی اس بزم مین پایا مجکو

نام کے بدلے مجھے عشق نے بدنام کیا
عوضِ آبِ بقا زہر پلایا مجکو

اوڑ گئی نیند نہ پھر تا بہ سحر آنکھ لگی
اپنا افسانۂ غم جسنے سنایا مجکو

بیقراری نے شبِ ہجر دلِ مضطر کی
گاہ بٹھلایا مجھے گاہ اُٹھایا مجکو

حج

روح کو میری ملا جسم گلی واہ نصیب   خاک مین صانع قدرت نے ملایا مجکو
جستجو نے تری اے شعلۂ حسن خوبی   دربدر صورت خورشید پھرایا مجکو
دیکھکر یار زمانے کے چلن کو بولا
منتھی سا نہ کوئی پھر نظر آیا مجکو

عشق بتان سے حضرتِ دل ناصبور ہو   معلوم یہ ہوا کہ بڑے بے شعور ہو
جبدم بہارِ گل کا جہان مین ظہور ہو   ٹوٹے وہ ہاتھ جو کہ گریبان سے دور ہو
عاشق نہ ہوجیے بت ہرجائی کے کبھی   کریے نہ ایسی بات کہ جسمین فتور ہو
سایہ فگن ہو سر پہ ہمارے وہ آفتاب   جسوقت اس جہان مین شور نشور ہو
آہِ شرر فشان کو نہ پوچھے مرے کبھی   شاخ چنار اسمین ہو یا نخل طور ہو
غیرون کے ہاتھ سے وہ حسین جام می پیئے   کیونکر کہون کہ حور سے ایسا قصور ہو
کیون بارِ عشق یار اُٹھاتے ہو تم دلا   شیشے کیطرح ایسا نہ ہو چور چور ہو
جسوقت یار سے مین ہوا طالبِ وفا   ہنسکر کہا کہ تم بھی بڑے بے شعور ہو
شرم و حیا کجا و کجا عشق و عاشقی   عاشق وہ ہے جو فہم و فراست سے دور ہو
ہون رند مجکو ناسخ منسوخ ایک ہے   قرآن کا حکم ہووے کہ حکم زبور ہو
اظہارِ عشق کرتے ہو قاتل سے کیون دلا   رستم ہو اپنے وقت کے واللہ سور ہو
اسکے لیے ہے عشرتِ بزم وصال یار   اے دل مٹے شباب کا جسکو سرور ہو
ہے منتھی دعا مری خالق سے پیش حشر
ہو پاس یار جام شراب طہور ہو

دنیا مین یہی چھوڑنا ہے غسس کو   اللہ کرے قطع کہین دست ہوس کو
دل دیتا ہون مین قامت دلدار کو اپنا   لٹکا تا ہون مین نخل محبت مین قفس کو
جیسا کہ یہ دل دام محبت مین پھنسا ہے   کم دیکھتا ہون مرغ گرفتار قفس کو
نکلے ہین خط و خال لب یار کے نزدیک   اللہ نے دیا شہد و شکر مور و مگس کو
دوڑاتی ہے یہ روح مری جسم کو ہر سو   اسوار اوڑاتا ہے زمانے مین فرس کو

زخم دلِ شیدا ہوا اچھا نہ مسیحا — خیاط ازل سے نہ سکا چاک قفس کو
رہتے تھے ہم آغوش جو انہین تو نسے — اس پیری کے آتے ہی ترستی نگہ مش کو
کب پیچ سے اس رشتۂ الفت کے چھٹونگا — تو ڑونگا نہ جب تک کہ مین اس تارِ نفس کو
بیماری الفت سے جو مین بچگیا ناصح — ٹلجاؤنگا ایکی کہین دو چار برس کو
دامن کا نشان ہی نہ گریبان کا پتا ہی — اے دستِ جنون مانتا ہون مین ترے بس کو
صیاد جو دیکھے مجھے الفت کی نظر سے — گلزار سے بہتر کہین سمجھون مین قفس کو
اے دل کبھی کھلنے کا نہین رازِ محبت — اس وقت مین دو ڑانہ طبیعت کے فرس کو

دل دیتا ہے اس طفل پریزاد کو ناداں
کیون منتہی شعلے سے بھڑاتا ہی خس کو

برق کا رتبہ ملا ہی مست چشم یار کو — دی ہے شمشیر برہنہ مردم میخوار کو
یادِ دندان مین دلا اشک رواں نے رات کو — میری آنکھوں نے گرایا ثابت و سیار کو
تا صحرا اپنا سمندِ عمر کھنتا ہے یہی — طے کرون گا ایکدم مین منزل دشوار کو
یہ مسلسل اشک گر پیدا کرے حسن قبول — اپنی آنکھوں پر سے وارون موتیوں کے ہار کو
اشک پر تاثیر کو کیونکر نہ رکھون مین عزیز — دوست تر رکھتا ہے انسان طفل برخوردار کو
حلقہ طاعت کا اس محبوب کے دیوانہ ہون — سبحہ کو مانے کوئی تو جی کوئی زنار کو
پھاڑ ہی ڈالو نگا مین اکدن نقاب روئے یار — پھینکدونگا کھود کر گلزار کی دیوار کو
تار باندھا ہے مرے اشک رواں نے جسکگھڑی — پانی پانی کر دیا ہے ابرِ دریا بار کو
سیلِ دریا ہے محبت ہے مرے طبعِ رواں — موجِ بحرِ حسن لکھون یار کی رفتار کو
مرگ عاشق سے نہایت شاد ہوتا ہی وہ شوخ — دل لگا کر خوب سنتا ہے وہ اس اخبار کو
صورتِ فرقت سے تسکین دلکو دیتا ہون مدام — یون بغل مین پاتا ہون مرغِ آتشخوار کو

دل مین جا دیتے ہو عشقِ گیسوی برہم کو
منتہی کیون پالتے ہو آستین مار کو

نام چاہت کا وہ لے جو کوئی سودائی ہو — عشق بازی وہ کرے جسکی قضا آئی ہو

جنس دل مانگتے ہو ہم سے بغیر از وصلت — مفت تب دین جو کمین ہمنے بڑی پائی ہو
صاف بن صورت آئینہ عزیز دل ہو — یار خود تجھین نظر آئے جو بینائی ہو
ناصحو فائدہ تمکو یہ رے سمجھانے سے — عاشقی تب کیجئے اگر دعوۂ دانائی ہو

گاہ بیگاہ فغان کرتے ہو کہتا ہو وہ شوخ
منتھی ایسا نہ ہو وے مری رسوائی ہو

نگہ یار کا اس دل مین اثر ہو کہ نہ ہو — تیر کا تودۂ خاکی مین گذر ہو کہ نہ ہو
شیخ جی بزم مین رندون کو برا کہتے ہو — یہ تو فرمائیے اس بات مین شر ہو کہ نہ ہو
مبتلا اسکے ہین پر بوئے وفا آئے نہ آئے — پرورش نخل کی کرتے ہین ثمر ہو کہ نہ ہو
پر لگا دیگا مرا شوق دلی او ناصح — اوڑکے جاؤنگا مین دیوار سے در ہو کہ نہ ہو
آہ دل داغ جگر ہو کہ نہ ہو عاشق ہین — ہم سپاہی تو ہین شمشیر و سپر ہو کہ نہ ہو
ہے فروغ رخ روشن سے مرا دل روشن — اُسسے کچھ کام نہین داغ جگر ہو کہ نہ ہو
مزرعۂ نظم سخن سلک جواہر ہے ہر اک — اس زمانی مین کوئی اہل نظر ہو کہ نہ ہو
فتنہ کی جا ہی ضرورت ہی بتون کے دلمین — جگر سنگ مین فرما و شرر ہو کہ نہ ہو
آہ سے عاشق جانباہ کی اشتباہ نہین — شیخ جی آپکا شملہ دم خر ہو کہ نہ ہو
رات دن نالہ جانکاہ کیا کرتا ہون — بیخبر دل کو ترے یار خبر ہو کہ نہ ہو
اہل دنیا پئے دنیا ئے دنی جا ئہ نہ جائے — بوم کا جنگل و ویران مین گذر ہو کہ نہ ہو
رکھتا ہون کوچۂ قاتل مین قدم بڑھ بڑھ کر — اسکے پروا نہین کچھ دوش پہ سر ہو کہ نہ ہو
جانتے ہون جگر و دل نہ اگر رتبۂ عشق — تن خاکی کو تری بار دو خر ہو کہ نہ ہو
شعر مین دست حنائی کی صفت لکھتا ہون — فکر رنگین سے مرا خون جگر ہو کہ نہ ہو
راہ باریک ہے اسد رہ ترے کوچے کی — آدمی کیا ہے ہوا کا بھی گذر ہو کہ نہ ہو

منتھی یار کے بیمار کا یہ عالم ہے
شب کو گویا نہ کٹے اور سحر ہو کہ نہ ہو

آہ کی طاقت دکھاؤن آسمان پیر کو — آزماؤن ایکدن اپنے ہوائی تیر کو

دشمنِ عاشق بنایا اُس بتِ بے پیر کو / آفرین صد آفرین ہے بانیٔ تقدیر کو
پیار کرتا ہون مین دل سے اُس بتِ بے پیر کو / توڑتا ہون سنگِ خارا سے مگر تقدیر کو
رام فقرون سے کیا اُس کا فریبِ پیر کو / آفرین صد آفرین کہنا مرے تقریر کو
دور سے دیکھا ہے شب کو خواب مین ماہِ تمام / کون سمجھے گا ہمارے خواب کی تعبیر کو
نامۂ اعمال دکھلائے گا ہر اک حشر مین / مین دکھاؤنگا تمہارے دیاند سے تصویر کو
صانعِ قدرت کی قدرت کا تماشا دیکھئے / مرتبے کیا کیا دئے ہین اس گلی تصویر کو
زخم کا تیغِ زبان کے بس ہے مشکل اندمال / چاہئے قبضے مین رکھنا اس گلی شمشیر کو
بچ نہین سکتا نگاہِ یار کا مارا ہوا / روکتا ہے کون دنیا مین قضا کے تیر کو
خاکساری سے درجہ ان کے ہوئین سرفراز / کون پہنچے گا زمانے مین مری توقیر کو
خلد سے مجکو نکلوا کر کیا خانہ خراب / حضرتِ آدم نے پہنوایا مری جاگیر کو
پہلے کیا کیا کی لگاوٹ پہانسنے کو دل مرا / کیسی کیسی سحر سازی کی مری تسخیر کو

منتہی انسانِ بے جوہر کو کیا پوچھے کوئی
کیا کرے لیکر کوئی بے باڑھ کی شمشیر کو

ہستی کے حوادث نے دئے رنج جو ہمکو / بھولے سے بھی بھولے نہ کبھی ملکِ عدم کو
دل دوڑ رہا ہے کمرِ یار کی جانب / خیمہ مرا نکلا ہے مین جاتا ہون عدم کو
جب عارضی اسبابِ تعلق نظر آیا / مُنہ پھیر کے دیکھا نہ کبھی جاہ و حشم کو
رندونکو نظر آئے رُخِ پیرِ خرابات / اربابِ ہمم دیکھ لین اصحابِ کرم کو
تا عالمِ نیرنگ کا نقشہ نظر آئے / ساقی تو مئے ناب سے بھر ساغرِ جم کو
کیا وامق و منصور ہوئے ملکے سرافراز / مین ڈھونڈتا ہی رہ گیا اصحابِ کرم کو
دھو جائیگا یہ دفترِ اعمال ہمارا / دکھلائینگے محشر مین اگر دیدۂ نم کو
دنیا کے عوض دین کو دین شاہ زمانہ / زلفِ شبِ دیجور کرین زلفِ علم کو
دنیا کی ہوس کسلئے ہو مضطر مجھے ورنہ / سچ جانتا ہون یار ترے قول و قسم کو
ہات آیا ہے جبسے مرے ملکِ قناعت / مستغنی ہوا ہون وہ داغ سمجھتا ہون درم کو

کونین کے احوال سے آگاہ ہے بندہ — مین خوب سمجھتا ہون حدوث اور قدم کو
جبدن سے ہوا صبر و توکل کا سہارا — کشکول گدا جانتا ہون ساغرِ جم کو
منھہ پھیرا نہ تا زیست کبھی عشق بتان سے
مین جانتا ہون منتھی پیارے تیرے دم کو

قلقلِ مینا ہو بزمِ یار ہو — زمزمہ بلبل کا ہو گلزار ہو
باغ ہو وے مجبا اک میخوار ہو — دورِ ساغر ہو بغل مین یار ہو
قوم کا نداف یا عطار ہو — ہے بڑا اشراف گر زردار ہو
پھر رہے پردہ دوی کا کیا بھلا — گرمیٔ وحدت سے تو سرشار ہو
دیکھین کس سے لگ چلے رشکِ چمن — دیکھئے کس کے گلے کا ہار ہو
چٹ کیا فرہاد کو منصور کو — حضرتِ عشق ایک آدم خوار ہو
تنگ چشمی یار کی دیکھو اگر — تیغ جی جینا تمہین دشوار ہو
جوہر ہمت دکھانا اسگھڑی — یار جب کھنچے ہوئے تلوار ہو
مردِ مفلس عشق بازی جب کیے — بیٹھے بٹھلا سے ذلیل و خوار ہو
اُسکے لچھن ہین خرابی کے ولا — جسکو اس دنیا مین ننگ و عار ہو
مرتے پھرتے ہو حسینون پر عبث — حضرتِ دل کیا ہے خوش کردار ہو
عشقبازون مین اُسے کوہی فراغ — جسکے دل پر زخمِ دامن دار ہو
پھاڑ کر جیب و گریبان آجکل
منتھی بیٹھے ہوئے بیکار ہو

پھونک دی گر آتشِ گل خانہ صیاد کو — سیرِ گلشن ہو مبارک بلبلِ ناشاد کو
کس نے آرائش سکھائے اُس ستم ایجاد کو — دہر مین کس نے جمایا ظلم کی بنیاد کو
صاف آئینہ بنا خنجر بنے تیغین بنین — صانعِ قدرت نے کیا جوہر دئیے فولاد کو
کون مجبورا زل کو شاد وصلت مین کرے — روشنی دیگا کون نابینائے مادر زاد کو

پر غلط ہین شاہ اہل کار ہین غافل تمام — کون بیکس کی زمانی مین سُنے فریاد کو
خوب دیکھی کارسازی تیری ای نیرنگ ساز — خوب دیکھا ہمنے تیرے عالم ایجاد کو
نفس امارہ کو اپنے قتل کرتا چین ہو — بیٹھہ راحت سے جہان مین مار کر جلاد کو
پھلوئے خسرو مین شیرین کو نہایت چین ہے — ہو مبارک مژدۂ خوابِ عدم فرہاد کو
خسرو گل آئے ہین باد بہاری پر سوار — نغمہ زن ہے باغ مین بلبل مبارکباد کو
ہوگئی پنہان بہار حسن اُس مغرور کی — کر دیا نظرو قسے غائب گلشن شداد کو
ہمت عالی خدا نے مجکو بخشی ہے کمال — اسلیئے تکلیف مین دیتا نہین اُستاد کو
کیا چمن مین پھر ہوا باد بہاری کا گذر — ڈھونڈتے ہین یار سیر یو اسطے فصاد کو
نغمۂ بلبل اگر سننا ہے تجکو باغبان — چھوڑ جا چھانے ندینا باغ مین صیاد کو
نخل بندِ باغِ عالم صانعِ روزِ ازل — آفرین صد آفرین کہئے تیرے اُستاد کو

جامِ مے ہو یار ہو پھلو مین فرشِ خاک ہو
اور پھر کیا چاہئے اس منتقی آزاد کو

آزمانا ہے مجھے کارِ ستم ایجاد کو — دیکھنا ہے چلکے اکدن جوہرِ فولاد کو
صید وہ ہون صیدگاہِ عالمِ ایجاد مین — ڈھونڈھتا پھرتا ہون ہردم آپ مین صیاد کو
بے اُٹھائے رنج کب ہوتا ہے کوئی سرفراز — دی شہادت جان شیرین کے عوض فرہاد کو
زیب قد دیکھے جو گیسو اُس بتِ پرپیچ کا — بار ہووے اپنا طرہ قامتِ شمشاد کو
کارزارِ جنگ حسن و عشق یہان درپیش ہے — ہمت عالی پہنچ جلدی مری امداد کو
داغ آتش خوردہ دل مین ہے میری عشق کا — صورتِ خاشاک پھونکے کورۂ حداد کو
پختہ مغزان جنون کے خون لینے کی ہے فکر — فصد کی حاجت ہوئے ہے اندنون فصاد کو
قتل کرکے عاشق دیوانہ بیجرم کو — کر دیا آزاد تونے بندۂ آزاد کو
سبزۂ خط دیکھین گر نیرنگ حسن یار کا — عیشمہ ارژنگ بھولے مانی و بہزاد کو
دور ہے گردون کا مین دل سے ہوا جو صبر کر — پھینکدونگا کھود کر مین ظلم کی بنیاد کو
عشق نے کیسا کیا تارون کو پیوند زمین — دیکھنے ہرگز ندی سیرِ ارم شداد کو

فصل گل آئی ہو گلشن مین لیے جام شراب
ڈھونڈھتو ہین رندی آشام سب زہاد کو
رندی آشام کو ناصح یہ کہتا ہے برا
اندنون مستی چڑھی ہے کسقدر زہاد کو
اوڑ گئے مرغ چمن سب گل کنارا کر گئے
جان کے لالے پڑے ہے اندنون صیاد کو
دل نہین قابو مین اُس سفاک کا ہمنے کہا
سر کیا ہے آج ہمنے قلعۂ فولاد کو

کس لئے کوئے توکل سے اُٹھاتا ہے قدم
منعمی کیون بھولتا ہے تو خدا کی یاد کو

زہرا پانی جگر لہو ہو
رستم گر اپنے رو برو ہو
پوری مری دل کی آرزو ہو
اِس منزلِ دل مین یار تو ہو
گریان وہ مثال آبجو ہو
جس دل کو نہ تیری جستجو ہو
شرمائے غرورِ حسن تیرا
آئینہ کبھی جو روبرو ہو
موسم مین گل کی آرزو ہر
ہم رند ہون بیعت سبو ہو
کیون مرغ سحر سحر کو بولا
ہو کند چھری ترا گلو ہو
نالہ کرون گر مین کھولکر دل
گلزار برنگِ دشتِ ہو ہو
بھر کر دیا جام مے چمن مین
ساقی دنیا ہوا ور تو ہو
دشمن ہے یار نا موافق
کیسا ہی حسین خوبرو ہو
دے پیرِ مغان جو مے کا ساغر
رندون مین ہمارے آبرو ہو
مانند مہر و مہ شب و روز
دلکو میرے تیری جستجو ہو
ہم نرگسی چشم کے ہون بیمار
دشمن کیسا ہی زرد رو ہو
تو شاہ ہے مین گدا ہون پیارے
کیونکر مرے ترے گفتگو ہو
صد چاک ہے اپنا جامۂ تن
کس جا بخیہ کہان رفو ہو
یہ کہتا ہے میکشون کو شیخ
برباد نہ تیری آبرو ہو
تو ہمکو پری سے ہے زیادہ
معشوق ہے وہ جو خوبرو ہو
گردستِ حنائی اُسکے دیکھے
حسرت سے دل عدو لہو ہو

اے منتھی ابر ہو چمن ہو
معشوق ہو اور آبجو ہو

چھپین گے لعلِ بدخشان نہ تری لعلونکو
مہر و مہ چھپو نہین جا بین گے تری گالونکو

روندنا خوب نہین جانکے پامالونکو
لوگ اچھا نہین کہتے ہین بُری چالونکو

صدمۂ دردِ جدائی سے جو کچھ ہین واقف
گوشِ دل سے وہی سنتے ہین مری نالونکو

کرم و جود سے جو دل کے ہے مملو منعم
گر دکر دیکا وہ دنیا کے دہرم سالونکو

کوچۂ قاتلِ عالم سے صدا آتی ہے
گورکن تھک گئے فرصت نہین غسالونکو

عشق کا بار نہ بندہ سے کبھی اُٹھے گا
کام یہ دیجئے بیگار کے حمالونکو

لیس ہے آج مری آہ کا تیر بیداد
فلک اللہ بچا لیوے تری ڈھالونکو

مارِ گیسو نہین رخ پر ترے لہراتے ہین
باغ مین پھرتے ہین صیّاد لئے جالونکو

عشق اُن گیسوؤن کا رکھتا ہی دلمین محق
آستین مین تو عبث پالتا ہے کالونکو

واعظو نسے نہین ملتا نہین ہے کبھی
جانتا مین نہین اِن پیچ کے دلالونکو

جگر و دل کو مرے کس نے ہلا یا یارب
کس نے بیچین کیا گودیون کے پالونکو

جو کہ خود رفتۂ عشق سے رہتے ہین مدام
رند کہتے ہین دلا ایسے ہی متوالونکو

سنبلہ گردشِ گردون مین ہی تا بہ ابد
دیکھ لے اُسکے اگر سر پہ کھلے بالونکو

رشک سے ہوئین ستارے صفتِ چشمِ زحل
دیکھ لیوین رخِ محبوب کے گر خالونکو

مارِ گیسو نہ ہٹا تو رخِ زیبا سے کبھی
نہ اُٹھا یار مرے گنج کے رکھوالونکو

پھر عبث درپئے دنیائے دنی ہوتا ہی
منتھی ہان کہا چھوڑ دے ان جالونکو

ہائے ہوئر

عشقِ انسان ہی یا بلا ہے یہ
مین سمجھتا نہین کہ کیا ہے یہ

قتلِ عشاق پر نہ باندہ کمر
کام اچھا نہین بُرا ہے یہ

مری آہ و فغان کو سنکے کہا
دردِ فرقت کا مبتلا ہے یہ

نیک و بد جو کہ آپ کہتی ہین
نہین بیجا بہت بجا ہے یہ

اپنا گرد ہوس سے پاک ہے دل | آئینہ سے سوا صفا ہے یہ
آدمی زاد وہ ہے جو وارفتہ | بخدا قید سے رہا ہے یہ
گردش دہر در پے دانا | صفتِ سنگِ آسیا ہے یہ
بے خطا اس جہان سے اوٹھون | اپنے اللہ سے دعا ہے یہ
تیز خنجر اوٹھا کے کہتے ہین | منتہی تیری انتہا ہے یہ

ولہ

دل نہین قابلِ جفا ہے یہ | طفل ہے یار بے خطا ہے یہ
خون بہا کر وہ میرا کہتے ہین | عشق بازونکا خون بہا ہے یہ
ہاتھ مین لیکے دیکھ تو دل کو | آئینہ سے کہین صفا ہے یہ
جامۂ گل جو ٹکڑے ٹکڑے ہے | کس کی اوتری ہوئی قبا ہے یہ
میرے رونے پہ غیر ہنستے ہین | طرفہ بازار ماجرا ہے یہ
آبِ شمشیر کل دکھا کے کہا | مرضِ عشق کی دوا ہے یہ
قیصر روم کا نہ پوچھو حال | یار کے در کا اک گدا ہے یہ
عشق بازی کو میری سنکر کہا | زیست سے اپنی کیون خفا ہے یہ
قتلِ عشاق بے گناہ نہ کر | دیکھ ظالم بہت برا ہے یہ
نالۂ دل مین گو نہین آواز | یاد رکھ تیر بے صدا ہے یہ
کر بھلا ہو ئیگا بھلا تیرا | ہم فقیرون کی اک صدا ہے یہ
آمد و شد کے دم کو کیا کہیئے | کس کی باندھی ہوئی ہوا ہے یہ
گلِ تر مردہ دیکھکر بولا | کسی بلبل کا دل جلا ہے یہ
دل جو بھرتا ہے میرا ٹھنڈی سانس | چمنِ عشق کی صبا ہے یہ
نالۂ دل کو میرے کم نہ سمجھ | اے صنم غیب کی صدا ہے یہ
رکھکے خنجر گلے پہ کہتا ہے | مرضِ عشق کے شفا ہے یہ
اشتیاق صنم مین تڑپانا | عشق کا خاص مدعا ہے یہ

جب سے بنت العنب سے صحبت ہے ‏ رند کہتے ہین پارسا ہے یہ
ہنسا جان کر مجھے اپنا ‏ بولا ہان قابلِ جفا ہے یہ
ٹھنڈی آہین مری نہین تو کہا ‏ دیکھو لو دامن صبا ہے یہ
جسکو کہتے ہین دردِ فرقتِ یار ‏ میرا مدت کا آشنا ہے یہ
نہ چھپینگے نہین مرے دل مین ‏ صورتِ آئینہ صفا ہے یہ
بحرِ ہستی مین بشکل موج و حباب ‏ آدمی زاد کی بقا ہے یہ
نمکین حسن زخمِ دل پہ مرے ‏ ہے نمک پاش کیا مزا ہے یہ
منتقی دخترِ رز پہ مرتا ہے
بزمِ رندان مین پارسا ہے یہ

سودا ہے زلفِ یار کا یون اپنے سر کے ساتھ ‏ داغِ جگر ہے جیسے ازل سے قمر کے ساتھ
پنہان ہوا نظر سے وہ نورِ فجر کے ساتھ ‏ اندھیر چھا گیا یہان نورِ سحر کے ساتھ
حرص و ہوا جو منزلِ دل مین مقیم ہے ‏ سو آفتین لگے ہوئے ہین ایک سر کے ساتھ
جائیگا صبحدم مرے پہلو سے ماہ وش ‏ میرا چراغ زیست بجھیگا سحر کے ساتھ
ہمسائہ یار ہونا ہے ہمسائیگا ضرور ‏ رہتی دگی میری دل کی جگر کے ساتھ
ہوش و حواس اوڑتے ہین پیری کے ہاتھ سے ‏ افسوس چھوٹتے ہین مرے عمر بھر کے ساتھ
موئے سفید دیکھتے ہی دم نکل گیا ‏ کیسے اوڑے حواس مرے اس خبر کے ساتھ
وہ بات کیجئے جو پذیرا ہو یار کو ‏ وہ آہ کھینچئے کہ جو نکلے اثر کے ساتھ
کہتا ہے شوقِ دل مرا مجھسے یہ باربار ‏ خط کے عوض تو آپ ہی چل نامہ بر کے ساتھ
ہر داغ عشق یون دلِ جانباز کو عزیز ‏ تیغ و سپر ہو جیسے سپاہی کے سر کے ساتھ
پہنچے نہ میگسار کبھی پاس شیخ کے ‏ اہلِ ہنر رہے نہ کبھی بے ہنر کے ساتھ

ولہ

دیکھ کر رکھا جو مجکو اسنے منھ پر آئینہ ‏ ہو گیا حق مین مرے سدِ سکندر آئینہ
میرے کہنے سے ہوا کب مجھسے دلبر آئینہ ‏ ہوئیگا اصلاح سے کس طرح پتھر آئینہ

ایک بوسہ جو دیا تھا عارضِ گلرنگ کا
دیکھتا ہے منھ کو سو سو بار لیکر آئینہ

پھر پھراتا لوٹتا دم توڑتا بے اختیار
حال میرا اسپہ کرتا ہون کبوتر آئینہ

سادہ لوحی اسکی کچھ دلکو پسند آتی نہین
ہر کس و ناکس کے منھ چڑھتا ہو دنبھر آئینہ

روبرو ہوتی ہے میرے ڈال لے منھ پر نقاب
سخت حیران ہون چھپا کیون منھ دکھا کر آئینہ

ہو عزیز دل صفا سے ظاہر و باطن دلا
ورنہ وہ قیمت کہان جب ہو مکدر آئینہ

عکس افگن جب ہوا اُسمین رخ رنگین یار
ہو گیا بیساختہ پھولون کی چادر آئینہ

ہو گئے اکبار خود سر دیکھکر ظالم حسین
کیا غضب ڈھایا بنا کر او سکندر آئینہ

جلوۂ حسن صنم آتا نہین دل مین مرے
میرے گھر سے رہتا ہے باہر ہی باہر آئینہ

کھو دیا اُسکا فروغِ حُسن خط و خال نے
روشنی جاتی رہی لایا جو جوہر آئینہ

مانعِ نظارہ ہوتا ہو یہ اکثر سنگدل
توڑ ہی ڈالون گا مین اکدن منگا کر آئینہ

دل لگا کر بے مروت یار سے خجلت ہوئی
کیا ہی پچھتاتا ہون اس بدخو کو دیکر آئینہ

شیفتہ شاید ہوا ہے شوخ اپنے حسن کا
ہاتھ سے چھٹتا نہین اُس مہ کے دم بھر آئینہ

کونسے دل مین نہین جلوہ تمھارے حسن کا
ایک جا رہتا نہین رہتا ہو گھر گھر آئینہ

غرض حاجت کی نہین کچھ اُس سے ہرگز منتقی
حال دل روشن ہو میرا یار پر ہر آئینہ

کہتا ہو میرے پیام وصل پر جانانہ یہ
فصد لو اسکی ہوا ہو آجکل دیوانہ یہ

پرسون ہی سے دل ہو شیدا نورِ حسنِ یار کا
مدتون سے ہی چراغِ طور کا پروانہ یہ

حسن کی دولت ملی تجکو مجھے فردِ عمل
وہ تری جاگیر ہے پیارے مرا پروانہ یہ

اُنکو بخشش کا بھروسہ انکو طاعت کا گھمنڈ
عادتِ زاہد وہ ہے خصلتِ رندانہ یہ

ساقی بدمست کی اُلفت کو دل بھی چاہیے
وہ مئے پر شور اسکے واسطے پیمانہ یہ

خالِ روے یار کی دل مین جگہ ہووے ضرور
ناصحا اس کشت کی خاطر ہو زیبا دانہ یہ

بود و باش آدم خاکی بیان مین کیا کرون
ہو مگر باغِ جہان مین سبزۂ بیگانہ یہ

دور دورِ جام مینا کب سے ہو اس دہر مین
مدتون سے ساقیا آباد ہے میخانہ یہ

عاشقِ مفلس کے گھر آتا ہے یارِ سیمبر قدرت اللہ ایسا گنج وہ ویرانہ یہہ
اس مسیحا کے رخِ روشن کا دل شیدا ہوا بنگیا آخر چراغِ طور کا پروانہ یہہ
لے دل صد چاک کو میری جو ہووے کچھہ شعور ایسی زلفون کے لئے زیبا ہی بیارہ شانہ یہہ
مین کہان سیح ہی کہان ملکِ دکن کی سیر ز کہنچکر لایا ہے اس بستی مین آب و دانہ یہہ
ہو گیا زاہد فروغِ اہلِ دنیا کا مرید بنگیا آخر چراغِ غول کا پروانہ یہہ

تیغِ الفت سے نہ منہہ کو موڑنا او منصفی
کہتے ہین ہم سے ہمارہ ہمتِ مردانہ یہہ

گر زیست مین تقدیر نہ دکھلائے مدینہ یہہ روح پکاریگی مری ہائے مدینہ
ہی ساغرِ جم لالۂ حمرائے مدینہ سروِ چمنِ خلد ہے مینائے مدینہ
ہو جائیگا اک روز وہی شمعِ ہدایت جس دل مین ہے داغِ سرِ سودائے مدینہ
یارب مری مٹی کہین لگ جائے ٹھکانے ہو جاؤن مین خاکِ رہِ صحرائے مدینہ
بو پائیگا وہ سنبلِ فردوسِ برین کی سونگھے کوئی زلفِ شبِ یلدائے مدینہ

ولہ

یاد ہی روزِ ازل اسنے کہا کیا کیا کچھہ بر خلاف اسکے یہان تونے کیا کیا کیا کچھہ
حور دی خلد دیا قصر دیا رہنے کو مجھہ گنہگار کو خالق نے دیا کیا کیا کچھہ
سالہا سال بہارِ چمنِ عالم نے رنگ دکھلائے ہین ہمکو بخدا کیا کیا کچھہ
گہ خزان آئی گلستان مین کبھی بادِ بہار سامنے آنکھون کے نبدے کے ہوا کیا کیا کچھہ
تہمتِ جرم و خطا حرص و ہوا غفلتِ دل ہمنے بازار سے ہستی کے لیا کیا کیا کچھہ
آسمان مہر فلک روئے زمین عرش برین پیشتر اس سے خدا جانے ہوا کیا کیا کچھہ
بابِ فردوس ہو در روضۂ رضوان راہ بند ان آنکھون کے ہوتے ہی کھلا کیا کیا کچھہ
نزع کے وقت مین پوچھونگا کسی منعم سے ساتھہ کیا اپنے لیا اور رہا کیا کیا کچھہ
وقتِ دل جانے کے ہرگز نہ خبردار کیا اب سجھاتی ہی مجھے فکر رسا کیا کیا کچھہ
شدتِ رنج والم صدمۂ دل سوزِ جگر فرقتِ یار مین مجھپر نہ ہوا کیا کیا کچھہ

دیر کو پوجا حرم کو کئے گاہے سجدے | کر لیا زیست مین بیجا و بجا کیا کیا کچھ
جو تلافی نہ ہو محشر مین عجب ہے اسکا | خود رہین معقول کہ یہان ہمنے کیا کیا کچھ
گوش پر جام کے منہ رات کو رکھکر اپنا | کس کو معلوم ہے شیشے نے کہا کیا کیا کچھ
داغِ دل خون جگر آتش غم دردِ فراق | ہمکو بھی عشق کی دولت سے ملا کیا کیا کچھ

منتہی زورِ بدن قوت دل چالاکی
اک آنے سے ضعیفی کے گیا کیا کیا کچھ

نالہ جب بے درد ہو وقتِ سحر کیا فائدہ | کھینچا فرقت مین آہ بے اثر کیا فائدہ
جب بہارِ گلشنِ عالم مین ہووی تازگی | مرغِ دل پھاندے اگر بے بال و پر کیا فائدہ
سایۂ زلف پر پرورش ستے ہین باطن مین ورد | ظاہرا ہین لوگ دیوانے اگر کیا فائدہ
میری گردش کے مقابل کس طرح ہوون الفلک | روز و شب پھرتے ہین یہ شمس و قمر کیا فائدہ
جان جائے عشق جانان مین تو کچھ نقصان نہین | شوق دنیا مین اگر تڑپے جگر کیا فائدہ
عشق جسکے ساتھ ہو موت اسکو خوب ہے | نیک جب صحبت نہو کرنا سفر کیا فائدہ
بزم عالم مین بہت ہوشیار رہنا ہیکشو | بادۂ غفلت سے رہنا بے خبر کیا فائدہ

دل لگا اہل وفا سے تا کبھی نقصان نہو
بیوفا کی دوستی سے اے بشر کیا فائدہ

ردیف یائے

تیغِ سفاک دکھاوی تو شجاعت اپنی | کبھی قاصر نہین ہونیکی یہ ہمت اپنی
یا یہ سمجھو تھے جیسے ہو گیا عیار افسوس | اسمین دم مارنیکی جا نہین قسمت اپنی
سامنا رہتا ہے ہر وقت شبِ فرقت کا | شکل دکھلاتی ہے ہر روز قیامت اپنی
دل و جان ہنکو تیار رہین ہوجاتا ہو | اک زمانے سے نرالی ہے سخاوت اپنی
عشق بازی کی ہے جو ہے جینو کو نہین | مفت برباد ہوئی جاتی ہے دولت اپنی
خار صحرا کے دکھاتے ہے گلشن کی بہار | دیکھیے لیکے کدہر جاتی ہے وحشت اپنی
صحبت غیر کا اقرار کرے وہ کیونکر | کوئی انسان بھی بیان کرتا ہے ذلت اپنی

جاہ گر تجکو صنم زیست سے بیزار ہوئی / ہو گئی دشمن جان اپنی مروت اپنی

جسکو جی چاہا اُسے چاہا دیا دل اپنا / اسمین کیا خوف کسیکا یہ عنایت اپنی

ای بت اللہ سے فریاد کرینگے اکدن / دور پہونچی گی مریجان شکایت اپنی

بہکا ہی جاتا ہے دل فصل بہار آئی ہے / نکلی ہی جاتی ہے ہاتونسے طبیعت اپنی

نالہ تا زیست فلک سیر رہیگا اپنا / منہہ نہ پستی کا کبھی دیکھی گی ہمت اپنی

خط کے آنے پہ سنو گے مرا حرف مطلب / آپ کھل جائیگی صاحب پہ حقیقت اپنی

ان حسینون کی محبت کا نہ باور کرنا / ہے سراک پیر و جوان کو یہ نصیحت اپنی

کس کو منظور مداوا ہی تب ہجر نہین
منتہی کون نہین چاہتا صحبت اپنی

عاشق کی باتون کو صاحب فقرا سمجھے یا دم سمجھے / پہلو مین بٹھا کر غیرون کو مانند نفس ہمدم سمجھے

صادق کو تم فاسق سمجھو اکثر کو صاحب سہم سمجھو / دریا کو تم قطرہ سمجھے قطرے کو مثل یم سمجھے

گردش مین جو گردون دیکھا جانا عاشق ہے اُس مہ کا / خورشید کو داغ دل اسکا زہرا کو چشم نم سمجھے

جسدم کہ مسلخ کو دیکھا جاتا ہے گذرگاہ عاشق / جس جا یہ نقش جب پایا اُس یار کا ہم مقدم سمجھے

عکس نیرنگی حسن صنم اسمین جو پڑا منعکس ہم / اس ظرف گلی دلکو اپنے مانند جام جم سمجھے

ہم سے عاشق مفلس کی ہستی لین جا سو غیر کو دی / محرم کو نامحرم سمجھے نامحرم کو محرم سمجھے

لاشے کو مرے اُٹھنے نہ دیا ناصح اسکا یہ باعث تھا / اُنکو جو گمان پیدا آیا یہ بھی ہیراک دم سمجھے

دریائے راز محبت کو سیلاب صفت ہر در کا کیا / جو خالق مالک ہے میرا تجھسے او چشم نم سمجھے

آئینہ دل کو صاف کیا مدت مین ہم نے دقت سے / صورت تیری او ماہ لقا ہم پیش نظر ہر دم سمجھے

جو راز محبت عاشق نے معشوق سے تنہائی مین کہا / وہ ہی مجرد وہ ہی بوجھے کب تم سمجھے کب ہم سمجھے

گر دور دیا مینا کا ساقی چلو مین میرے محفل مین / شائق تھے ہم اُسکے ایسے زخم دل کا مرہم سمجھے

پابند ہون غم فرقت کا محروم ہون وصلت کی شب کا / غم دوست ہون روز مولد کا کوئی نہ مجھکو کیونکر ہم سمجھے

اے منتہی نام وصلت سے تیور اُنکے کیسے بگڑے ہیں / وہ عین خوشی کی باتونسے بیزار ہوئے کیا غم سمجھے

عیسیٰ وقت سے لڑائی ہے　　اے اجل کیا تری بن آئی ہے
سرمہ چشم نے تیرے پیارے　　کیا مجھے دور کی سجھائی ہے
مہ جو پھرتا ہے دربدر شب کو　　چرخ کا کاسۂ گدائی ہے
شاہ مانگے خراج پرجا سے　　یہ بھی اک طور کی گدائی ہے
جسکو کہتے ہین یار تیغ فراق　　ہم سے مدت سے آشنائی ہے
چشم باطن سے دیکھ او ناداں　　اسکی ہر رنگ مین سمائی ہے
اسکی تیغ نگاہ ہے ترچھی　　کسی عاشق کی موت آئی ہے
بھیجتا ہون اسے پیام وصال　　یہ بھی اک قسمت آزمائی ہے
چھپکے آئیگا یار پردہ نشین　　منزل دل مین گر صفائی ہے
ہینسے عاشق سے پردۂ عصمت　　طرفہ صاحب کی پارسائی ہے
آتش گل سے بار تا ہم نے　　بطِ مے بھون کھائی ہے
قفس تن شا یا پیری نے　　روح کو مژدہ رہائی ہے
یار آتا ہو یار آتا ہے　　کس نے جھوٹی خبر اوڑائی ہے
ان بتون نے کھونگا حشر کے دن　　نے اجل مارا ہے دہائی ہے
سوتے ہین زیر خاک شاہ و گدا　　بوریا ہے نہ چارپائی ہے
تیرے سوتے ہین رہروان عدم　　کیسی غفلت کی نیند آئی ہے
تنگ دل کیون نہ ہو مین اہل سخن　　قید بلبل کی خوش نوائی ہے
دیکھکر اسکو آپ مین رہنا　　یہ بھی اک عالم جدائی ہے

منتھی جاتے ہوے دنیا سے
دل مین صاحب کے کیا سمائی ہے

جوانی کی حالت گذر جائیگی　　چڑھی ہے جو سر پر اتر جائیگی
جدھر کو مری چشم تر جائیگی　　ادھر کام دریا کا کر جائیگی
زمانے کی ایذا کا شکوہ نکر　　گذرتے گذرتے گذر جائیگی

کھلے گا تجھے عشق بازی کا حال
یہ حرص و ہوا جبکہ مر جائیگی

مرے جسم خاکی سے ہوکے جدا
یہ روح رواں پھر کدھر جائیگی

مرے نغموں سے عندلیب چمن
کہاں اوڑکے تو مشت پر جائیگی

توجہ تری او بت بیوفا
مرا کام آخر کو کر جائیگی

بہار چمن جبکہ ہوگی خزاں
مری وحشت دل کدھر جائیگی

اگر جذبۂ دل پہ قابو رہا
شب وصل کی پھر ٹھہر جائیگی

کھنچی ہے جو تیغ محبت دلا
یہی ایکدن تیرے سر جائیگی

چڑھی ہوگی کچے گھڑے کی جسے
اترتے اترتے اتر جائیگی

قمار محبت میں گر آہ کی
یہ جیتی ہوئی بازی ہر جائیگی

مری مرگ ایسی ہے اے متقی
کہ جسکی عدم تک خبر جائیگی

عالم ہستی کا یارب کچھ عجب انداز ہے
یہ نہیں معلوم تیرا راز ہے یا ناز ہے

کھائے جاتا ہے اسے ہر وقت عشق جانگداز
مرغ دل پہلو میں ہے یا طعمۂ شہباز ہے

دار فانی میں ہوا کہہ کے حق وہ حق شناس
عشقبازوں میں گر منصور بھی ممتاز ہے

راستی پر اہل دنیا کی نہ جا ہرگز دلا
زور کا پتلا ہے یہ عالم سراپا آز ہے

ہے کہیں عاشق کہیں معشوق انکا رند پاک
ناز کا تیری ہر اکجا پر نیا انداز ہے

مہر و مہ گل تکیہ ہیں جس بار عالی جاہ کو
چرخ اطلس بھی اسیکا فرش پا انداز ہے

گاہ باتیں رنج کی کرتا ہے گاہی عیش کی
یہ نہیں معلوم مجکو سوز ہے یا ساز ہے

فقرے دیتا رہتا ہے وہم و گماں کے روز و شب
نفس امارہ مرے پہلو میں اک غماز ہے

بچ نہیں سکتا ہے دل تیر نگہ سے ناصحو
دیدۂ جاناں ہے یا کوئی قدر انداز ہے

سیر گل ہووے مبارک باغبان اسکو مدام
جسکو گلزار جہاں میں طاقت پرواز ہے

ڈالتا ہے دل میں انکے وسوسے کیا عمر بھر
خانۂ اللہ میں شیطان خلل انداز ہے

آہ نے مجکو کرایا دل سے اٹھ محبوب کے
فرد قسمت کی مگر اپنے قلم انداز ہے

عجز میرا جبکہ قاصد سے سنا اُسنے کہا
اُسکے باتون پر نجانا منتہی دہباز ہے

دل تو طرفِ دیر و حرم کیون نگران ہے
معلوم نہین یہ وہ گرفتار کہان ہے

رندانِ قدح خوار کی گویا رگِ جان ہے
موجِ مئے گلرنگ جو شیشہ کی زبان ہے

منصور سے صادق کو سرِ دار پہ رکھا
نافہم نہ سمجھے کہ یہ عاشق کا نشان ہے

اے دل نہ ذرا عشرتِ دنیا پہ خوشی ہو
یہ سود وہ ہے جسمین کہ آخر کو زیان ہے

تم ڈھونڈتی پھرتے ہو جسے شیخ و برہمن
پہلو مین مرے روز ازل سے وہ نہان ہے

مین وصف کرون کیا تری ابرو و مژہ کا
بے پر کا ہے وہ تیر یہ بے چلہ کمان ہے

دیتا ہے مجھے حکم جو تو ضبطِ فغان کا
ظالم مرے قابو مین دلِ زار کہان ہے

دیکھونگا حسینون کو کرونگا صفت انکی
آنکھون مین بصارت مری قابو مین زبان ہے

میخانہ تو ہے رند خرابات کا مسکن
جنت جسے کہتے ہین وہ عاشق کا مکان ہے

وان صدمۂ محشر ہی یہان ہجر کا کھٹکا
راحت ترے بندیکو یہان ہے نہ وہان ہے

ابتک وہی سودا ہے سرِ زلفِ بتان کا
ہون پیر نود سالہ مگر طبع جوان ہے

اے بادِ صبا کہتو یہ مرغانِ چمن سے
گلشن مین بڑی اپنی بھی بلبل کی زبان ہے

اے منتہی پھر تجکو سرافراز کریگی کون
ہو وے جو سخن سنج وہ سردار کہان ہے

ولہ

یون دل نثار روئے بتِ شوخ و شنگ ہے
قربان جیسے شمع کے اوپر پتنگ ہے

زیبائش جہان سے مجھے ایسا ننگ ہے
تربت پہ گل نہین مری چھاتی پہ سنگ ہے

مسکن جنونِ عشق کا صحرا ازل سے ہے
اس وحشتِ ہولناک کا بندہ پلنگ ہے

دریائے غمِ عشق کا غواص ہون بڑا
اُس بحر بیکران کا یہ عاصی نہنگ ہے

کرکے خضاب پیتا ہے جامِ شرابِ سرخ
اے شیخ بیحیا تری ڈاڑھی پہ رنگ ہے

باتون مین کس طرح سے حسین چھینتے ہین دل
حیران ہون بحال مری عقل دنگ ہے

دل مین ہے مین نے ہزار آرزو کو قتل
کہتے ہین مجکو یار بڑا نا تہ خنگ ہے

چین جبین نہین ہے بتِ سحر حسن کی
مین جانتا ہون موجۂ دریائے گنگ ہے

کیا حال اپنے اس دل پرداغ کا کہون
چیتا نہ شیر ہے نہ یہ ظالم پلنگ ہے
سردی ہے چاندنی کی طپش روز حشر کی
بی یار یہ پلنگ مثال پلنگ ہے
رہتی ہے دیکھہ بھال جو ہر سمت ناصحو
باقی مئے شباب کی ابتک اُمنگ ہے

مشتی نہین ہے خواہش دل اُسکی منتہی
یہ نفس ہیچیا ترے ہاتھونسے تنگ ہے

پھر کہین دل یہ گرفتار ہوا چاہتا ہے
پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے
پھر جنون دلکا طلبگار ہوا چاہتا ہے
کیا یہ سودا سر بازار ہوا چاہتا ہے
دل خوشی رہتا ہے پھلو مین طبیعت ہے شاد
یار کیا کوئی وفادار ہوا چاہتا ہے
آئینہ رویونکی رہتی ہے تلاش اسدل کو
کس کا یہ طالب دیدار ہوا چاہتا ہے
آئینہ دیکھتا ہے یار منگا کر ہردم
حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
خط سبز آتا ہے رخ پر ترے او مائہ ناز
آئینہ مائل زنگار ہوا چاہتا ہے
کتنے یوسف مین یہان کتنے زلیخا کردار
لکھنو مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے

منتہی منھ وہ لگا دی بیت سر جانیکو
نزلیست ہے اپنی جو بیزار ہوا چاہتا ہے

کیون ہے فروغ رخ تری بالون کے سامنے
جلتا نہین چراغ تو کالون کے سامنے
بے رنگ رنگ گل کا ہے گالون کے سامنے
بیدرنگ لعل ہے ترے لعلونکے سامنے
غوغائے حشر ہو مری آہ و فغان سے بند
خاموش صور ہو مرے نالونکے سامنے
جاتے ہو تم عبث پے اغیار شاہ حسن
ہوتے نہین شریف رذالونکے سامنے
ہمکو بلائے ہجر لگا کر چلے گئے
کہتو صبا یہ گیسو دنوالونکے سامنے
کرنا تو اُسکے گیسوئے پر پیچ سے حذر
جانا نہ مرغ دل کبھی جالون کے سامنے
چشم صنم کی دید نے گم ہوش کر دئے
بھولا ہون چوکڑی مین غزالونکے سامنے
پردہ نشین یار کا احوال کیا کہون
رہتا ہے اپنے چاہنے والونکے سامنے
دیکھو بتان ہند پہ شیدا ہے دل مرا
مسجد بنی ہے خوب شوالونکے سامنے

کہتے ہین جسکو اختیار رہ نہتی
یہ ٹھیرتے نہین مرے چھالونکی سنے

کس روز ترے یاد مین نالہ نہین کرتے — کب گنبدِ گردون تہ و بالا نہین کرتے
کس وقت ترے ہجر مین رویا نہین کرتے — کب دیدۂ تر صورتِ دریا نہین کرتے
بیمارِ محبت کا مداوا نہین کرتے — ہم جاؤ نہین اپنا مسیحا نہین کرتے
دل پاک رہے یار کدورت سے جہان کی — یہ آئینہ وہ ہے جسے میلا نہین کرتے
دل دیکے حسینونکو غم و رنج اٹھانا — یہ کام تو نادان کا ہے دانا نہین کرتے
ویرانۂ دل دیکھتے گر حضرتِ مجنون — بھولے سے بھی منھہ جانبِ صحرا نہین کرتے
ہو ضبط فغان مملکتِ عشق کے اندر — اس بات کا عاشق تو اجارا نہین کرتے
اس عشق کی آتش مین جو ہین عاشق جانباز — پروانہ صفت جلتے ہین پروا نہین کرتے
دل لے کے سرِ زلف کا بوسہ نہین دیتے — اس مشک کا ہم سے کبھی سودا نہین کرتے

تھوڑی سی جگہہ ہو جو مرے دل مین تمھاری
کونین کی پھر ہم کبھی پروا نہین کرتے

قائل ہین دل سبھی ترے عزّ و جلال کے — شیشے بھرے ہوئے ہین مئے پرتگال کے
کیا کیا مزے اٹھائے ہین رنج و ملال کے — پہلو مین دل سا دشمنِ جان پال پال کے
دربان ہو سدِّ راہ درِ خوش جمال کے — کچھہ پر بند ہی نہین مرے مرغِ خیال کے
صاحب نہ عذر کیجئے میرے ملال کے — چھینٹے نہ دیجئے عرقِ انفعال کے
پھنستا ہے انکے اک اشارے مین مرغِ دل — حلقے نہین ہین چشم کے پھندے ہین جال کے
غنچے نہین گلاب کے گلشن مین باغبان — یہ قمقمے بھرے ہین گلینے گلال کے
اک شعبدہ ہے بزمِ جہان یار ساقیا — ساغر شراب سرخ کے شعلے ہین زال کے
شہرہ ہے جب سے دہر مین ابروی یار کا — نقشے بدل گئے ہین فلک پر ہلال کے
گلہا ز باغ دہر مین بوئے وفا نہین — ٹیلے یہ خاک کے ہین یہ گل ہین سفال کے

شیشہ ہے نازکی مین صفائے مین آینہ
رکھے گا کون دلکو ہماری سنبھال کے

کعبہ و دیر ایک سمجھتے ہین رند پاک
پابند یہ نہین ہین حرام و حلال کے

قائل ہین جبکے شیخ برہمن ہین معتقد
ہم شیفتہ ہین اُس صنم بے مثال کے

دنیائے دون پرست کے درپے نہ ہو دلا
مارے ہوئے جوان ہین اسی پیرزال کے

دربان تو سدِ راہ نہ ہو کوئے یار کا
کر نبد راستے مرے پیکِ خیال کے

آیا پیام وصل یکایک جو یار کا
معلوم یہ ہوا کہ گئے دن زوال کے

دکھلائی تیغ و خنجر کین ذکر وصل پر
کیا دیدیئے جواب ہمارے سوال کے

قعرِ جان سے بچ کے چلون کیون نہ منتہی
گرنا نہین کنوئین مین کوئی دیکھ بھال کے

گھبرا کے روح ہجری مین تن سے جدا ہوئی
قیدِ قفس سے بلبل شیدا رہا ہوئی ہے

دیوانہ کر گئی جب ادہر کی ہوا ہوئی
ہمکو نسیم کاکل پیچان بلا ہوئی ہے

دیوانگان عشقکو دست جنون ہین بھی
ہر شاخِ بید سایہ بالِ ہما ہوئی

وہ ولولہ کہان وہ جوانی کدھر گئی
وہ کیا ہوا مزاج طبیعت وہ کیا ہوئی

آوارہ گان دشت کی مٹی خراب ہے
پھینکی گئی اودہر کو جدھر کی ہوا ہوئی

کثرت نے وصل یار کی دیوانہ کر دیا
اُتنا مرض بڑھا مرا جتنی دوا ہوئی

ایذا اُٹھا فراق کی کس سے گلا کیا
راضی رہا اسی پہ تری جو رضا ہوئی

فکر بلندِ عشق نے گم ہوش کر دیئے
سودا ہوا مجھے جو طبیعت رسا ہوئی

باقی نہین ہے جیب و گریبان مین ایکتار
دستِ جنونِ عشق تری انتہا ہوئی

فرہاد بے ستون کے فسانے سے یہ کھلا
ڈہایا پہاڑ جسکی تری دل مین جا ہوئی

راحت مین رنج رنج مین راحت ہوئی ہین
جب دل خوشی ہوا تو طبیعت خفا ہوئی

مدت کے بعد آئے گلستان مین منتہی
پوچھے کوئی کدہر تھے کدھر کی ہوا ہوئی

منتظر روح گنہگار کی ہے
دھوم جب سے تری تلوار کی ہے

وہ جو صورت تری رفتار کی ہے | چال ظالم وہی رفتار کی ہے
کھینچ لائے اُسے جب دم چاہی | یہ کشش اپنے دلِ زار کی ہے
تیغ پر ہاتھ دھرا جب پوچھا | کچھ دوا بھی ترے بیمار کی ہے
زاہدا عاشقِ مفلس کو فقط | آرزو دولتِ دیدار کی ہے
قفسِ تن میں پھڑکتا ہے دل | یہ روش مرغِ گرفتار کی ہے
دہنِ زخم یہ اپنے قاتل | صاف پھبتی لبِ سوفار کی ہے
شاخِ سنبل جسے کہتے ہیں یار | زلف وہ اپنی شبِ تار کی ہے
سخت جان ہنستے ہیں منہ پر قاتل | باڑھ کیسی تری تلوار کی ہے
دیکھکر ہوتے ہیں چپ چپ ہمدم | اب یہ حالت ترے بیمار کی ہے
حلقۂ گیسوئے پرخم میں ترے | ساری صورت دہنِ مار کی ہے
شربتِ وصل طلب کرتا ہے | کیسی عادت ترے بیمار کی ہے
رونقِ کوچۂ دلبر کے حضور | دھوم کیا مصر کے بازار کی ہے
کثرتِ دولتِ دنیا منعم | پوٹ گویا کہ خس و خار کی ہے
بوسہ لب نہیں دیتے پیہم | بات یہ بھی کوئی تکرار کی ہے
خوبی زلف و رخِ یار نہ پوچھ | آبرو کافر و دیندار کی ہے

منتفی ہے جو تشبیہ رگِ جان
فرقت اک صاحبِ زنار کی ہے

کہوں کیا تم سے حالِ جسمِ خاکی | مرے نظروں میں گٹھری ہے ہوا کی
وفاؤں پر مری تونے جفا کی | محبت کا فرنے تجھے رحمت خدا کی
بنالے چرخِ ہفتم پر بنا کسی کی | تمھارے دل میں ہیں یارب جنسی جا کی
اگر خالِ سیہ پس کی گرہ ہے | تمھاری زلف بھی ہے کس بلا کی
نہیں قابو میں اپنا دل کسی کے | یہ کشتی ہے مگر بے ناخدا کی
ارم سے کھینچ لائی سوئے دنیا | مری تقدیر نے مجھ سے دغا کی

بوقت نزع تو بالین پہ آیا
مریض عشق کی اچھی دوا کی
وصال و ہجر کا شکوہ نہ کر دل
مین راضی ہون جو مرضی ہو خدا کی
کوئی بھی آپ کی نظروں مین ٹھیرا
کسینے بھی تمھارے دلمین جا کی
نہ دونگا بھول کر پھر دل کسی کو
قسم کھاتا ہون اوکا فر خدا کی
جو سایہ بید کا دیکھا زمین پر
سیہ کملی مین سمجھا پارسا کی
نہ لایا جذبہ دل اسس پیکو
اوڑہی تاثیر کیا میری دعا کی
دیا نقد دل و دین بیوفا کو
ہمارے منتقی نے انتہا کی

صرصر گیسو ہلا رہی ہے
سر پر کالی کھلا رہی ہے
وقت مین خون رلا رہی ہے
تقدیر یہ رنگ لا رہی ہے
داغوں نے دل جلا رہی ہے
الفت سینکے بٹھا رہی ہے
دامن مین ترے بوئے کاکل
کیون مجکو صبا اوڑا رہی ہے
حال تپ ہجر کچھ نہ پوچھو
دل کھا چکی جان کھا رہی ہے
جیسلی ہوئی ہے جفا طبیعت
برسون ہی مبتلا رہی ہے
کسرا محل نہ طاق حرم ہے
ایدل کس کی صدا رہی ہے
مرتا ہے دل بتون کے اوپر
تقدیر پچھاڑ ڈھا رہی ہے
طفلی و جوانی خوب گذری
دو دن اچھی ہوا رہی ہے
اوڑتی ہے خاک اوس جگہہ پہ
برسون جس جا فزا رہی ہے
یہ نبت عنب بہار گل مین
یارون کی بھی آشنا رہی ہے
لاتی نہین بوئے یار نکہت
اس دل کی لگی بجھا رہی ہے
ہم بھی تھی کبھی جوان رعنا
اپنی بھی کبھی ہوا رہی ہے
کھلتا نہین حال گل کا بلبل
شبنم پانی چھو آرہی ہے
یہ فصل بہار بے خودی کا
رستہ ہمکو بتا رہی ہے

گلشن مین عروس گل کے اوپر — شبنم موتی لٹا رہی ہے
پھولے نہین گل چمن کے اندر — وحشت آنکھین دکھا رہی ہے
فقرے سے لے آئے اُس صنم کو
کیون منتہی بات کیا رہی ہے

فغان و آہ سے ہر دم پکار رکھتا ہے — غضب مین جان دل بیقرار رکھتا ہے
گلِ چمن نہ دُرِ شاہوار رکھتا ہے — بھرا بھرا جو بدن میرا یار رکھتا ہے
لطیف روح کے مانند جسم ہے کس کا — پیادہ کون وقار سوار رکھتا ہے
جدا جدا ہے حسینان دہر کا انداز — ہر ایک طرح کی ہر گل بہار رکھتا ہے
فریب جس سے اللہ آدمی کو بچالے — چلے یہ پیچ تو رستم کو مار رکھتا ہے
کمال عشق کو پاتا ہون خاکساری مین — طرف نشیب کے دریا گذار رکھتا ہے
بہار آئی ہے بنت العنب پہ جوبن ہے — گرہ مین دام کوئی بادہ خوار رکھتا ہے
سنا ہے جب سے کہ ہین دفن اسمین عاشق زار — قدم زمین پہ نہین وہ نگار رکھتا ہے
ہر ایک شیشۂ ساعت فلک کو کہتا ہے
کہ منتہی سے سراسر غبار رکھتا ہے

چھوٹا ہون جب سے مہر و محبت کے دام سے — بھلا کے پاؤن سوتا ہون ہر روز شام سے
آتی ہے فصل گل کی بڑی دھوم دھام سے — صیاد ہوشیار رہ خبردار دام سے
ہو جاتی ہے ہوا قفسِ تن سے چھٹ کے روح — کیا صید بھاگتا ہے رہا ہو کے دام سے

ولہ

ہمیشہ سیر گل و لالہ زار باقی ہے — اگر بغل مین دلِ داغدار باقی ہے
طفیل روح مرا جسم زار باقی ہے — ہوا کے دم سے یہ مِنّتِ غبار باقی ہے
بغیر روح روان جسم زار باقی ہے — نکل گئی ہے سواری غبار باقی ہے
بہار مین تجھے نالے سناؤنگا بلبل — اگر یہ زندگی مستعار باقی ہے
کہونگا یار سے اکروز ہاتھ پھیلا کے — مجھے بھی حسرت بوس و کنار باقی ہے

جہان کو چشم حقیقت سے دیکھ او غافل — کھلی ہے آنکھ ابھی اختیار باقی ہے
امید ہے ہمین فردا ہو یا نہین فردا — ضرور ہوئی گی صحبت وہ یار باقی ہے

ولہ

قصد کعبہ کا خیال خام ہے — کچھ نہین وہان بہ خدا کا نام ہے
خاک مین ملنا ہمارا کام ہے — خاکسارون کا اسی مین نام ہے
عاشقی جسکا جہان مین نام ہے — زاہدا وہ موت کا پیغام ہے
گل کھلے ہر سو لبالب جام ہے — دور دور رند بے آشام ہے
پیشتر بڑھتا رہے پائے طلب — منزل مقصود زیر گام ہے
یہ کہا سنکر پیام وصل کو — کام کے اُسکے ہمین کیا کام ہے
راست گو دور قمر مین زاہدا — صبح کاذب کس طرح بدنام ہے
روئے گلگون زیر زلف عنبرین — میری نظرون مین اودھ کی شام ہے
راستی چاہے جو زلف یار سے — اُسکو سودا ہے خیال خام ہے

تارک دنیا ہے جب سے منتھی
مثل بیوہ مادر ایام ہے

دل مین بھری ہوئی ہر ہوس عز و جاہ کی — گٹھری دبی ہوئی ہے بغل مین گناہ کی
شاید کہ دل مین درد محبت نے راہ کی — کانون مین آرہی ہر صدا آہ آہ کی
دل ہے نہین مراتب دوری پھنک رہا — جلتا ہے مھر داغ ہے چھاتی یہ ماہ کی
خود رحم کیجئے دل امید وار پر — آپھی نکالئے کوئی صورت نباہ کی
نفس حریص کو ہے توکل کی کرے فکر — اُلٹے سنو کہ گھات مین ہر چور شاہ کی
دنیا مین بے کرم کو کوئی پوچھتا نہین — مٹی خراب ہے ہی ہے بے آب جاہ کی
نقش سجود حق ہے جبین نیاز پر — سرخط یہ اپنے مھر ہر عادل گواہ کی
مدت سے میکدے یہ نکلتا ہے دم مرا — صوفی نہ مجھے قسم ہے تری خانقاہ کی
کھل جائینگے تمام ترے پیچ زلف کے — معلوم ہوگا دل سے اگر ہمنے آہ کی

اکسیر ہے نصیحتِ پیرانِ پارسا
ہے منتھیؔ مفید ہوا صبحگاہ کی

کون ایدل الفتِ زلفِ دوتا پیدا کرے
کون اپنے واسطے کالی بلا پیدا کرے
دولتِ دنیا نہ یہان تاج ولوا پیدا کرے
آدمی دل مین ہراک کے اپنے جا پیدا کرے
تیرِ عقل عشق ہو ایسی دوا پیدا کرے
جس سے سوجھے دور کی وہ توتیا پیدا کرے
اپنی آہ سرد سے شہرہ ہو حسنِ یار کا
بوئے گل کو دامنِ بادِ صبا پیدا کرے
دیکھکر مجکو تڑپتے یار سے کہتے ہین یار
آدمی کو چاہئے خوفِ خدا پیدا کرے
نور کا بکّا دکا لاجسنے مشتِ خاک سے
بیضۂ عصفور سے چاہئے ہما پیدا کرے
سنکے احوال محبت کو مرے بولا وہ شوخ
ضبط کی اپنے کہو اس سے دوا پیدا کرے
دم بھرین پیرِ مغان کا شیخ و زاہد انعلک
فصلِ گل ایکی کوئی اس سے ہوا پیدا کرے
بجسا عاشق آپ سا معشوق تب ہو نصیب
جب خدا اک دوسرا ارض و سما پیدا کرے
جانلے یا صبر دی دلکو خدائے دوجہان
یا کوئی محبوب تجسا دوسرا پیدا کرے
آہ و نالہ صورتِ تاثیر بگڑے جسکگھری
حال عاشق مرتبہ معشوق کا پیدا کرے
شاہ تجھکو ہو مبارک عدل و دا دو تخت و تاج
در دگر دل مین ترے عجز گدا پیدا کرے

جنگ ہفتاد و دو ملت سر کرے اکبات مین
منتھیؔ جو تیغِ تسلیم و رضا پیدا کرے

دل مین بشر کے جوہر ذاتی اگر رہے
وہ آئینہ ہو جس سے کہ اہل نظر رہے
یون انتظار یار مین ہم عمر بھر رہے
جیسے نظر غریب کی اللہ پر رہے
وقفہ حیات و موت کا مدِنظر رہے
شکل حبابِ بحر جو باندہے کمر رہے
گاہی اودہر کو گاہ ادہر سے ادہر رہے
ہم خاکسار صورتِ گردِ سفر رہے
اہلِ ہوس تجھے ہوسِ سیم و زر رہے
جبتک جہان مین ذرّۂ شمس و قمر رہے
اسے دل اثر ضرور ہے نالون کیواسطے
یہ وہ جگہہ نہین کہ جہان بے ہنر رہے
ایکبار باد فا کی رہی عمر بھر تلاش
برسون جہان مین طالب خیر البشر رہے

لبریز دل رہے مئے حبّ حبیب سے | شاید کبھی ضرور ہو یہ جام بھر رہے
خنجر بکف ہین اسکے خریدار سیکڑون | بالائے دوش اپنا سلامت تو سر رہے
جب بڑھ چلی یہ گیسوئے پرپیچ دوش سے | کیونکر کہون کہ آپ کی نازک کمر رہے
ثابت ہوا یہ شہر خموشان کی دید سے | آئے تھے دور دور سے تھک تھک کے مر رہے
صیاد دیکھ لونگا تری دام داریان | بچکر یہان تلک جو مرے بال و پر رہے
ہو اسطرح سے خانہ دل ہین مقام روح | جیسے کسی جگہہ پہ مسافر ٹھہر رہے
جسجا پہ ہوئے یار وہین ہو بہار گل | جسجا ڈہلے شراب وہان ابر تر رہے
جسوقت بزم مین رخ انور ہو بے نقاب | سکتے مین شکل آئینہ بھرون قمر رہے
بیمار و تندرست کا نبتا نہین ہے ساتھ | ہا تونسے دلکے دیکھئے کیونکر جگر رہے
کیا کہئے بے ثباتی عالم کو ناصحو | کیسے امید و بیم مین ہم عمر بھر رہے
مفلس کے ہم چراغ تھے عہد شباب مین | پیری مین زندہ صورت شمع سحر رہے
موئے سفید و ضعف بدن کو نہ پوچھئے | یہ وہ خبر ہے جسنے کہ ہم بے خبر رہے

باغ جہان مین سایہ شمشاد کیطرح
اس منتھی کا پاؤن پہ اُس تیکے سر رہے

آپ آئے تھے یہان جفا کیلئے | جائیے بھی کہین خدا کے لیئے
دل دیا تھا تمھین جفا کے لئے | ہو تمھین آئے خدا کے لیئے
تیرے بازار دھر مین گردون | ہم بھی آئے ہین اک قبا کے لیئے
پاؤن ہین کوچہ توکل مین | ہاتھ اُٹھتے نہین دعا کے لیئے
آ کبھی تو مرے قفس کیطرف | اے نسیم چمن خدا کے لئے
ہر تہ خاک فرش خاک لگا | شاہ کے واسطے گدا کے لیئے
دم پھڑکتا ہے طوف کعبہ پر | دل تڑپتا ہے کربلا کے لیئے

سر اُٹھائے ہین خار دشت جنون
منتھی سے برہنہ پا کے لیئے

جسے ذوق بادہ پرستی نہین ہے | مرے سامنے اُسکی ہستی نہین ہے
جو تکلیف مین مے پرستی نہین ہے | دلا پھر تری فاقہ مستی نہین ہے
طبیعت وہ کیا جو رہے امتحان مین | وہ کیا تیغ ہے جو کہ کستی نہین ہے
کہا مول ہر اک نگہ جنس دل کا | وہ بولے کچھ ایسی تو سستی نہین ہے
پہنچتے ہین نالے مرے آسمان تک | بلندی ہے ہمت کو پستی نہین ہے
جوانان گلشن کی کثرت تو دیکھو | کوئی ایسی گلزار بستی نہین ہے
ستم ہے ستم ابر شمشیر قاتل | یہ بدلی بجز خون برستی نہین ہے
مژہ کو تری یار جنبش سے خم ہے | وگرنہ چھری کوئی کستی نہین ہے

توکل پہ ہے منتہی جب سے تکیہ
کسی حال مین تنگدستی نہین ہے

جان دی ان پہ مر مٹے بیکسکے | ہین حسین لوگ آشنا کسکے
اُنکو سکھلائی ہمنے آتش | روح پھونکی ہے شخص بیحس کے
نالے پہنچے غریب کے تا عرش | بج گئے ڈنکے مرد مفلس کے
رکھکے خنجر گلے پہ کہتا ہے | مار ڈالا اگر ذرا کھسکے
بزم مین جا ملی رقیبون کو | کانٹے بوئے ہین باغ مین کسکے
کیا بتائین کہ کس کے عاشق ہین | وہ نظر آئے تو کہین اسکے
نالہ کر کر کے دل ہوا خاموش | رہ گیا ہے یہ پھوڑا رِس رِس کے
کوئی کعبے گیا حرم کو کوئی | بندے درگاہ اپنے گھر کسکے
گیسوے یار اگر ہے دام بلا | خال مشکین بھی کانٹین ہین بس کے
چھوڑا پیرہن روح نے تن زار | جامہ او ترا بدن سے گھس گھس کے

دیدۂ سرمہ سا کی اُلفت مین
منتہی خاک ہوگئے پس کے

صبحدم اُٹھکر ترا پہلو سے جانا یاد ہے | لوٹنا دل کا جگر کا پھڑپھڑانا یاد ہے

یار تھا پہلو مین شستنی کی پری تھی سامنے — کیون دل نالان تجھے وہ بھی زمانہ یاد ہے
سنکے احوال محبت کو مرا بولا وہ شوخ — جان دینیکا تجھے اچھا بہانہ یاد ہے
لوٹ تھا دل قامت دلدار پہ مدت ہوئی — نخل طوبی پہ تھا اپنا آشیانہ یاد ہے
کون دیکھی خندہ کی طرف اے عندلیب — ایک مدت سے کسیکا مسکرانہ یاد ہے
کیا دیکھتا ہے فلک ابر سیہ مین روے ماہ — ہمکو بالون مین کسیکا منھہ چھپانا یاد ہے
ہو مقابل نالہ درد دل عشاق کے — باغبان بلبل کو ایسا بھی ترانا یاد ہے

ہجر کی شب نیند آئے عاشق بیمار کو
منتہی تجھکو کوئی ایسا فسانہ یاد ہے

شاکر ہون اسپہ جو کہ قلیل و کثیر ہے — اسکا گواہ خالق رب جلیل ہے
مشہور دہر مین جو بہت رود نیل ہے — شاید کسی کریم کی چشم بخیل ہے
چشم مروت آبرو کھونیکو کم نہین — حرمت ڈبونیکو بہت آنکھون کی سیل ہے
رہتا ہے ساتھہ پردون کے اندر وہ اکثر — ثابت ہوا کہ یار نہایت جمیل ہے
پوچھے جو حال زار کو میرے وہ قاصد — کہیو کہ دشمنون کی طبیعت علیل ہے
دلکو نہ توڑیو کہ یہ منزل ہے عشق کی — کعبہ خدا کا گھر ہے بنائے خلیل ہے
چشم پر آب عاشق خانہ بدوش کے — گویا کہ ناصحو کسی صحرا مین جھیل ہے

ولہ

تم بھی کبھی ہم پہ مہربان تھے — ہم بھی کبھی او جوان جوان تھے
بر مین جو مرے وہ جان جان تھے — چکر مین یہ ہفت آسمان تھے
اس ہستی بے بقا سے پہلے — معلوم نہین کہ ہم کہان تھے
پہولے نفس گل چمن کے اندر — وہ راز عیان ہین جو نہان تھے
رہ رہ گئے ہم لپٹ لپٹ کر — شاید پس گرد کاروان تھے
کس بزم مین تھے ہمارے مسکن — کس باغ مین اپنے آشیان تھے
وصلت مین دہ و بوسے دلبر — گویا کہ ہم گنگ کی زبان تھے

کام آیا نہ وقت کام اے دل
کیا کیا تجھپر ہمین گمان تھے

پیری مین جو دل دیا تو بولے
اب تک کہو سے ملتے کہان تھے

ولہ

ہم ہین جو رو ستم یار اٹھانیوالے
ہم ہین تلوار پہ تلوار کے کھانیوالے

حرم و دیر کے جو لوگ ہین بہکانیوالے
بھولے سے بھی وہ نہین راہ پہ آنیوالے

بے مٹے ہم نہین در سے ترے جانیوالے
نقش پا ہم ہین اٹھائین تو اٹھانیوالے

گوش بر جام کے منھہ رکھکے صراحی نے کہا
جھک بھی جاتے ہین بہت سر کے اٹھانیوالے

بدگمان یار نے میّت پہ مرے ہنسکے کہا
یہ نہا دھو کے کدہر آج ہین جانیوالے

مرگئے ہم جو بیان کرتے ہی افسانۂ غم
بولے کیون جب ہوئے باتونکے بنانیوالے

صفحۂ عالم ہستی سے نشان عاشق
صورت حرف غلط ہین وہ مٹانیوالے

نزع کے وقت کہا اسنے مری بالین پر
روٹھے جاتے ہین مرے آج منانیوالے

ہم سر بزم ابھی لاکھہ کی منھہ پر کہدین
شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے

اپنے بھی آہ شرربار سے ڈرتے رہنا
بل کی لینا تو نہ زلفون کے بنانے والے

اسکو بھڑکاتے ہین دشمن مرے رلوانیکو
پانی کو دوڑتے ہین آگ لگانے والے

ایک دل کیلئے عاشق کو کرین قتل حسین
اینٹ کیواسطے مسجد کو ہین ڈہانیوالے

خاک ہو جاتے ہین چلکر کبھی سرمہ سیکر
دشمنون و دوست کی نظرون مین سمانیوالے

ارنی خود دکھین گر ہو کشش اسدل مین مری
لن ترانی کی وہ آواز سنانیوالے

بے خطر راہ عدم ہے مجھے معلوم ہوا
بند آنکھونکو کئے جاتے ہین جانے والے

لے گئے ایک بھی تنکا یہ بجز تار کفن
تھے جو دنیا مین بڑے چھاؤنی چھانیوالے

گفتگو کرتے ہین اغیار سبب وصلت کی
غول ٹھہرے ہین مری راہ بتانیوالے

جان پر کھیلتے ہین دیکھنے والے اسکے
دل لڑا دیتے ہین آنکھون کے لڑانیوالے

ہم بھی لکھہ سکتے ہین آغاز خط یار کا وصف
ہم بھی ہین سبزۂ خفتہ کے جگانیوالے

آئینہ لاکے دکھاتے ہین نکھرتے ہین جو سب
دور کی اُنکو سجھاتے ہین سجھانے والے

میرے قتل کرنے سے اُٹھینگے نہ وہ رخ سے نقاب | نالے دیوارِ چمن کو نہین ڈھانے والے

منتھی ہون وہ گرانبار جہان کے اندر
مجھے جا بین نہ جنازے کے اُٹھانیوالے

پھرتی ہی آنکھون مین کیفیت وصلت کیسی | یاد آتی ہے مجھے زیست کی لذت کیسی
کوہِ غم مثل پر کاہ اُٹھا لیتا ہون | آپ کے آنے سے آجاتی ہے طاقت کیسی
زہر کھا جاؤنگا اکروز گلا کاٹونگا | پڑ گئی ہے مری پیچھے شبِ فرقت کیسی
حسبِ دلخواہ کوئی یار نہین ملتا ہے | جان تک ہمکو حوالے کرین دولت کیسی
شیفتہ اپنا مجھے خوب بنا کرکے بولے
منتھی اب تری رہتی ہی طبیعت کیسی

بلند دل سے اگر تیغ آہ کی ہوگی | ہزار ٹکڑے سپرِ مہر و ماہ کی ہوگی
طلب دلا جو یہان عز و جاہ کی ہوگی | بغل مین حشر کو گٹھری گناہ کی ہوگی
فلک پہ چڑھ کے ہوئی برق دہر مین مشہور | کسی نے چھین لئے کسی وقت آہ کی ہوگی
صنم نے حشر پہ رکھا ہے وعدہ دیدار | کوئی تو بات ابھی اشتباہ کی ہوگی
مزے اوڑائے ہین جس نے سیاہ و سپید کے | خبر اُسکو سفید و سیاہ کی ہوگی
شہید ناز ہون اسکے خبر ہی عالم کو | کسی کے خون کو حاجت گواہ کی ہوگی
مین خاکسار ہون بس ہے لباسِ عریانی | سرِ غرور کو حاجت کلاہ کی ہوگی
بہت جہان مین مشہور ہی شبِ دیجور | کنیز وہ مری روزِ سیاہ کی ہوگی
بہت جہان مین دستِ جنون کا ہی شہرہ | خبر اوڑ رہی یہ مری دستگاہ کی ہوگی
بنے گا لوحِ جبین پر ہمارے نقش سجود | سند یہ محشر اک عادل گواہ کی ہوگی
کبھی تو دولت وصلت سے ہونگے مالامال | کوئی تو شکل ہمارے نباہ کی ہوگی
خیال اُس صفِ مژگان کا دل مین آئیگا | ہماری ملک مین بھرتی سپاہ کی ہوگی
طریق شیخ و برہمن پہ دوڑتے ہین لوگ | کوئی تو بات دلا اِسمین راہ کی ہوگی
کسی کو دیکھ کے گریگی تری صفِ مژگان | کسی کرشمے پہ چڑھائی سپاہ کی ہوگی

[illegible]

جہان مین قیصر و فغفور جنکے بیٹھے ہین
کسی نے لطف و کرم کی نگاہ کی ہوگی

ملی جو آنکھ بھی پیدا ہوئے تری مژگان
بنا کچھ ایسی ہے مردم گیاہ کی ہوگی

پھنکے کا صور نہین روزِ حشر اسے پیارے
بلند آہ ترے دادخواہ کی ہوگی

جزا کے روز سرِ پر غرور کے بدلے
ضرور دوش پہ گٹھری گناہ کی ہوگی

ادب سے کہتے ہین جسکو جہان مین کعبۂ دل
وہ بارگاہ کسی بادشاہ کی ہوگی

سنا جو ہوگا گیا منتہی زمانے سے
ضرور یار نے حالت تباہ کی ہوگی

دیکھیے بگڑی تری کیونکر دل مضطر بنے
کس طرح شیرازۂ مجموعہ ابتر بنے

تا کسی صورت سے تجھسے او بت دلبر بنے
کتنے ہی مومن بنے کتنے یہان کافر بنے

شور نے میرے اوڑایا اُس بت سفاک کو
نالۂ دل کیا ہمائے حسن کے شہپر بنے

بت نہ مٹی کے میسّر تھے جنہین زیرِ فلک
قدرت اللہ سے وہ صاحب لشکر بنے

سر کو پھوڑی کوہ سے یا تیشۂ فرہاد سے
بے کمالِ عشق کب فرہاد کا ہمسر بنے

بارہا روکا ہمین نے ساقئ بدمست کو
بارہا اس کشتئ مے کے ہمین لنگر بنے

تھا جوانی مین برنگ سحر تابان داغِ دل
عہدِ پیری مین یقین یہ ہے مہِ انور بنے

لاکھ دھبے جسکے دامن مین لگے تھے انفعال
آئینہ سے بھی سوا وہ صاحبِ جوہر بنے

ایک قتلِ عاشقِ بیچارہ کی خاطر صنم
کیا کیا تلوارین نہین کیا کیا ترے خنجر بنے

گر برا کہنا نہ چھوڑا رندِ مے آشام کا
دیکھ لینا شیخ جی اکدن سرِ منبر بنے

سرکشی جا ہو سکھاؤ جا ہو دلکو عاجزی
تیر کی صورت کمان کی شکل شاخِ تر بنے

دم مین کچھ ہے ایکدم مین کچھ ہو جسکا مزاج
پھر کسی سے آپ سے فرمائیے کیونکر بنے

عکس افگن ہوا گر اسمین لبِ شیرین یار
آبِ آئینہ بھی رشکِ شربتِ شکر بنے

ان حسینان جہان کا بھی نرالا رنگ ہے
گاہ داغِ دل ہوئے گہ لالۂ احمر بنے

ظالم و اظلم کا ہر حالت مین نبھ جانا ہی ساتھ
شاہ پر تیرِ نگہ کا یار کا خنجر بنے

آبرو ہو معرکہ مین حشر کے تو بات ہے
چار دن کے واسطے دنیا مین کیا افسر بنے

رکھہ نہ ظالم سے کسی عالم مین راحت کی امید — ٹوٹ جائے جسگھڑی تلوار تو خنجر بنے
شومی تقدیر سے یہ دل رہا خانہ خراب — ورنہ کتنے سامنے آنکھون کے بگڑ کر گھر بنے
جائے غیرت ہے نہ ہو ہم سے کدورت دل کی صاف — شیشہ گر کے ہاتھ سے یون آئینہ پتھر بنے
بعد مرنیکے ٹھکانے لگ گئی مٹی مری — خاک سے عاشق کی کیا کیا یار کے ساغر بنے
آتے جاتے ہین رقیب روسیہ اُس بزم مین — رفتہ رفتہ چاہیے شیطان کا لشکر بنے
اسلیئے پیدا ہوئے ہین گل چمن مین ڈہیر کے — آپکا زیور بنے میری کبھی چادر بنے
بحقیقت شخص کے تن پر ہے یون گلگون قبا — جسطرح سے تیغ بدآہن پہ ہون جوہر بنے
کب رقیب روسیہ کو ہو مرے آگے فروغ — کرمک شب تاب کی کیا تاب جو اختر بنے

رکھنا تو ظاہر پرستو نے امید نیکوی
کام آنے کی نہین اُو منتقی جوہر بنے

فرقت بعد شاد کیا وصل یار نے — بخشا مرے گناہ کو پروردگار نے
غازہ ملا ہے مہدی لگائی ہے یار نے — کیا گل کھلائے ہین چمن روزگار نے
کی دل مین جا تصور روئے نگار نے — گھونگھٹ مین منہ چھپایا عروس بہار نے
بوسہ جو مانگا بزم مین فرمایا یار نے — یہ دن دہاڑی آئے ہین پگڑی اوتارنے
تنہا لحد مین چھوڑ کے احباب جب چلے — بے اختیار ہوکے لگا مین پکارنے
ہلنے دیا نہ پائے توکل نے دو قدم — دیوار کر دیا مجھے میرے وقار نے
جلدی ہے روح پیکر خاکی کو چھوڑ کر — پیدل کا ساتھ چھوڑ دیا ہے سوار نے
اوستاد قیس جانے کے گل دشت نجد مین — کیا کیا قدم لیئے مرے ہر نوک خار نے
گیسو سیاہ جب رخ رنگین پہ چھا گیا — ڈہوکا بڑا دیا مجھے ابر بہار نے
انگر تھا سوز ہجر سے گہ شعلہ چراغ — کیا کیا دیا ہے داغ دل داغدار نے
اک دلگی سمجھہ گئے گیا تھا کل اختیار — کیون عشق یار آج لگا جان مارنے

پھولے نہین چمن مین گل ولالہ تھے
داغ جگر کو میرے لگے ہین اوبھارنے

وہ چھپتے پھرتے ہین دبتے جو اک جہان سے نہ تھی ‌ وہ در بدر ہین کہ ہلتے بھی جو مکان سے نہ تھی
کمال کرتے تھے اوصاف نغمۂ بلبل ‌ خبر جو یار مری خوبیٔ زبان سے نہ تھی
تمھارے عشق سے پہلے اگر نہ تھے شہزور ‌ خطا معاف ہو اتنی بھی ناتوان سے نہ تھی
دعائین دولتِ وصلت کی مانگتا کیونکر ‌ ہوئے یہ کام کبھی ہفت آسمان سے نہ تھی
شری سمجھتی تھے اُنکو بہت انہین بے ننگ ‌ جو لوگ واقفِ اسرار عاشقان سے نہ تھی
ہمارے ناز کبھی تم نہین اُٹھاتے تھے ‌ تمھاری بزم مین کیا ہم کبھی جوان سے نہ تھی

اسیر ہمکو کیا کیا ستم کیا صیاد
ہم آشنا بھی ابھی اپنے آشیان سے نہ تھی

رنگ گلشن کا اوڑے وہ رنگ لایا چاہیے ‌ بلبلین خاموش ہون وہ راگ گایا چاہیے
فندق جانان کو گلشن مین دکھایا چاہیے ‌ چٹکیون مین آج غنچونکو اوڑایا چاہیے
گرمیٔ رخسارِ دلبر کو دکھایا چاہیے ‌ آتش گل سے دل بلبل جلایا چاہیے
حرف اُلفت کا نہ بھولے دلسے اُسکے زینہار ‌ چلکے اُس طفلِ حسین کو وہ پڑہایا چاہیے
زمزمے بھولین چمن مین ہوش تک اوڑ رہے ہین ‌ بلبلون کو آج کچھ ایسا سنایا چاہیے
یار سے اغیار سے کل بزم مین یہ قصد ہے ‌ دل لڑایا چاہیے آنکھین لڑایا چاہیے
لیٹیے چلکر حسینان چمن سے باغ مین ‌ آج کپڑے اپنے پھولونسے بسایا چاہیے
خود بگڑے یار سے اب ہو چکی چشمِ امید ‌ لڑ چکین آنکھین مگر اب دل لڑایا چاہیے
پھر نہ آئے ہوش مجکو پھر نہ ہو فکرِ جہان ‌ ساقیا ایسے کوئی جو کہی پلایا چاہیے
دہوئے رو رو کے اپنے نامۂ اعمال کو ‌ یہ عمارت سیل سے اشکونکے ڈہایا چاہیے
طائرِ مضمون فلک پر ہو کمندِ فکر سے ‌ دل مرا کہتا ہے اُسکو باندہلایا چاہیے

تول کر تیغِ طبیعت بزم مین اُس یار کے
منتھی اغیار کو چلکر دبایا چاہیے

غمِ ہجران دلِ حرمان سے نکالے جاتے ‌ بھوت اُس خانۂ ویران سے نکالے جاتے
دل کے ارمان رخِ جانان سے نکالے جاتے ‌ اپنے مطلب اسی قرآن سے نکالے جاتے

نقشِ اُلفت دلِ حرمان سے نکالے جاتے
جوہر آئینہ حیران سے نکالے جاتے

غیر در کے ترے دربانسے نکالے جاتے
یہ وہ وہ ابلیس ہین شیطان سے نکالے جاتے

لختِ دل گردِ گریبانسے نکالے جاتے
گوہر و لعل نہ عمانسے نکالے جاتے

ولولے عشق کے جاتے نہ مرے مجھسے طبیب
دیو کب طاقتِ انسانسے نکالے جاتے

دو گھڑی اور نہ آتا وہ اگر ساقیٔ مست
مغبچے محفلِ رندان سے نکالے جاتے

دھوم ہو جاتے زمانے مین بہارِ گل کی
گر سڑی آپ کے زندانسے نکالے جاتے

کبھی بقراط سے جاتے نہ مرے جوشِ جنون
یہ پڑھے جن نہ پریخان سے نکالے جاتے

دل چراتے تھے جو تیغِ نگہِ قاتل سے
چھانٹ کر وہ صفِ مردان سے نکالے جاتے

کھول دیتے وہ اگر گیسوئے مشکین اپنے
کاروانِ بُو کے گلستانسے نکالے جاتے

نہ بگڑتی نہ بگڑتی کبھی ہمسے اوسنے
گر نگہبانِ درِ جانان سے نکالے جاتے

مدد اے دستِ جنون ضعف سے تو تنگ آیا ہون
اب نہین تارِ گریبانسے نکالے جاتے

صفتِ شمع جلاتا وہ اگر محفل مین
اُستخوانِ گورِ غریبان سے نکالے جاتے

پھاڑ کر پھینک دیا دشتِ جنون مین اُسکو
خار کبتک مرے دامان سے نکالے جاتے

منتظمی روزِ جزا راگ جو لاتا یہ جنون
بے سزا حشر کے میدان سے نکالے جاتے

جسکو ممکن ترا نظارا ہے
یار اللہ کا وہ پیارا ہے

اپنا اس دشت مین گذارا ہے
تیرِ گردون جہان چکارا ہے

دل مین جا دی ہے عشقِ جانانکو
جن پری شیشے مین اوتارا ہے

رستم و زال سے نہین دبتا
نفس سرکش کو جسنے مارا ہے

کشتیٔ نوح پر چڑھے وہ کیون
جسکو اللہ کا سہارا ہے

ہمنے نالے نہین کئے پیہم
یار شب بھر تجھے پکارا ہے

کو بکو پھرتے ہین وہ مثلِ صبا
اُنکو جوبن نے یہ اُبھارا ہے

بوئے کاکل سنگھا کے ہوش اوڑا دئے
کیا صبا تو نے جال مارا ہے

گرمیٔ حسن و سرد مہر ایسے ‏ ‏ ‏ مہر طلعت ہے ماہ پارا ہے
بحرِ عشقِ صنم ہے وہ دریا ‏ ‏ ‏ جسکا ملک عدم کنارا ہے
نفس سرکش کیا ہے قابو مین ‏ ‏ ‏ آج اک شیر ہمنے مارا ہے
کس سعادت پہ ہی ہمائے فلک ‏ ‏ ‏ اُسکے صدقے مین کل اوتارا ہے
مرغِ مضمون کا کھیلتا ہون شکار ‏ ‏ ‏ شیر بیچارا کیا چکارا ہے
دولت وصل ہاتھ آئی ہے ‏ ‏ ‏ خوب یارون نے مال مارا ہے
پھونکا ناقوس گہ گھٹے دل زنان ‏ ‏ ‏ اُسکو کس کس طرح لکارا ہے
عشق جانکاہ و حسن روز افزون ‏ ‏ ‏ یہ تمہارا ہے وہ ہمارا ہے
نہین ہمنے کیا ہے نالہ گرم ‏ ‏ ‏ آج دشمن کو بان مارا ہے
منتقمؔ مین گھون گا روزِ جزا
یہ گنہگار بھی تمہارا ہے

قہر اُس بت کی چاپلوسی ہے ‏ ‏ ‏ دولتِ دل ہماری موسی ہے
خون عشاق کا خدا حافظ ‏ ‏ ‏ آج مہدی تری لہوسی ہے
گل کھلے ہین مہک رہا ہے چمن ‏ ‏ ‏ یار کے پیرہن کی بوسی ہے
جگر و دل کہین نہ جلتے ہون ‏ ‏ ‏ کچھ کبابون کے آج بوسی ہے
نعمتِ حق سمجھ کے کھاتا ہون
جو کہ قسمت کی باسی کوسی ہے

کوچے سے ترے عاشقِ شیدا اُجڑ گئے ‏ ‏ ‏ او بے خبر صنم ترے چمن سے جھڑ گئے
تم سے تمہارے عاشق شیدا بگڑ گئے ‏ ‏ ‏ لو زخمِ تیغِ عشق کے انگور سڑ گئے
فرہاد و قیس و وامق و منصور مر مٹے ‏ ‏ ‏ دیوانگان عشق کے جھگڑے نبٹ گئے
گاہے گئے حرم کو گہے دیر کی طرف ‏ ‏ ‏ اس ہستی کے دوراہے مین کیا پھر پڑ گئے
ٹپکے عرق کے قطرے رخ ماہ وش سے رات ‏ ‏ ‏ گویا چراغِ طور سے یہ پھول جھڑ گئے
برسون کیا ہے حسنِ حسینان کا امتحان ‏ ‏ ‏ نیران چشم مین یہ گہر خوب تڑ گئے

کیا کیا حسین جوان ہوئے خانمان خراب   کیا کیا نہ گل چمن مین جہان کے تتر گئے
نیرنگ حسن پر ترے آیا نہین زوال   جسد بجسد دوست تھے ترے تھے بگڑ گئے
آنکھین جفا و جور سے عاشق نے پھیر لین   آخر قبائے حسن کے ٹانکے ادھڑ گئے
دل مین ہوائے حرص زمانہ کی بھر لی   اس رشتۂ حیات مین پیچ پڑ گئے
فرہاد و قیس عشق سے دل شاد کر چکے   یہ وہ نگین ہے جسکو کہ کندن سے جڑ گئے
احوال شمشیری کا جب ہم بیان کیا   مانند سرو باغ وہ سنکر اکڑ گئے
اوصاف منتقی نے نہین زلف کے کئے
زنجیر آہنی پئے عشاق گھڑ گئے

جام مین عکس فگن ہونٹون کی لالی نہ ہوئی   موج مے یار کبھی پھولان کی ڈالی نہ ہوئی
کوئی کہتا ہے کمند اسکو کوئی مار سیاہ   آفت جان ہوئی کاکل تری کالی نہ ہوئی
راز منصور کا ہرگز نہ سمجھ مین آیا   حیف اتنے بھی طبیعت میری عالی نہ ہوئی
کچھ تسکین دل زار کی ہوتی یارب   اسکی صورت کوئی تصویر خیالی نہ ہوئی
للہ الحمد رہا یار سے عشق صادق   شکر صد شکر عبادت مری خالی نہ ہوئی
منصب قیس ملا مجکو نہ ملک فرہاد   تری سرکار مین اپنی بھی بحالی نہ ہوئی
عین خلوت مین جو ارشاد کیا کرتے ہو   پیار کی بات ہوئی آپ کی گالی نہ ہوئی
نہ پذیرا ہوا اسکو کبھی حرف مطلب   بات جو ہمنے کبھی منہ سے نکالی نہ ہوئی
غم رہا دل مین کبھی عیش رہا تا دم زیست   یہ حویلی کبھی مہمان سے خالی نہ ہوئی

ولہ

جو کچھ کہ ستم کرو بجا ہے   اس دلکے لگانے کی سزا ہے
وہان گیسوئے مشک بو کھلا ہے   یہان چھاتی پہ سانپ لوٹتا ہے
جلتا نہین ہے چراغ اپنا   اغیار کی یہ بندہی ہوا ہے
پہلو مین نہین قرار اسکو   کیا جانے دل کو کیا ہوا ہے
عناب لب ایصنم تمہارا   بیمار ئے عشق کی دوا ہے

لب تک لانا نہ رازِ الفت ۔۔۔ خلوت محفل میں بھی صبا ہے
اغیار میں یار تجھپہ چھائے ۔۔۔ اوپر کی اندنون ہوا ہے
شوریدہ ہے ہجرِ یار کا حال ۔۔۔ اس سے پوچھو جو مبتلا ہے
کب تک رنجِ فراق یارب ۔۔۔ ہر رات کی آخر انتہا ہے
بہلت سے ہے ہر اک سرا فراز ۔۔۔ ہمنے ترا یار کیا کیا ہے
جسکو نہیں لطفِ عشق بازی ۔۔۔ وہ کونسا بندہ خدا ہے
زیبا ہے غرور آج یارے ۔۔۔ تم سا نہیں کوئی دوسرا ہے
لب پہ ہردم ہے ذکر گیسو ۔۔۔ سودا مجھے کیا بلا ہوا ہے
ہر یار سے بھی امیدِ وصلت
اے منتقی تجھکو کیا ہوا ہے

آپ آئے تھے یہان جفا کے لئے ۔۔۔ جائیے بھی کہین خدا کے لئے
پاؤن ہین کو چۂ توکل مین ۔۔۔ ہاتھ اوٹھتے نہین دعا کے لئے
تیرے بازار دہر مین گردون ۔۔۔ ہم بھی آئے ہین اک قبا کے لئے
آ کبھی تو مرے قفس کی طرف ۔۔۔ اے نسیم چمن خدا کے لئے
ہر تہ خاک فرش خاک لگا ۔۔۔ شاہ کے واسطے گدا کے لئے
سرد آہون نے اپنی گلشن مین ۔۔۔ چیتھڑے ہے دامن صبا کے لئے
سر اٹھائے ہین خارِ دشتِ جنون
منتقی سے برہنہ پا کے لئے

آتش ہے عشق یار کے گھر گھر لگی ہوئی ۔۔۔ یہ آگ ہے جہان مین برابر لگی ہوئی
بھیجا ہے خط مین وصل کا پیغام یار کو ۔۔۔ ہے بندشِ نشاط و فرد مقدر لگی ہوئی
یہ دل بجھے کہ صورت پروانہ جل بجھے ۔۔۔ تو شمع رو سیہ ہے مری یکسر لگی ہوئی
ہے انتظار قاصدِ دلدار اندنون ۔۔۔ نیت ہے اپنی سوئے پیمبر لگی ہوئی
میخوارون کا ہجوم ہے فصل بہار مین ۔۔۔ دوکان شمع پہ منتقی ہے اگر آگ ہوئی

وہ بات کیا ہے جسکے سبب در پہ آپ کے
زنجیر دیکھتا ہون مین اکثر لگی ہوئی

جب پھیرتا ہے چشم مروت وہ بیوفا
رکھتا نہین کسی کی وہ تل بھر لگی ہوئی

کھو سکتا کون ہے تپِ الفت کو یار کی
بجھتی نہین کسی کی برادر لگی ہوئی

برقِ نگاہ یار کا مدت سے دھیان ہے
اک تیغ تیز ہے مرے دل پر لگی ہوئی

بولے وہ ہنسکے عاشق شیدا کو دیکھ کر
دھونی تری کہان ہے قلندر لگی ہوئی

ہم دیکھتے ہین قامتِ رعنائے یار کو
ہے آنکھ اپنی سوئے صنوبر لگی ہوئی

جو کچھ کہ لکھ دیا تھا ہوا جو کہا کیا
تہمت ہے پھر جہان کی سر پر لگی ہوئی

عازم ہے دل یہان رخ رنگین کا دید کا
وہان گھات مین ہے زلف معنبر لگی ہوئی

جیتون قمار عشق مین ناصح مین کس طرح
اس گنجفے مین بازی ہے ابتر لگی ہوئی

بوئے صنم بھری ہے ہر اک کے دماغ مین
یہ تناخ ہے جہانکے سر پر لگی ہوئی

بنتے ہین قصر و باغ سب پئے عیش منتہی
وہان موت گھات مین ہے برابر لگی ہوئی

ممکن اُسکی ہمکو شب و روز دید ہے
نظرون سے اک جہان کے جو نا پدید ہے

وہ دے اثر زبان کو مری کیا بعید ہے
قفل درِ قبول کی یہ ہی کلید ہے

خال سیہ نہین ہے رخِ شوخ شنگ پر
آشوبِ دہر کا کوئی فتنہ مرید ہے

کہنے لگا وہ شب کو سر بزم زاہدا
عاشق ہے وہ مرا جو ازل کا سعید ہے

سنکر شبِ فراق کے صدمونکو یون کہا
ذکر قدیم ہے کہ بیانِ جدید ہے

سو بار بعدِ مرگ مری آیا گور پر
اتنا کبھی کہا نہ یہ میرا شہید ہے

شب کو شرابِ ناب مجھے دیکھ یہ کہا
دارو ہے اسکا نام نہایت مفید ہے

جوشِ بہار ہے چمنِ روزگار پر
یعنے شبابِ یار ہے ہنگامِ دید ہے

لیتا ہے کون یہان سرِ عشاقِ باوفا
جنس گران بہا کی کہان پر خرید ہے

یہان جامہ حیات کی اوڑھی ہین دھجیان
جب سے قبائے یار کی قطع و برید ہے

کیا وصف روئے یار ہو صورت ہے نور کی
ذکرِ کلامِ یار کلامِ مجید ہے

پردہ نشین یار سے کہیو تو قاصدا ۔ بندہ کمال آپ کا مشتاقِ دید ہے
اس بت کو چھوڑ کر حرم و دیر میں شیخ ۔ عقلِ شریف سے یہ نہایت بعید ہے
طاقت گھٹی شباب مثال پک گئے ۔ اب بھی وصالِ یار کی مجکو امید ہے
کہنا دکھا کے نامہ اعمال منتہی
جو کچھ کہ لکھدیا تھا یہ اُسکی رسید ہے
شبِ وصل یار نصیب ہو غم و رنج دل سے بعید ہے
یہ جو رات ہے شبِ قدر ہے یہ جو روز ہو دم عید ہے
وہ اُٹھا کے خنجر تیز دم لگا کہنے مجھسے یہ ہو بہم
اسی سن بے میرے اسیر غم در عشق کی یہ کلید ہے
ہوں خراب عاشقِ باوفا کریں چین فاسق و بیحیا
تری عقل سے یہ خلاف ہے تری شان سے یہ بعید ہے
میں دکھا کے خطِ عمل دلا یہ کہونگا حشر میں برملا
وہ جو لکھا تھا ازل کے دن سو یہ پڑھ لو اسکی رسید ہے
یہ کہونگا عاشق زار سے اُسے پوچھلے تو ہزار سے
کہیں عشق گیسوئے یار سے تجھے زہر مار سفید ہے
یہ بشر ہے شعبدہ جہاں یہ جہان ہے بزم مسافراں
یہ مکان دھوکے کا ہو مکان یہ زمانہ قابلِ دید ہے
جو تمہارا منتہی زار ہے یہی کہتا لیل و نہار ہے
اُسے ذوق طاعتِ یار ہے جو ازل کا نیک و سعید ہے
سامنا ہو ہوں رہا جام سے آلو دسے ۔ آنکھ لڑی مدتوں اخترِ مسعود سے
دولتِ وصلت میں پا رہا نکا کھٹکا ہو گر ۔ جس سے ہو پیدا ضرر فائدہ اس سود سے
خال لب یار سے اور دل مغرور در ڈر ۔ کیا کیا کچھ ہے خبر پشہ نے نمرود سے
گرمی سادہ رخان دلکو کریگی کباب ۔ چاہیئے کرنا حذر آتش بے دود سے

عاشقی یار سے ہاتھ اٹھانا نہ دل — منھ نہ کبھی پھیرنا طاعت معبود سے
کر دیا فرمان پذیر بندۂ ناچیز کا — ایسی ہوئی کیا خطا عشق کی مقصود سے
خشک و تر دہر سے ہوگی نہ فرصت کبھی — ہر مری شئی گندھی آب گل آلود سے
حسن کی جلوہ گری دید سے بسر کئے ہوئے — عشق نے پائی نمود ایک بسری بود سے
عاشقی یار کا اصحاب مانع نہ ہو — آدمی لاچار ہے عادت معہود سے
دولت وصل صنم کب ہو گوارا تجھے — شاد تو ہوگا فلک لب مرے بہبود سے
گرد رخ آتشین ہے جو خط عنبرین — ربط یہ کیونکر ہوا آتش و بارود سے
دانت دئے بھر دیا مستون سے منھ مرا — دانت نہ تجھے جسکو ہی سیر کیا دود سے
یار کی تقریر سے آپ بھی کچھ ہیں خبر — پوچھونگا اکدن ضرور حضرت داؤد سے

دولت وصل صنم ہوتی ہے کیونکر نصیب
پوچھونگا اکدن ضرور طالع مسعود سے

نہ خواہش مسند جم کی نہ مطلب فرش قالی سے — گدا کو بوریا بہتر ہے شاہونکی نہالی سے
لگایا آتش رخ نے مرے جام شراب پرتگالی سے — ہوئی ہر موج می کی شاخ گل ہونٹونکی لالی سے
کوئی جاکر کہے اتنا ہمارے لاابالی سے — مزے لوٹے ہیں ہمنے تیری تصویر خیالی سے
نہ رکھہ سر غیر کا زانو پہ اپنے بت نادان — مقابل ہاں کا نسبۂ چینی نہ کر جام سفالی سے
توقع کب ہو دست بے کرم سے مرد عاقل کو — امید بار کب ہو باغبان کو خشک ڈالی سے
ریائی نقش سجدہ داغ پیشانی سمجھتے ہیں — تنفر دل کو رہتا ہے ہمارے مہر جالی سے
حذر رہتا ہے چشم بے مروت سے مجھے ہردم — تنفر جس طرح ہو میکشونکو جام خالی سے
خم می جسکو چاہے بخش دے او ساقی گردون — ہمارا جام بھی بھر دے شراب پرتگالی سے
جفا و جور سے ڈرتے نہیں ہیں خاکسار اے دل — زمین دبتی نہیں ہر اک جہانکی پائمالی سے
بھونکو تانتا ہے ہر گھڑی ظالم سر محفل — کریگا قتل عاشق کو مگر تیغ ہلالی سے
نہ مانع گرمی عشاق کا ہو موسم گل میں — خدا محفوظ رکھے ہر بشر کو خشک سالی سے
دلا بے عشق جانان کے صفت کرتے نہیں شاعر — لگاتے منہ نہیں میکش کسیدن جام خالی سے

شباب آخر ہوا ہر عضو تنکی گھٹ گئی طاقت
مگر ہم جو کتے اب تک نہیں ہیں دیکھا بھالی سے
اُسے زنجیر پھنائی گئی منت کے چھلے سے
رہا ہے عشق جانان منتہی کو خورد سالی سے

قاتل عالم سے کیا یارانہ ہے
دل چراغ گور کا پروانہ ہے
ہر مکان میں جلوۂ جانانہ ہے
عاشقون کا ہر جگہ افسانہ ہے
چھین لیگا بہر زلف عنبرین
یہ دل صد چاک رشک شانہ ہے
لوگ کہتے ہیں جسے پیر مغان
یار کا کیا جلوۂ مستانہ ہے
حلقۂ زہاد مین ہے وہ سیم بر
گنج ہے جسجا وہان ویرانہ ہے
جو بجگہ چلتے تھے کل جام شراب
آج وہان اُلٹا ہوا پیمانہ ہے
بیعت دست سبو سے یہ کھلا
سب سے بہتر مشرب رندانہ ہے
کیون نہ پھانسے دولت دنیا ہمین
ہے وہان پر دام جسجا دانہ ہے
مرد آخر بین کے آگے منعمون
کثرت ہستی بھی اک ویرانہ ہے
کام کیا ہے اسکو ملک و مال سے
پاس جسکے ہمت مردانہ ہے
ہجر مین اشک مسلسل زاہدا
عاشقون کا سبحۂ صد دانہ ہے
منتہی زیر قدم اُس یار کے
سر کٹانا سجدۂ شکرانہ ہے

دولت وصلت نہ ہاتھ آئی اگر تدبیر سے
ایکدن بگڑونگا جا کر کاتب تقدیر سے
کوئی کھدسے جا کے چپٹ واعظ بے پیر سے
مار ڈالین گے کمان ابرو نگہ کے تیر سے
عاشق جانباز ہون شیدا ہون مقتول ستم
آپ کیا واقف نہیں ہین اس مری توقیر سے
جی رہی دیتا ہی لگاہ یار کا مارا ہوا
سچ ہے ناصح کون بچتا ہے قضا کے تیر سے
خواب مین وصلت ہے بیداری میں فرقت بعد
تنگ آیا ہون مین ایسے خواب کی تعبیر سے
مانی و بہزاد نے دیکھا مرقع جب ترا
بنگئے بت ہو گئے خاموش و تصویر سے

کشش عشق پہ قادر جو مرا دل ہو جائے   فاش پردہ ترا اے صاحبِ محمل ہو جائے
دولتِ حسن سے اسکے جو مقابل ہو جائے   چشمِ دیدار طلب کاسۂ سائل ہو جائے
عہدِ پیری مین رہین یا نہ رہین ہوش و حواس   صبح کیا جانئے کیا حالتِ محفل ہو جائے
دم نکل جائے تو ہر عضوِ بدن کو ہو سکوت   شمع بجھ جائے تو خاموش یہ محفل ہو جائے
یار اٹھ جائے بغل سے جو دمِ بادہ کشی   شیشۂ دل صفتِ آبلۂ دل ہو جائے

ولہ

حسن کی دل مین مرے جلوہ گری رہتی ہے   بند اس شیشۂ نازک مین پری رہتی ہے
دل وہان کھلتا ہے جیسا کہ رہے جام شراب   دانہ وہان اگتا ہے جیسا کہ تری رہتی ہے
طفلی و عہدِ جوانی کا نہ پوچھو احوال   بیخودی آگی تھی اب بے خبری رہتی ہے
باغِ عالم مین نہین دستِ کرم کو ہے زوال   شاخ یہ وہ ہے جو تا حشر ہری رہتی ہے
یاد مین جام و صراحی کے ترے اے ساقی   دل بھرا رہتا ہے آنکھون مین تری رہتی ہے
مے و معشوق سے دولت سے بہارِ گل مین   چسکیان رہتی ہین یارونکی چری رہتی ہے
ہر گھڑی رہتا ہے خالِ رخِ محبوب کا دھیان   آج کل سامنے کوتہ نظری رہتی ہے
بھیڑ سی بھیڑ لگی رہتی ہے کوچے مین ترے   جنس الفت کی مگر وہان یہ کھری رہتی ہے
نقدِ دل لیتے ہو ہر ایک کا لے بوس و کنار   آپکے دھیان مین کیا مفت بری رہتی ہے
ہاتھ پکڑا ہے مرا دستِ جنون نے جب سے   ہر گھڑی مدِ نظر جامہ دری رہتی ہے
بال کھولے نہین پھرتا ہے اگر وہ سفاک   پھر کہو کیون مجھے آشفتہ سری رہتی ہے
رند وہان بستے ہین جیسا ہو خم و خمخانہ   نیر وہان رہتے ہین جیسا کہ تری رہتی ہے

جگہ چمن مین جو دی ہمکو آشیان کے لیے   بڑہا کے ہاتھ قدم ہمنے باغبان کے لیئے
کمال بدر پہ ہر وقت آنکھ پڑتی ہے   تڑپ رہا ہون مین اک یارِ نوجوانکے لئے
بوقتِ نزع کھلا ہم کو یہ ہزار افسوس   جہان ہمارے لئے تھا نہ ہم جہانکے لئے
اسی حسین سے ہین عشاق شہرۂ آفاق   فروغ ہو گیا یوسف سے کاروان کے لئے

بلند رتبہ دلا بیقرار رہتے ہین
نہ مضطرب ہو کہ گردش ہے آسمانکے لئے

کبھی چمن مین کبھی اُس گلی کا پھیرا ہے
زمین پسند مین کرتا ہون اک مکان کیلئے

نکر سکا مین زرا رُعبِ حسن سے فریاد
دہن کو کھول کے مین رہگیا فغان کیلئے

قفس مین حال ہے جو بلبلِ خوش الحان کا
وہی ہے حال دہن مین مری زبان کیلئے

فروغ خانۂ دلکو ہے داغِ الفت سے
نگین نہ ہوئے تو رونق نہین مکانکے لئے

عصا ہے قدِ خمیدہ کے واسطے لازم
ضرور چاہئے چلا دلا کمانکے لئے

ولہ

جہان نظر مجھے ابرِ بہار آتا ہے
خیالِ رحمتِ پروردگار آتا ہے

چمن مین ساقیِ گلگون عذار آتا ہے
کہ کھیلنے بطِ مے کا شکار آتا ہے

وہ لیکے جام مئے خوشگوار آتا ہے
میرا انیس مرا غمگسار آتا ہے

سوائے حکم ترے کب قدم ہلا کس کا
یہ کس حساب کو روزِ شمار آتا ہے

لپٹ کے روتا ہون کیا کیا لحد کی پہلو سے
کسی کا یاد جو بوس و کنار آتا ہے

خدا ہی جانے کہ کس بحرِ حسن سے چھٹ کر
عدم سے آتا ہے جو اشکبار آتا ہے

اُسی بھی برقِ نگاہِ صنم نے پھونکا ہے
جو پیکِ یار بہت بیقرار آتا ہے

بجا کے دیر مین ناقوس دی حرم مین اذان
کہان کہان تجھے عاشق پکار آتا ہے

برنگ بوئے گل اسکا مزاج ہے لیکن
ہوا کے گھوڑے پہ ہر دم سوار آتا ہے

یقین ہوتا ہے مجکو مقامِ عاشق کا
جو رو برو مرے ویرانۂ دیار آتا ہے

جو دیکھتا ہون ترا عقدۂ شبِ گیسو
خیالِ نافۂ مشکِ تتار آتا ہے

اٹھایا سر کو افق سے جو ماہِ نو رنے
پکارا دل مرا گردون وقار آتا ہے

عذابِ نزع سے چھٹ جائے منتظر دم مین
کہو پکار کے وہ تیرا یار آتا ہے

دور کس طرح سے یہ خواہشِ دنیا ہووے
قطع کس طرح مرا دستِ تمنا ہووے

کس طرح دل مین ہوا اُس بحرِ لطافت کا خیال
بند اس کوزی مین کس طرح سے دریا ہووے

نظر بد سے جو اُس مہر لقا کو دیکھے — کور ہو جائے اگر دیدۂ بینا ہووے
خس ہم جنس سے کرتی ہے نہایت غیرت — جامۂ جسم گل دامن صحرا ہووے
بزم میں عاشق و فاسق کا ہے مجمع اے دل — مجکو معلوم نہیں یار وہ کس کا ہووے
زخم وہ تیغ تبسم کا لگا ہے دل پہ — سی سکے اُسکو نہ گر سوزن عیسا ہووے
ناز دل کم نہ سمجھنا کبھی اے اہل نیاز — یہ وہ قطرہ ہے جو بڑھ جائے تو دریا ہووے
مے پرستی کا جو آئے مرے ساقی کو خیال — مے سے لبریز ابھی گنبد مینا ہووے
چھوڑا تیرا جلے آتش گل سے صیاد — پھر مرغان چمن خوب تماشا ہووے
بزم میں میری اگر ساقی مہوش آجائے — پھر نہ خاموش کبھی شیشۂ مینا ہووے
ہجر میں رہتا ہے اسمر تبہ مشتاق لقا — وصل ممکن ہو تو پھر حال ترا کیا ہووے
رخ رنگین پہ نمو ہو نہ غبار خط کا — جامۂ گل نہ آبی کبھی میلا ہووے
ضبط گریہ رہے جبتک نہ کبھی آئے فغان — عقدۂ مہر و محبت نہ دلا وا ہووے

اُس سے ہو سکتی ہے تعریف بت پردہ نشین
منتہی جسنے کبھی آنکھ سے دیکھا ہووے

جاہ و حشم نہ ملک شہنشاہ لیجیے — جامہ جو ساتھ لائے تھے ہمراہ لیجیے
عاشق ہوں یار تک کوئی للہ لیجیے — پیاسا ہوں میں کوئی طرف چاہ لیجیے
مے کو مرید میکدہ ہمراہ لیجیے — نسبت عنب کو بندۂ درگاہ لیجیے
کعبے کو شیخ جائے کلیسا کو برہمن — ہم جانتے ہیں اودھر جدھر اللہ لیجیے
ان بے نواؤں کا خط تقدیر دیکھنا — بن کشن کے یہان گدا لقب شاہ لیجیے
میں جانتا ہوں منزل مقصود سامنے — اُس راہ سے جو یہ دل آگاہ لیجیے
موقوف دیر پر نہ ہے کعبے پہ خدا سُل — جس راہ سے ملے وہ اُسے راہ لیجیے
پوچھوں گا وقت نزع کسی خاکسار سے — کیا چھوڑا ملک و مال سے کیا شاہ لیجیے
کتم عدم سے کھینچ کے لایا وجود میں — اب دیکھیے کدھر بت دلخواہ لیجیے
بازار دہر میں دم آخر کو ناصحا — جو کچھ کما گئے ہے وہی شاہ سے لیجیے

صبحِ وصالِ یار ہمین بھی نصیب ہو — تقدیر جانبِ گرہِ ماہ لے سپ چلے

دل نابلد ہے راہ سے قاصد ہے نابدید
کوئی بتان مین اب ہمین اللہ لیچلے

یار و اغیار سے بگڑتی ہے — آج تقدیر اپنی لڑتی ہے
جبکہ قاتل سے آنکھ لڑتی ہے — ایک تلوار دل پہ پڑتی ہے
خاکساری پہ باندھتا ہون کمر — میری قسمت زمین پکڑتی ہے
یہ وہ میزانِ چشم ہے اپنے — جسمین دنیا کی چیز تڑتی ہے
پھونکتے ہین بتانِ گریہ گرم — کوہسارون سے آگ جھڑتی ہے
کہہ نہ یادِ شباب پیری مین — چیز جو بنتی ہے بگڑتی ہے
گوشِ گل کر ہے چشمِ نابینا — باتین بلبل عبث تو گھڑتی ہے
میری آغوش سے وہ جاتا ہے — روح قالب سے اب بچھڑتی ہے
آستین پھر صنم چڑھاتا ہے — پھر کہین آجکل بگڑتی ہے
طاق ہوتی ہے طاقتِ ہر عضو — کیسی بستی بسی اوجڑتی ہے
یاد آتی ہے جب وہ نوکِ مژہ — پھانس سی اک جگر مین گڑتی ہے
گرمیان کرتے ہین بتِ کمسن — سنگ ریزون سے آگ جھڑتی ہے
رعب سے جنکے کانپتی تھی زمین — خاک آنکی پڑی لتھڑتی ہے

منتظر تری سخت جانی سے
موت بھی ایڑیان رگڑتی ہے

مصیبت مری جان پر ہو گئی — تجھے دیر جب نامہ بر ہو گئی
شبِ ہجر اکثر ادہر ہو گئی — اجل مجھسے تو بیخبر ہو گئی
کیا آہ نے میری پیدا اثر — مگر خشک تھی شاخ تر ہو گئی
وہ کل کھینچ کر تیغ کو رہ گیا — قضا میری مجھکو سپر ہو گئی
مٹا عہدِ پیری کا داغِ دلی — خموش اپنی شمعِ سحر ہو گئی

مٹے دل سے چھالے تپ ہجر کے
یہ شاخ اجکل بے ثمر ہو گئی

لے آیا پیام وصال صنم
مری زندگی نامہ بر ہو گئی

ہوا پیری مین ہوش عہد شباب
کھلی آنکھ جبدم سحر ہو گئی

دکھاؤنگا ناصح تجھے حال یار
کشش دلمین پیدا اگر ہو گئی

رہا دیو فرقت کا وہ سامنا
کہ اپنی طبیعت نڈر ہو گئی

ہوا مجکو نازنظر کا گمان
وہ نازک تمھاری کمر ہو گئی

بیاض سحر ہو گی فرد عمل
اگر دل سے یہ چشم تر ہو گئی

کہا درد فرقت تو ہنسکر کہا
تمھاری بھی یوہین بسر ہو گئی

خط شوق لکھ لکھ کے عاشق ہوا
عبارت بڑی مختصر ہو گئی

کیا کام دل کا جگر کا کبھی
نگہ تیری تیغ دو سر ہو گئی

پھرے مردم دیدہ اس تک کیا
خدای ادھر سے ادھر ہو گئی

رگ گل کا مجکو یقین ہو گیا
یہ اس گل کی نازک کمر ہو گئی

عدم سے ہوا مجکو ممکن وجود
کدہر تھی طبیعت کدہر ہو گئی

فغان کشش ہے مضطر ہے عقل ولی
کسی بد نظر کی نظر ہو گئی

بچا شب مرے ہاتھ سے فتنہ جو
میان منتقمی خیر سے سر ہو گئی

عشق تو شایان دل ہے عشق کو دل چاہیے
می تو قابل منہ کے ہے منہ میکی قابل چاہیے

بادشاہو نکو مبارک تخت و تاج و ملک و مال
ہون گدائے دہر مجکو نقش عادل چاہیے

دیر ہو دیر یا حرم یا ہو خرابات مغان
کوئی ہو بندہ یکو راہ عشق کامل چاہیے

انتظام ملک وحشت کسی کا عاقل کا نہین
اس علاقہ کے لئے دیوانہ عامل چاہیے

دیکھتے ہو اک نظر سے عاشق و فاسق کو یار
آدمی کو امتیاز حق و باطل چاہیے

منہ مری جانب کو کر کے آج کہتا ہے وہ شوخ
بار الفت کا ہمین بھی ایک حامل چاہیے

رکھیے آنکھون پر اسے دلمین جگہ پھر دیجیے
آمد اس محبوب کی منزل بمنزل چاہیے

بدنذا قونکو ندنیا ساقیا جام شراب ایسے بے مغزون کو بیاری زہر قاتل چاھئے
جلوہ دیدار دکھلائیکو گر اُٹھے نقاب حال سے ہوجائے ہر اک اپنے غافل چاھئے

وله

جفا کی بے گنا ہون پر جفا کی کہ جسنے عشق بازی کی بنا کی
نصیحت ہمکو پیر پارسا کی مفید اک موج ہے باد صبا کی
رہی یہان فکر وصلت انتہا کی وہان قسمت مری مجبر نہیبا کی
ہر اک حالت مین دل کا یا جگر کا نگاہ یار کام اپنا کیا کی
نوشتہ فرد قسمت کا مٹی کب سپر ممکن نہین تیغ قضا کی
ستا کر عاشق شیدا کو ظالم جہان مین اپنے اوپر خود جفا کی
اوڑا کر دشت وحشت سے یکایک صبا سچ کہہ ہماری خاک کیا کی
ملائک تک لگے دم بھرنے اُسکا مرے محبوب نے کل وہ ادا کی
کرون گلشن مین جا کر آہ گر سرد بہت برباد ہو مٹی صبا کی
شب وصلت بڑہی بیمارئی عشق عجب تاثیر دیکھی اس دوا کی
لپٹ کر آئی ہے کاکل سے اُسکے بسی ہین مشک سے نعلین صبا کی
حریص چشم شاہنشاہ عالم مری نظرون مین کشتی ہر گدا کی
جہان کی بحر مین سو بار دیکھا
نظر آئی نہ صورت آشنا کی

عاشق یار جفا کار ہوا چاہتا ہے سر مرا اُنکو مرے بار ہوا چاہتا ہے
دل کا ہر ایک خریدار ہوا چاہتا ہے گھر مرا مصر کا بازار ہوا چاہتا ہے
دل رہ عشق مین ہوشیار ہوا چاہتا ہے صفت دیدۂ بیدار ہوا چاہتا ہے
دل کو وحشت سے سروکار ہوا چاہتا ہے یہ تماشا سر بازار ہوا چاہتا ہے
آئینہ کا وہ طلبگار ہوا چاہتا ہے حال سے اپنے خبردار ہوا چاہتا ہے
شیفتہ ہوتا ہے زلف بت ہر جاے کا دل کو سودا سر بازار ہوا چاہتا ہے

آئینہ رویونکا رہتا ہے تصور مجکو — دل مگر طالبِ دیدار ہوا چاہتا ہے
نغمۂ بلبلِ گلزار پسند دل ہے — کس کا یہ مائلِ گفتار ہوا چاہتا ہے
دمبدم تولتا ہے تیغ نگہ کو اپنی — کس کا وہ مائلِ آزار ہوا چاہتا ہے
تاک جھانک اوسکی طبیعت کو لگی رہتی ہے — عاشقِ روزنِ دیوار ہوا چاہتا ہے
سُنکے احوال محبت مرا بولا وہ شوخ — کس لئے جان سے بیزار ہوا چاہتا ہے
شیفتہ دستِ حنائیکا وہ ہوتا ہو کبھی — دیدۂ دل مرا خونبار ہوا چاہتا ہے

اُسکی زلفون کا تصور مجھے رہتا ہے مدام
دل بلاؤنمین گرفتار ہوا چاہتا ہے

اسیرِ عشق کی اے دل رہائی مشکل ہے — یہ وہ مرض ہے کہ جسکی دوائی مشکل ہے
کمالِ عشق کی دل مین سمائی مشکل ہے — ہوا ثبوت کہ کارِ خدائی مشکل ہے
غبار خط نکل آیا ہے رُوئے روشن پہ — کہو تو صاف کہون مین صفائی مشکل ہے
مُدام مین مئی عشرت سے چور رہتا ہون — مری سے شیخ تجھے پارسائی مشکل ہے
جہان مین شاہ کو ہر ایک شی پہ قدرت ہے — ترے گدا کی تو حاجت روائی مشکل ہے
غرور شاہ کو زیبا ہے جسقدر ہووے — مگر گدا کو ترے کج ادائی مشکل ہے
سر غرور تجھے عجز ہے مجھے زیبا — تجھے ہے سہل مجھے کج ادائی مشکل ہے
ذرا بھی تجھ مین محبت کی بو نہین پاتا — خفا نہ ہوئے تو کیون دلربائی مشکل ہے
فغان سوال ہے جسکا صدا ہے آہ دلی — تمھارے کوچکی پیارے گدائی مشکل ہے
یقین ہے کوچۂ کاکل مین دل کا پہچانا — زیادہ اس سے سر مو رسائی مشکل ہے

حرم مین دیر مین ہے سہل تر تجھے جانا
مگر مرے درِ دل تک رسائی مشکل ہے

نفس سگِ پلید کو گر اپنے مارئے — مانند شیر دشت جہان مین ڈکارئے
اُس گل کو جوشِ گل مین یہ کہکر ابھارئے — گلشن مین عندلیب کو ملکر پکارئے
پھر مرغِ دل کو پھانسنے پھر جال مارئے — پھر ہو سکے تو آپ کے گیسو سنوارئے

پیری مین کیف عشق سے توبہ تو کیجیے
منزل رہی ہو تھوڑی سے ہمت نہ ہارئیے
گرداب بحر عشق کے چکر مین رات دن
کون آشنائے حال ہے کس کو پکارئیے
دل دے کے جور و ظلم کا شکوہ نہ کیجیے
دو دن کی زندگی کسی ڈھب سے گذارئیے
اہل ہوس کی رہ مین مٹی خراب ہے
گلیون مین خاک چھان ہر رہ مین نیارئیے
مانند زلف غیر کو کیون سر چڑھائیے
آنکھون سے شکل اشک کے اوسکو اُتارئیے
پیدا اگر ہین اثر جو دُر اشک ناصحو
ان موتیون پہ ہنس کو سو بار وارئیے
جسنے مرے وال آپ کی گلتی نہین کہین
یون منھ سے جتنی چاہیے شیخی بگھارئیے
نالہ جو زیر تیغ کیا مین نے جس گھڑی
بولے کہ ایکدم کے لئے دم نہ مارئیے
توبہ شراب عشق سے کس طرح کیجیے
کیونکر یہ جن چڑھا ہوا سر سے اُتارئیے
کیا کیا نہ دوست اپنے میان عدم گئے
کس کو تلاش کیجیے کس کو پکارئیے
اُس بُت کے بحر حسن مین دل کو ڈبوئیے
اس کشتی حیات کو یون پار اُتارئیے

منظور ہو جو راحت کونین منتقی
ہاتون کو کھینچ لیجیے پاؤن پسارئیے

میٹھی ہے ایسی بات اُسکی
لونڈی ہے اک نبات اُسکی
سمجھا نہ مین ایک بات اُسکی
بچپن کیا کائنات اُسکی
عالم ہے بے ثبات اے دل
اک ذات کو ہے ثبات اُسکی
مہ اسکا ہے آفتاب اُسکا
دن اُسکا ہے اور رات اُسکی
کس منھ سے کرون مین وصف اُسکا
ہے عقل سے دور ذات اسکی
ممبر پہ جو بک رہا ہے واعظ
کب سنتا ہون خیرات اُسکی
ہے دولت حسن پاس تیرے
دیتا نہین کیون زکات اُسکی
ہے جو کہ شہید تیغ تسلیم
ہے مثل خضر حیات اُسکی
دم دیکے نہ نقد دل کو لیلی
چل جائے کہین نہ گھات اُسکی
جو دل کہ ہے غرق بحر دنیا
کیونکر ہو گی نجات اُسکی

دل جاتا ہے سوئے کوئے قاتل   خالق رکھے حیات اُسکی
دم دے کے لے آیا یار کو دل   کیا رہ گئی آج بات اسکی

تنہا نہین ملتفی کسی جا
تقدیر ہے اسکے ساتھ اُسکے

دشمن و دوست کی تدبیر سے کیا ہوتا ہے   وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے
تودہ خاک ہے انسان کا جسم خاکی   ایک جھونکے سے ہوا کی وہ ہوا ہوتا ہے
فرقت یار کا جو کچھ کہ صدمہ دل پہ   لائے اسکو زبان پر تو گلا ہوتا ہے
عاشقون کو نہ ڈرا حشر کے دن سے واعظ   روز فرقت انہین روز جزا ہوتا ہے
سر نوشتہ ازلی سے نہین پھر سکتا ہون   پھر جو ہوتا ہے مرے حقمین بجا ہوتا ہے
دل جو رہتا ہے زمانے کی کدورت سے بری   آئینہ سے بھی زیادہ وہ صفا ہوتا ہے
نقد دل دیتا ہون بوسے کے عوض مین تجکو   جو بھلا کرتا ہے اوسکا بھی بھلا ہوتا ہے
زور و زر جسکو زمانے مین میسر ہوئے   عشق کا فن اُسے البتہ روا ہوتا ہے
صدمہ جو وقت گذرتا ہے شب فرقت کا   شب وہ ہوتی ہے مین ہوتا ہون خدا ہوتا ہے

ولہ

کلی جو گل کی چٹک رہی ہے طبیعت اپنی کھٹک رہی ہے
جہان مین وحشت بھٹک رہی ہے ہزار سر کو پٹک رہی ہے
چمن مین ہر جو کہ شاخ سنبل عروس گل کی وہ یا ہو کاکل
مجھے خبر ہے کچھ اسکی بلبل جو اسکے منھ پر لٹک رہی ہے
وہان مجھے شوق دل تو لیجا جہان نہ ساغر نہ ہوئے مینا
سرنگ ساقی ہر اک بیٹھا شراب خالص ٹپک رہی ہے
چمن مین بلبل یہی پکارا رہی تو مستون کی پھر آئی باری
زبان یہ شیشے کے ہی یہ جاری شراب لو یہان ڈھلک رہی ہے
کہین یہ مجمع ہے مستونکا کہین اکھاڑہ ہے ان بتونکا

کہین برستا ہے بادلون کا کہین پہ بجلی چمک رہی ہے
مژہ کی الفت مین زار بنکر رہا ہون موہی لگار بنکر
یہ سانس سینے مین خار بنکر جگر کے اندر کھٹک رہی ہے
نہ اسمین آئی ذرا کدورت گلون کی میلی نہ سباحت
صبا چمن مین پئے لطافت گلون کے جامی پٹک رہی ہے
نہین بگولا سیان ہامون جو مجھ سے پوچھو تو صاف کہدون
تلاش لیلی مین روح مجنون ہر ایک جانب بھٹک رہی ہے
غرور حسن اسے لگا رکب تک چمن کے اوپر بہار کبتک
رہو گے زیب کنار کب تک خزان ہر اک گل کو تک رہی ہے
جہان نہ بھٹی نہ میکدہ ہے عجب طرح کا مگر سما ہے
خم فلک مین یہ کیا بھرا ہے شراب جا فی ٹپک رہی ہے
کہون مین نقرہ وہ ہے ہنسی کا چراغ محفل کا ہے فلیتا
چھٹا جو شملہ ہے جو شیخ جی کا یہ انکی شیخی لٹک رہی ہے
بہار لایا ہے ساغر گل بھرے ہین گویا پیالۂ مل
نہین ہے محفل مین شور قلقل چمن مین بلبل چہک رہی ہے
لڑائے کسی سے آنکھ اوپر نگاہ اسکی ہے مثل خنجر
مین دیکھتا ہون کہ چشم اختر فلک کے اوپر جھپک رہی ہے
ہمارے دل مین نہین ہے کینہ کہ جیسے بحر م ہو نگینہ
یہ بحر ہستی کا ہے سفینہ اسی پہ دنیا پھڑک رہی ہے
بہار ہے دور مسکنی کی گلون کی رنگت ابھی ہے پھیکی
عجب حالت ہے منتہی کی ابھی سے چھاتی دھڑک رہی ہے
بغل مین یار رہے جام آفتاب رہے	عدو کا آتش حسرت سے دل کباب رہے
دھرا ہے جب سے قدم کوچۂ محبت مین	بہت تباہ رہے خانمان خراب رہے

وفورِ نور ہوا مانعِ نظارۂ مہر | فروغِ حسن کا رخ پر ترے حجاب رہے
کھلے جو دفترِ طولِ عمل مرا واعظ | جزا کے روز ہر اک شخص بے حساب رہے
فروغ حسن ہے پردے مین پھنک رہی ہر دل | کہو تو کیا ہوا اگر یار بے نقاب رہے
رہین شگفتہ مرے دلمین داغ عشق مدام | چمن مین جیسا کہ پھولا سدا گلاب رہے
قدم پہ تاکی رہے کوئے محبت مین | ہزار طرح کے دل پر مرے عذاب رہے
ہوئی کبھی نہ زمانی مین آبرو ریزی | گہر کی طرح سے ڈوبے میان آب رہے
فروغِ حسن وہ مجکو دکھادی پردے سے | کہ جس سے یار مرے نورِ آفتاب نہ رہے

ولہ

شب کو نہ چین ہے نہ تو دن کو قرار ہے | قابو مین دل ہمارا اپنے نہ پہلو مین یار ہے
نظارہ حسن کا ہی شب وصل یار ہے | ممکن خدا کے فضل سے سیر و شکار ہے
سنتا ہون اُسکی نغمہ سرائیکی دھوم دھام | موسم مین گل کے دیکھنا مین ہون ہزار ہے
آغازِ خطِ سبز ہے روئے نگار پر | گویا کہ صحن باغ مین ابرِ بہار ہے
بس دل وہی کدورت دنیا سے دور ہے | آئینہ وار ہے وہ اُس سے دوچار ہے
مرتے ہین اُسپہ عاشق و معشوق ایدار | جوبن پہ اُس پری کے عجائب بہار ہے
ایک ایک عقد موتی معنبر پہ یار کے | صدقے ہزار نافۂ مشک تتار ہے
وہ آشنا سے حال ہین وہ مین شفیق حال | غصہ ہے درد وغم ہے شب انتظار ہے
اغیار کا تو یار سے ایدل گلا نہ کر | اُسکا پہ خار چاہیے اچھا بہار ہے
اُسکے سمند ناز سے اُٹھا تھا ایکدن | جسکا بگولہ نام ہے اپنا غبار ہے
آئی بہار پھرتے ہین دیوانگان عشق | ہر سمت اونکا شور ہے ہر سو پکار ہے

فرزند ارجمند سے ہے یار منتظی
دنیا مین نام نیک بڑا یادگار ہے

اسیرِ عشق صنم کی رہائی مشکل ہے | نئے جو شیر و شکر پھر جدائی مشکل ہے
دعائے دولت وصلت تو مین کرون لیکن | در قبول تک اُسکی رسائی مشکل ہے

کلام یار سر بزم سن کے آیا ہون — چپ عندلیب چمن خوش نوائی مشکل ہے
مرید پیر خرابات مین ہوا تو کھلا — اے شیخ شہر بہت پارسائی مشکل ہے
کھو لگا بلبل باغ جہان سے مین چلکر — خموش رہئے بہت خوشنوائی مشکل ہے
خبر ہے تجکو اگر یار سخن اقرب کی — یہ وصل وہ ہے کہ جسکی جدائی مشکل ہے

کھلا یہ کوئے محبت کے رہنے والونسے
تری گلی کی نہایت گدائی مشکل ہے

ہوا ثبوت جہان مین بہار آتی ہے — کہ ہر طرف سے مجھے بوئے یار آتی ہے
چمن مین آج مئی خوشگوار آتی ہے — مری نہیں مری غمگسار آتی ہے
ہمارے پاس مئی خوشگوار آتی ہے — کہون مین رحمت پروردگار آتی ہے
چمن مین جبکہ عروس بہار آتی ہے — ہزار طرح کا کرکے سنگھار آتی ہے
کہ ہر موج نسیم بہار آتی ہے — ہزار جانسے جو سینہ فگار آتی ہے
عجب شان سے فصل بہار آتی ہے — لئے ہوئے بط مے کا شکار آتی ہے
کمال ضبط طبیعت پہ اپنی رہتا ہے — کمال خواہش دل ہمکو بار آتی ہے
دل و جگر کا عیان حال مجھپہ رہتا ہے — تمام دن خبر ہر دیار آتی ہے
اٹھا کے ہاتھ دعا مانگ تا کہ ہو مقبول — یہ بات ہات کہین بار بار آتی ہے
چلے ہی جاتے ہین دنرات یار سوئے عدم — ہماری دیکھئے کس روز بار آتی ہے
یہ سب نشان ہین نیرنگ ساز عالم کا — نظر جو صورت نقش و نگار آتی ہے
نکلتی آہ جو ہے منہ سے وہ شرر افشان — جو شمع آتی ہے وہ اشکبار آتی ہے

عروس گل پہ پڑی اوس تھی شاید
جو شبنم آج بہت اشکبار آتی ہے

وہی جنیو سے بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی فرقت کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی
وہ مجبوری وہ ناچاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی دل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہ اُس مہ سے چھپی یاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
خفی دلکی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

رہِ الفت کا جویان ہون اُسی کوچیکا پویان ہون
وہی گردش وہی خواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

گریبان چاک رکھتا ہون پریشان حال رہتا ہون
جنون کی وہ خفا کاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی لپکا ہے ان آنکھون کو اپنی دیدبازی کا
نہایت سخت بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے انتظار اُس یار پردہ پوش کا ہر دم
وہی آنکھون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی ہے روز فرقت شکل عزرائیل کے ہم کو
وہی شب موت سے بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

پیام وصل ہے انکا وہی انکی محبت سے
وہی راہِ وفا جاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

شمشیر ناز یار کی جبدم اوگل پڑے — اس رشتۂ حیات مین کیونکر نہ بل پڑے
اللہ رے خوشی محبین عاشق کے قتل کی — فوارہ خون کا دیکھ کے صاحب اچھل پڑے
وعدہ خلاف یار دل بیقرار کو — ہر دم کے انتظار مین کس طرح کل پڑے
یاد آئے جس گھڑی دُر دندان تری صنم — بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے
اس جذبۂ دلی سے مین جسوقت کام لون — پردہ نشین یار وہ باہر نکل پڑے
کیا کیا نہ پیچ پاچ کئے ہم سے یار نے — کیا کیا نہ اپنے رشتۂ الفت مین بل پڑے
پست و بلند عشق کی منزل نہ پوچھئے — کیا کیا نہ سامنے مرے دشت و جبل پڑے
تھا رہ کرنے ہی مین گر سے دلسے یار کے — اشک تھے کہ آنکھ سے اک پل مین ہی ڈھل پڑے

سیف

کیون دل صفا ہو عارضِ جانان کو دیکھکر — بے اختیار آپ یکایک پھسل پڑے
بیخود مئے شباب سے رہتے ہو جان جان — شمشیر ناز ایسا نہ ہو وے اُگل پڑے
گذری ہیں انتظار مین کل بیقرار یان — یارب کسیطرح سے مجھے آج کل پڑے
کوسون کبھی ہماری طبیعت سے دور ہے — یہ تیغ وہ نہین ہے کہ جسمین بل پڑے

خالی رہے کبھی نہ شراب وکباب سے
اوقات منتقی مین نہ یارب خلل پڑے

نقش جب جب کوئی دکھاتا ہے — نام تیرا ہی یاد آتا ہے
درد فرقت کا جب ستاتا ہے — وصل کا روز یاد آتا ہے
ہمنے دیکھا ہے روئے تابان کو — پھر نظرون مین کب سماتا ہے
شعلۂ آتشِ غمِ فرقت — آگ دل مین مرے لگاتا ہے
دردِ دل انتظارِ جانان کا — گہ اُٹھاتا ہے گہ بٹھاتا ہے
فرقتِ مہر وش مین عاشق کو — کس طرح سے قرار آتا ہے
میرا چلو ہی مے سے بھر ساقی — اورونکو جام تو پلاتا ہے
سن چکا ہون مین گفتگوئے یار — نغمۂ بلبل عبث سناتا ہے
بھیجتا ہے نہ وہ پیام وصال — نہ لگی کو مری بجھاتا ہے
بہر تسکین یہ دل سے کہتا ہون — یار آتا ہے یار آتا ہے
اتنا کھیتو [illegible] بر اُس سے — دیوِ فرقت ہمین ستاتا ہے
آئینہ ہون غبارِ دنیا کا — خاک مین کیون مجھے ملاتا ہے
سرمۂ چشمِ سیاہِ جانان کا — کیا مجھے دور کی سجھاتا ہے

دیوِ غمِ ہجرِ یارِ جانی کا
منتقی کیا مجھے دکھاتا ہے

کھہ دیا ہے جو تونے ہوتا ہے — وہی اُگتا ہے جو تو بوتا ہے
وقت پیری ہوا تو روتا ہے — آج فردِ عمل کو دھوتا ہے

دل کو دیتا ہے کیوں پئے دنیا　　موتی کانٹوں میں کیوں پروتا ہے
یاد آتی ہے کاوشِ مژگان　　کانٹے دل میں کوئی چبھوتا ہے
پیری آئی شباب چل نکلا　　چیت کس نیند یار سوتا ہے
نقد دل دیتا ہے پئے دنیا　　دولتِ لازوال کھوتا ہے
دل کو کرتا ہے غرقِ بحرِ ہوس　　ایسی کشتی کو کیوں ڈبوتا ہے

ولہ

وصالِ یار میں فقرے بُرے بلا کے چلے　　چمن میں رات کو جھوکے بہت ہوا کے چلے
عدم سے لائے تھے آئینہ وار اپنا تن　　غبار ہستیِ ناشاد میں ملا کے چلے
ہمارے دل پہ یہ داغ فراقِ یار لگے　　برنگ سروِ چراغاں اسے بنا کے چلے
جہان کی بزم میں سوزِ غمِ محبت سے　　مثالِ شمع ہر اک استخوان جلا کے چلے
برنگِ عارضِ دلدار رنگ لانے میں　　گلوں کے منھ پہ طمانچے بہت صبا کے چلے
منشی نے آپ کی پامال کر دیا دل کو　　چلے تو آپ مگر خاک میں ملا کے چلے
تلاشِ یار کو آئے تھے ملکِ ہستی میں　　کہ ذرّے اپنے بہت تہمتیں لگا کے چلے
صبا یہ کہیو تو اس شہسوارِ عالم سے　　سمندِ ناز سے دلکو مرے بچا کے چلے
عدم سے آئے تھے دنیا میں سیر کی خاطر　　ہزار بار اسی یار آزما کے چلے
کدورتِ دلِ عشاق جس سے اوڑ جاتی　　نہ ایسے جھوکے الٰہی کبھی ہوا کے چلے
مرے طرف سے فقط پھیر کر وہ منھ بیٹھا
کبھی جو بزم میں نشستہ کر حیا کے چلے

رہ گئے اشکوں میں لختِ جگر آتے آتے　　رُک گئے بحر سے لعل و گہر آتے آتے
تھم گئے قطرۂ خونِ جگر آتے آتے　　رُک گئے مجمرِ دل سے شرر آتے آتے
ہوتے ہوتے نہ ہوا مصرعۂ رنگین موزوں　　بند کیوں ہو گیا خونِ جگر آتے آتے
تھم گئے اشک مرے آنکھ سے ڈھلتے ڈھلتے　　رہ گئے چشمِ صدف سے گہر آتے آتے
رہ گیا کھلنے پہ غماز رنگِ سخن کے مری　　پھر گیا یار مرا بر راہ پر آتے آتے

دیدیا نقد دل اُس تبکو بغیر از جائے
ہوگیا راہ مین کیا ضرر آتے آتے

دیکھتے دیکھتے دیکھین گجے مرے جوہر طبع
آئین گے آئین گے اہل نظر آتے آتے

کیا پھرا زنگ کدورت سے یہ آئینہ دل
جو نظر آئے نہ وہ پھر نظر آتے آتے

گردش چشم نے کس کو تہ و بالا نہ کیا
ہوگئے زیر وزبر راہ پر آتے آتے

اشک خونی نہین آتے ہین تو آنکھون سے ترے
کیون رکی منتقی دل کی خبر آتے آتے

اوتارا مرا اسنے سر آتے آتے
یہ قصہ کیا مختصر آتے آتے

رہا آہ مین کیون اثر آتے آتے
نہ آیا مجھے یہ ہنر آتے آتے

ہوئے سدرہ تیرہ بختی ہماری
پھرا راہ سے شب قمر آتے آتے

یہان تک کہ ہے آمد و شد نفس کی
کدہر گم ہوا نامہ بر آتے آتے

چلے راہ وہ ہ بیچ کی اپنے گھر سے
سحر ہوگئی میری گھر آتے آتے

کدہر گم ہوئے میرے ہمراہی یارب
کدہر کو گئے ہم سفر آتے آتے

صفا کیا تھا آئینہ دل کا اپنا
نظر کیون نہ آیا نظر آتے آتے

یہان فرد عصیان کی دہونیکے خاطر
لے آیا ہون مین چشم تر آتے آتے

ہوا غیر کا وہ مرا ہوتے ہوتے
ملا خاک مین وہ گہر آتے آتے

گئی جان پیری ہی مین فرقت سے پہلے
ہوی صبح وقت سحر آتے آتے

طبیعت تھکی شعر لکھ لکھ کے شب کو
نہ آیا یہ خون جگر آتے آتے

جدا وہ ہوا دل لگاتے لگاتے
پھرا وہ مری راہ پر آتے آتے

موئے منتقی راہ قاصد کی تہک کے
ہوگئے بے خبر تم خبر آتے آتے

ہے جدا گانہ طبیعت کافر و دینداری کی
ایک سے حالت نہین ہے غافل و ہشیاری کی

باغ عالم سے اوڑ سے باد بہاری یاخدا
چل بسے دیوانگان رونق گئی گلزار کی

دور کی مجکو سجاتا ہے میثال دوربین
کیا کرون تعریف اپنے دیدۂ بیدار کی

بحرِ حسنِ یار کے لاکھون ہوے ہین آشنا
ابرو باقی نہین اس چشم دریا بار کی

دھیان ہے اسمین بہت چشمانِ مستِ یار کا
دل نہین پہلو مین بستی ہے کسی غمخوار کی

شہرۂ تیغِ تبسم ہے جو اسکا اسقدر
ہے سراسر شکل میرے زخمِ دامندار کی

اسقدر اسمین بھرا ہے نورِ حسنِ یار کا
صاف انجم کی ہے صورت روزنِ دیوار کی

یار ہر جا ہی سے نفرت ہوا ہے پرہیز کر
دل نہین پہلو مین اک گٹھری ہے زنگ و عار کی

ہے تپِ عشقِ صنم خورشید کو ثابت ہوا
زرد ہو جاتی ہے رنگت مردمِ بیمار کی

رہتا ہے اسمین تصورِ آتشین رخسار کا
ہر تماشے دلپہ پھبتی مرغِ آتشخوار کی

بوسۂ عناب لب ہین یار کے حبِّ شفا
چاہتا ہون جلد تر صحت دلِ بیمار کی

جسکو راہِ راست کہتے ہین جہا مین ناصحو
تیز تر مین جانتا ہون باڑ سے تلوار کی

جوش سے ہے جوشِ گل میکش پہ پیکش کرتے ہین
بن پڑی ہے آجکل کیا ساقیِ سرشار کی

فرد قسمت دیکھکر کیون رو رہا ہی آج تو
منتقی یہ بات تھی روزِ ازل تکرار کی

جہان مین تا کہ رہے آپ کی جو باقی
ترے کرم سے رہے میری آبرو باقی

یہان بتون سے رہی ہی جو گفتگو باقی
کھونگا حشر کے دن تیرے روبرو باقی

ہر اک گلی مین تری تیغ جل چکی قاتل
رہا ہے ایک مرا کوچۂ گلو باقی

تلاشِ طلب و علم شاہ کو مبارک ہو
جہان مین مجکو رہے تیری جستجو باقی

دل و جگر تو لیا سر بھی لو جو ہو منظور
کہ پھر مجھین نہ رہے کوئی آرزو باقی

برنگ جامۂ گل ہے ہمارا پیراہن
کہ اب نہین وہ جنون لایقِ رفو باقی

بہار سے داغ جگر سی ہے اُس حسین کو فروغ
مدد سے مہر کی ہے نورِ ماہ تو باقی

فسانہ وامق و منصور کا ہی دنیا مین
جہان کے باغ سے گل اوڑ گئے ہی بو باقی

برنگِ دانۂ مرجان ہو خشک دل میرا
نہین ہے اسمین کہین بوند بھر لہو باقی

یہ عندلیب چمن گل تمام کہتے ہین
کہ منتقی سا نہین اور خوش گلو باقی

دے کے دم چھین لیا دل بت ہرجائی نے
کام کچھ بھی نہ کیا اس مری دانائی نے

مجکو رسوا کیا میرے دل شیدائی نے
تجکو برباد کیا تیری خودآرائی نے

خواہش وصل نہ کی قیس سے سودائی نے
داغ اچھا نہ کیا لالۂ صحرائی نے

زلف پر پیچ کے پھندے سے چھٹے ہین دل زار
یہ خبر جھوٹ اوڑائی کسی سودائی نے

میرے نالون سے ہوا یار ترے حسن کا شور
تجکو جھنڈے پہ چڑھایا تری رعنائی نے

میرے تقدیر کے لکھے کو مٹایا شاید
قدم یار پہ رہا اس میری جبین سائی نے

پردہ اُٹھتا مری آنکھون سے دوئی کا جسدم
وہ نہ دی می مجھے اس گنبد مینائی نے

روز وصلت تو کدھر ہے مرے امداد کو آ
زندہ درگور کیا ہے شب تنہائی نے

رحمت حق مجھے ہر صبح ملا کرتی ہے
شاد رکھا ہے مجھے آمد بالائی نے

قیس نے داغ دکھائے ہین فرقت کے مجھے
آنکھین دکھلائین مگر آہوئی صحرائی نے

تپ دوری نہ ہوئی دور ہماری اُسنے
کیا کیا کام مسیحا کی مسیحائی نے

عالم غیب کو دیکھا مگر یار کو کیا
بخدا کام کیا ہے مری بینائی نے

ہو کے مجنون وہ کونین کے جھگڑون سے چھٹا
کام اچھا کیا دیوانیکے دانائی نے

نہ مٹا منشئی تقدیر کا لکھا اپنا
وحشت دکھلایا مرے آبلہ فرسائی نے

کس بشر کو عشق بت کا مدعا معلوم ہے
کونسے انسان کو اپنی قضا معلوم ہے

کس بشر کو راز عشق دلربا معلوم ہے
کونسے انسان کو اسرار خدا معلوم ہے

کس کو احوال گدائے بے ریا معلوم ہے
کس کو تاثیرات عشق بوریا معلوم ہے

عیسی مریم سے ایکدن چلکے پوچھونگا ضرور
تجکو بیمار محبت کی دوا معلوم ہے

جو کرم پیشہ ہو دل وہ ہر مرض کی ہے دوا
خوب اثر تیرا مجھے حب شفا معلوم ہے

کون یکتائے زمانہ کون ہو وحدت پرست
اس دورا ہے مین کسی راہ خدا معلوم ہے

بحر مین ہستی کے کی ہین برسون ہی غواصیان
آشنا معلوم ہے نا آشنا معلوم ہے

خاک بسر ظاہرا باطن مین ہین آئینہ رو
خوب احوال دل اہل صفا معلوم ہے

کیون ہوآیا پانی شبنم نے دہن مین گل کی رات　حال کچھ اُسکا تجھے باد صبا معلوم ہے
زاہدا اہلِ نظر کے اہلِ ہمت کے حضور　ہے گلی کا سر ترا دستِ دعا معلوم ہے
آہ و گریہ باعثِ افشائے رازِ عشق ہے　خوب مجکو کلفتِ آب و ہوا معلوم ہے
زاہدا برسون ہی گذری ہین دیارِ عشق مین　جو کہ ہے معلوم مجکو تجکو کیا معلوم ہے
آزمائش برسون ہی کی ہے دیارِ عشق مین　بیوفا معلوم حالِ باوفا معلوم ہے
عاشقِ شوریدہ سر کا جسقدر تجکو ہے دہیان　جسقدر ہے تیرے دل مین اُسکی جا معلوم ہے
دوڑتا ہے بے تامل کوچۂ سفاک کو　کیا دل شیدا تجھے اپنی قضا معلوم ہے
صورتِ برگِ خزانے منتشر تھے عشقباز　جن دنون مین تھی نبد ہی تری ہوا معلوم ہے
گل ہنسا کیون عندلیبِ زار کیون نالان ہوئے　کچھ خبر اسکی تجھے باد صبا معلوم ہے
کیون گلون پر روتی ہے شبنم ہمیشہ رات بھر　باغبان کچھ اُسکا تجکو ماجرا معلوم ہے
عاشقِ شوریدہ سر کا جسقدر رہتا ہے دہیان　جسقدر ہے تیری دل مین اُسکی جا معلوم ہے
دوڑتا ہے بے تامل کوچہ سفاک کو　کیا دلِ شیدا تجھے اپنے قضا معلوم ہے
رندمی آشام ہون آتی ہے موج بوئے گل　ساقیا میرا بھی تجکو مدعا معلوم ہے
سائۂ بال مگس سمجھے ہین سائے کو ترے　جو قنا عت پیشہ ہین تجکو ہما معلوم ہے

باوفا معشوق پر کرتا ہے نقد جان نثار
مصحفیؔ تیری تو مجکو انتہا معلوم ہے

تیغ کو کھینچے ہوئے وہ آجکل جاتا نہ ہے　دل مین اپنے بھی خیال ہمت مردانہ ہے
رہنے والا اسکا جو ہوشیار ہے دیوانہ ہے　ساقیِ گردون نے کس مے سے بھر پیمانہ ہے
دلکو نفرت ہے مرے پیمانہ ملال انگیز سے　ہے لبکار خود بہت ہوشیار جو دیوانہ ہے
توبہ کی مینائے مے سے دل ہے اپنا بے ملال　شمع تو گل ہے سلامت آجکل پروانہ ہے
خال ظاہر رخ پہ ہے پوشیدہ ہے خطِ سیاہ　دام ہے زیر زمین اوپر زمین کے دانہ ہے
چھوٹ جاتا ہے دو عالم سے گرفتار کمال　جو یہان دیوانہ ہے اے دل وہان فرزانہ ہے
دہوئی ہے اسکی کدورت آب عشق یار سے　دل ہے ہمن پہلو مین اپنے گو بر یکدانہ ہے
ہے جبین پر شیخ کی دہبہ نماز زور کا　میری پیشانی پہ نقشِ سجدہ شکرانہ ہے

رند می سے آشنا م کیا اسد ور مین پیدا نہین — ساقی گردون کا جوا ٹھا ہوا پیمانہ ہے
پنجۂ شل سے بھی کار بستہ ہو جاتا ہے وا — دیکھہ دل عقدہ کشائے زلف جانان شانہ ہے
جستجو دنیا کی اوسکو بھی ہے پا بندِ وقار — جانشین شیشہ ہے کیون گردش مین پیمانہ ہے
مصحفی پیر مغان نے یہ نصیحت کی مجھے
یاد رکھنا سب سے بہتر مشرب رندانہ ہے

دل جگر صاف کئے مین نے بھی کب کے ابکے — آئینے مفت نہ لونگا مین حلب کے ابکے
دیکھے دل بیٹھہ رہون اور مین جھگڑون نہ کھون — ہاتھہ آئین کوئی دلبر میری ڈھب کے ابکے
عشقِ سفاک ترے ہاتھہ سے گر ابکی بچون — نہ رہون پھر مین کسی سے کبھی دبکے لبکے
طفلی و عہدِ جوانی کا کہون کیا احوال — عشق بازی مین بہت فرق ہی جبکے ابکے
پھر کسی شب وصلت جو میسر ہووے — شکوے اسنے نہ کرون مین کسی ڈھب کے ابکے
نبد شیرینی سے گو ہووے زبانِ خامہ — وصف لکھون گا مقرر ترے لب کے ابکے
غم غلط ہووے اگر ہجر مین مین یاد کرون — چین ایجان جہان وصل کی شب کے ابکے
کہنچ کر بیٹھا ہون یار کے رخکے تصویر — شیشہ کر بھاگ ہی جائینگے حلب کے ابکے
خوف غماز نے روکا انہین شاید ورنہ — آچکے ہوتے مرے پاس وہ کب کے ابکے
غم دنیا نہ رہی دہشت عقبیٰ سے چھٹون — نام گر ورد کرون اپنے مین رب کے ابکے
جل بجھے نامہ مرا خون کبوتر ہو سوخت — لکھون احوال اگر ہجر کی شب کے ابکے
میرے خالق نے مرے حال پہ کچھہ رحم کیا — خط جو وہ بھیجتے ہین میری طلب کے ابکے
چشم و رخ وہ لب لالین وہ ہلال ابرو — کئے معشوق نظر آتے ہین ڈھب کے ابکے
کو وہ غم جو کہ مری جان پہ گذرا گذرا — کس سے احوال کہون رنج و تعب کے ابکے
جنت و باغ ارم خلدِ برین راحت جان
مصحفی وصف یہ لکھہ انکے لقب کے ابکے

دست جنون سے جب جگر و دل بدل گئے — دونو جہان کے دور سے باہر نکل گئے
لیلے ملی نہ قیس نہ شیرین نہ کوہ کن — دیوانہ وار جانب دشت و جبل گئے

اس مہ جبین یار کے در پہ ہزار بار مانندِ آفتاب فلک سر کے بل گئے
نرگس بھی نگاہِ یار سی سیدھی نہ ہو سکی ہرگز اصیل تیغ کے ہم سے نہ بل گئے
بادِ خزاں چلی چمنِ روزگار میں اچھا ہوا مرے جگر و دل سنبھل گئے
جتنے حسین ہوئے مرے ناآشنا تو حال آنکھوں سے میرے اشک کی صورت ڈھل گئے
مجھ پر جنونِ عشق کا احسان کمال ہے جنگل کو لیگیا جگر و دل بہل گئے
روئے حسین پہ حضرتِ دل لوٹ پوٹ ہیں لڑکے تھے دیکھ کر کھلونہ مچل گئے
جاتے ہیں قافلے پہ چلے قافلے تمام کتنے عدم کو آج گئے کتنے کل گئے

جا لئے ادب ہی ملکِ عدم یار منتہی
جتنے گئے ادھر سے ادھر سر کے بل گئے

کہیں جو ذکر ترا خوش جمال ہوتا ہے ہمارے حال کا کچھ اور حال ہوتا ہے
نمودِ خطِ سیہ کے نہیں ہے رخ پہ ترے غرورِ حسن کا یہ انفعال ہوتا ہے
مزا وہی کچھ اٹھاتا ہے خاکساری کا جو مثلِ نقشِ قدم پائمال ہوتا ہے
برا نتیجہ ہے پیری کو اے دلِ ناداں جسے کمال ہے اسکو زوال ہوتا ہے
ذلیل سے نہیں بنتی شریف کی صحبت نصیب درد کشوں کو زلال ہوتا ہے
تلاشِ یارِ وفادار دل تو کرتا ہے جنون و خبط میں ایسا خیال ہوتا ہے
زوالِ حسن میں جاتا ہے دل پئے جاناں غریب کند چھری سے حلال ہوتا ہے
گلی میں اس سے ہوئی سخت گفتگو ایسی لحد میں جیسے جواب و سوال ہوتا ہے
فلک پہ کانپتا رہتا ہے پنجۂ خورشید کبھی جو غصے میں وہ لال لال ہوتا ہے
دکھاتا ہوں میں اسے صاف آئینہ دل کا جہاں میں جو کہ حسین بے مثال رہتا ہے
بہارِ خلد کا سنتا ہوں وصف میں جس دم تمہارے رخ کا مجھے احتمال ہوتا ہے

لگائے دل کو وہی گیسوئے شکن در ہے
کہ جسکو منتہی جینا وبال ہوتا ہے

راہ تب کوئے خرابات کی پہچانی ہے خاک برسوں ہی درِ عشق کے جب چھانی ہے

جمع ہین لخت جگر جوشش پہ ہی خون جگر
خانہ دل مین غم یار کی مہمانی ہے

جگر ہی بار محبت کا اٹھایا مین نے
نہ سکے بولا کہ یہ عاشق نہین نیند ہانی ہے

مجکو سکتا ہے وہ مصرف ہی آرایش کا
آئینہ دیکھتا ہے وہ مجھے حیرانی ہے

حسن کا ناز اُسے عجز یہ ہی مجکو غرور
مین بھی بے مثل ہون گر یار وہ لاثانی ہے

جو دم ذبح تھا عالم مری ناچاری کا
شاہد اُسدم کا غذا ہے دم قربانی ہے

کوچۂ یار کی جانب کو کھنچا جاتا ہے
دل ہے دیوانہ طبیعت نہین دیوانی ہے

زن دنیا سے سروکار نہین رکھتا ہون
شکر خالق کا طبیعت مری مردانی ہے

ناصح اُس بزم مین مدت سے قدم ہی میرا
میرزائی نہ وہان ہے نہ وہان خانی ہے

بیثباتی ہے نمایش چمن عالم کی
دیکھ لو چشم حقیقت سے جہان فانی ہے

دختر رز کو مین رکھتا ہون بہار گل میز
مولوی کہتے ہین مجکو یہ بڑا زانی ہے

حرکتین دیر مکافات مین جو جو کی ہین
شاہد اُس حال کا اپنا خط پیشانی ہے

بستر خاک پئے اہل قناعت منعم
راحت افزا صفت مخمل کاشانی ہے

اسقدر خوان قناعت نے مزا بخشا ہی
ہے زبان منھ مین کہ تر لقمہ بریانی ہے

مرغ جان تو قفس تن مین نہ گھبرا اتنا
اکدن دیکھو غم عشق کی مہمانی ہے

ملتجی صدمۂ فرقت نہ بیان کر اوس سے
عمر کوتاہ ہے قصہ ترا طولانی ہے

کرتے ہین چین ہجر حسن و جمال والے
پھرتے ہین مارے مارے کیا کیا کمال والے

میری طرح سے اکدن بازار سے جہان کے
جاوینگے ہات خالے جتنے ہین مال والے

دم دیکے پھانستا ہے عشاق کے دلون کو
مین جانتا ہون تجکو زلفون کے جال والے

محشر کا معرکہ ہو جدم جہان کے اندر
اسدن ہمین بچانا او لمبی ڈھال والے

بلبل ہین تیرے ہم بھی باغ جہان کے اندر
او گل سے گال والے سنبل سے بال والے

تنہا لحد کے اندر ہونگے گدا کے صورت
جتنے ہین اس جہان مین جاہ و جلال والے

زلف شب جدائی تیری بڑی بلا ہے
اسکا خیال رکھنا او لمبی بال والے

عاشق ہین ہم بھی تیرے ابرو کے اور رخ کے
ہمکو بھی یاد رکھنا بدر و ہلال والے
بھولے ہین دو جہان کو سُدھ بُدھ نہین کسی کے
جو جو ہین اس جہان مین تیری خیال والے
صیاد نے بچھایا گلشن مین دام و دانہ
سُن گلعذار والے اوخط و خال والے
میری طرح سے اکدن بازار سے جہان کے
جائینگے ہاتھہ خالی جتنے ہین مال والے
منصور و قیس و وامق فرہاد و منتظمی سے
کیا کیا گئے جہان سے فضل و کمال والے

بے رُخِ ماہ وشش جو آتی ہے
شبِ مہتاب کس کو بھاتی ہے
جب صبا بوئے یار لاتی ہے
جانِ تازہ بدن مین آتی ہے
سُن چکا ہون مین گفتگوئے صنم
نغمے بلبل کسی سناتی ہے
یار ہے باغ مین نہ دورِ شراب
فصلِ گل یون ہی آتی جاتی ہے
طپشِ غم ہر استخوان کو مرے
شمع کیطرح سے گھلاتی ہے
داغ دل پر غضب مین فرقت کے
موت آنکھین مجھے دکھاتی ہے
صبح کرتی تھین گریبان چاک
یاد رہجاتا ہے جان جاتی ہے
شب فرقت مین یار جانی کے
زندگی کس شفقی کو بھاتی ہے
شاخین ہلتی ہین نخل گل کی تمام
فصلِ گل یا پچھاڑین کھاتی ہے
آمد آمد نہین سنے پیری کی
موت آتی ہے موت آتی ہے
ہے نہ ساقی نہ قلقلِ مینا
کیون تو بلبل دماغ کھاتی ہے
آتش گل بغیر روئے صنم
آگ دل مین مرے لگاتی ہے
اُسکے تیرِ نگاہ کے آگے
شمع سے ہو وہ ہماری چھاتی ہے
تپ ہجرِ صنم کا حال نہ پوچھ
کھا چکی دل کو جان کھاتی ہے
صحبتِ غیر سے کرو پرہیز
کون صاحب برے کا ساتھی ہے

کس پہ یہ دو کا آ ہی دل مرا دیوانہ ہے
کچھہ نہین معلوم یہ کس شمع کا پروانہ ہے

کیا لکھوں میں کس گلستاں میں مرا کاشانہ ہے / آشنائے حال جسکا سبزۂ بیگانہ ہے
یہ کیا تعلیم کل پیرِ دبستاں نے مجھے / سب سے اچھا اور بہتر مشربِ رندانہ ہے
مجھ گدا سے بے سروساماں کا یہ ساماں ہے / آہ سوزاں شمع ہے داغ جگر پروانہ ہے
کثرتِ زہاد سے ہے کعبہ دیں کو فروغ / مجمع زنارپوشاں رونقِ بتخانہ ہے
کو بکو ہے جو پے دنیائے دوں خانہ خراب / اک دیوانہ ہے وہ بلکہ سگِ دیوانہ ہے
حالِ دہلی شاہِ دہلی کو کروں میں کیا رقم / گنج تھا جس جا یہ اس جا آجکل ویرانہ ہے
عاشقی کہتے ہیں جسکو نقدِ جاں ہے اسکا مول / جسکا جی چاہے وہ پے لے زہر کا پیمانہ ہے
سرکا دیدینا قمارِ عشق میں آساں نہیں / ہوں وہ عاشق میرے آگے بازیٔ طفلانہ ہے
راتدن رہتے ہیں مستعدین یہ اسکی دو و ایس / آئینہ ہے روبرو زلفِ سیہ میں شانہ ہے
جو کہ مرتا ہے فروغِ ہستی گمراہ پر / میں سمجھتا ہوں چراغِ غول کا پروانہ ہے
ہر لباسِ فقر پہنے جو گدا دنیا پرست / شیر کے برقعہ میں گویا وہ سگِ دیوانہ ہے
خاکساری میں ہے اہلِ عشقِ کامل کا کمال / خط جیسے گنج کا ہر گرد دل ویرانہ ہے
عیب بھی جاتے ہنر ہو جاتا ہے اپنے حال پر / بہر شانہ کسقدر زیبا گرد دندانہ ہے
جسقدر علمائے دیں تھے لکھنو کے مٹ گئے / جس جگہ گنجِ معانی تھا وہاں ویرانہ ہے
آہِ سوزاں سے مرا جس مرتبہ جلتا ہے دل / شمع رو اسکا گواہ حال ہر پروانہ ہے
کیا مقابل ہوگی افواجِ غمِ دنیائے دوں / پاس میرے ایک تیغِ ہمتِ مردانہ ہے
وہ پری بولا بہارِ حسن اپنی دیکھکر / منتہی سا اپنا کوئی اور بھی دیوانہ ہے

خواہانِ وصلِ یار مرا بند بند ہے / ہر ایک عضوِ تن کو یہ راحت پسند ہے
اہلِ جہان کے ہاتھ سے اسکو گزند ہے / منصور کیطرح جو یہاں حق پسند ہے
خالِ جبیں ہے اور رخِ آتشینِ یار / مجمر عجیب ہے یہ عجائب سپند ہے
میں بھی ہوں خاکسارِ درِ دوست افلاک / تو سر بلند ہے مرا رتبہ بلند ہے
راضی ہم اسمیں ہیں کہ ہو جسمیں رضائے دوست / ہمکو ہے وہ پسند جو اسکو پسند ہے

خال جبین یار سے تشبیہ جبکہ دے ثابت ہوا زحل کا ستارہ بلند ہے
شکوہ ہوا سمین یا کہ شکایت جہان کے اپنا سخن ہر ایک نصیحت ہے پند ہے
اس قالب تہی مین بسی روح ہے مری اچھا ہوا رکاب مین پائے سمند ہے
رنج شب فراق کو سن سن کے یہ کہا اس سے بیان کرو جو کوئی دردمند ہے
دنیائے دون کے پاس نہ پھٹکیگا وہ کبھی اس دہر بے ثبات مین جو ہوشمند ہے
منصور تجکو دار ملی کوہ کن کو کوہ خاصان ذوالجلال کا رتبہ بلند ہے
عشق بتان ہند مرے دل مین ہے مقیم اس گنبد گلی مین بڑا دیو بند ہے
روز فراق اور شب وصل عاشقان دیو سفید یہ ہے وہ مشکین پرند ہے
چاہے ہما کو بام فلک سے کھینچ لائے آہ دل غریب رسا وہ کمند ہے
بعد از فنا کرینگے تجھے یاد منتھے
کس واسطے کہ خلق تو مردہ پسند ہے

گیسو ہوں جبکہ ترے زہر اگلنے والے جگر و دل یہ نہیں ہم سے سنبھلنے والے
آ کے گرے خاک نشین جب تری در کے اوپر صفت نقش قدم پھر نہیں ٹلنے والے
یار و اغیار کا اسوقت کھلیگا احوال جسگھڑی ہوونگے جوبن تری ڈھلنے والے
بزم مین شعلۂ رخسار نظر آتا ہے شمع سان ہونگے جگر و دل یہ پگھلنے والے
دل سے جب لکھونگا مضمون قد زیبا کے شعر ہوونگے مرے سانچے مین ڈھلنے والے
مار گیسو کی مرے دل مین جگہ ہوتی ہے آستین کے یہ ترے سانپ ہین پلنے والے
چشمۂ چشم سے یہ اشک تجھے دیکھین گے چہرۂ سیماب کی صورت ہین ابلنے والے
بند ہوتا ہی نہیں خاک عدم کا رستہ رات دن چلتے ہین اس راہ کے چلنے والے
فصل گل آتی ہے جلدی کرو اصلاح مزاج پھر سنبھالے سے نہیں ہم ہین سنبھلنے والے
تو کدھر جاتا ہے لے جوش جوانی مبتلا ٹھہر جا ٹھہر کہ ہم بھی تو ہین چلنے والے
خون عاشق کے لئے ملتے مین مہدی جو آج کف افسوس وہ کل ہونگے ملنے والے
جو کہ آزاد ہین اس باغ جہان کے اندر صورت سرو نہیں پھولنے پھلنے والے

عشق نیرنگ سے اس بت کے خبردار اے دل   آسمان وار یہ ہین رنگ بدلنے والے
صاحب ظرف ہوا ہیں کہ کوئی ہو کمظرف   گور کے ساتھ ہین اکثر وہین ٹھہنے والے

منتقی کیون کیا افسوس گئے یار ولکا
کس لئے ہم بھی ہین اس راہ کے جانے والے

سُنا ہے یار وہ مجھسے خفا ہے   مرے قسمت کے لکھا اسمین کیا ہے
اگر وہ بت عبث ہم سے خفا ہے   نہین کچھ غم ہمارا بھی خدا ہے
یہ دنیائے دنی دار فنا ہے   کہ جسکا نام باقی ہے بقا ہے
ترے عناب لب میرے مسیحا   مریض عشق کی اچھی دوا ہے
سمجھ لے مسند شاہی سے بہتر   جو تیرا بوریا ہے بے ریا ہے
نہ کر جسم گلی پر ناز نادان   یہ مشت خاک ہے اکدن ہوا ہے
نہین ملتا لب شیرین کا بوسہ   مزا کیسا دہن کا بدمزا ہے
کھنچا جاتا ہے یہ دل سوئے قاتل   خدا ہی جانئے اسکو کیا ہوا ہے
وہ بولا نالۂ پردرد سنکر   عجب یہ عندلیب خوشنوا ہے
سمائی روح ہے جسم گلی مین   کہ مشت خاک کے اندر ہوا ہے
اسے تو دولت وصلت سے کر شاد   ترا عاشق ہے یہ مسکین گدا ہے
طمانچون سے کیا ہے گل کا منھ لال   تعدی پر مگر دست صبا ہے

مغان کے ہاتھ سے اے رند بیمار
مے گلرنگ پی لے شفا ہے

نہایت تنگ آیا ہون بتون کی بے نیازی سے   کرونگا ایکدن توبہ مین آخر عشقبازی سے
بہت پرہیز کرتا ہون جہانکی امتیازی سے   خدا محفوظ رکھے مجکو دنیا کے نمازی سے
گدا کو شاہ کرنا شاہ کو مثل گدا صاحب   یہ بندہ خوب واقف ہے تمھاری کارسازی سے
پھنسانا طائر دل کو بناکر حلقۂ گیسو   مین واقف ہوگیا ہون ان بتونکی جعلسازی سے
جسے عشق دلی ہو نہ اُس محبوب کا زاہد   خدا راضی نہین ہوگا کبھی ایسے نمازی سے

سمندِ ابلقِ ایام رہتا ہو نہین روز و شب — نہ خواہش مجھکو ترکی کی نہ مطلب مجھکو تازی سے
کبھی سر سے لگاتا ہی کبھی مستی کبھی مہدی — زمانے کو لبھاتا ہے تو اس نیرنگ سازی سے
بٹھا کر پاس ہمکو غیر سے گرمِ سخن ہونا — مین باز آیا تری اے یار ایسی سرفرازی سے
عبورِ زورقِ دل کس طرح ہو بحرِ دنیا سے — اسے پوچھونگا مین اکدن کسی کامل حجازی سے
قناعت پیشہ کو انکار ہے دنیا کی حشمت سے — تنفر ہے حقیقت کوش کو عشقِ مجازی سے
غنی کر دی گدا کو پادشاہی دیکر دنیا کی — نہین یہ دور اے صاحب تری بندہ نوازی سے

ہر اک حالت مین جو اصلاح پر رکھتا ہی عالم کو
وہی اے منتہی واقف ہے اپنی کارسازی سے

توبہ کی جب سے آشنائی کی — دھوم ہے اپنی پارسائی کی
کعبہ و دیر مین رسائی کی — خوب ہی سیر کی خدائی کی
تجھ سے او پیرِ چرخِ ناہنجار — کس کو امید ہے بھلائی کی
ہم نے جوشِ بہار مین اکثر — دخترِ رز سے آشنائی کی
اس شہِ حسن کا ہے دل مین خیال — تو بغل مین ہے بادشاہی کی
مفلسی مین رہا ہون مستغنی — کیا گدائی مین بادشاہی کی
رند کو ہے تلاشِ میخانہ — شیخ کو فکر ہے قرائی کی
یہ ہین بیمارِ عشق او عیسے — انکو حاجت نہین دوائی کی
اسکو مارا جلا دیا اسکو — ان بتون نے بھی اک خدائی کی
مجھکو بتلا زمانۂ غدار — تو نے کس سے نہین برائی کی
قاصد آج آکے رہگیا در تک — میری قسمت نے نارسائی کی
شبِ وصلت نہ کیجئے تکرار — بات اچھی نہین جدائی کی
ہو مبارک اسے بہارِ چمن — جس کو امید ہو رہائی کی
عشق کے کوچہ توکل مین — دھوم ہے اپنی بے نوائی کی

حرصِ دنیا ہی منتہی پیارے

قدر کھوتی ہے بیزائی کی

جو شخص مستِ بادۂ کبر و غرور ہے — اُسکو کہان مذاقِ شرابِ طہور ہے
مسجد ہین خانقاہ مین مے کی دکان ہین — جس جا پہ دیکھتا ہون اُسیکا ظہور ہے
دنیا ہین رازِ عشق سے آگاہ کون ہے — اس بحرِ موج خیز سے کس کو عبور ہے
پردہ دلون کے راز سے آگاہ کون ہے — کس شخص کو جہان مین کشفِ قبور ہے
مژگان بھی زیبِ چشم خمانہ زیب ست — کس درجہ میرے یار کو مشقِ فتور ہے
پابند کچھ وہ سبحہ و زنار کا نہین — اے شیخ و برہمن وہ بہت تمسے دور ہے
نفسِ سگِ پلید پہ جو اپنے شیر ہے — مین جانتا ہون اُسکو بہادر ہے سور ہے
جسکی ہے آنکھ چشمِ حقیقت سے آشنا — وہ یار پردہ دار تو اُسکے حضور ہے
پاتا ہون یہان ہر اک کو گرفتارِ رنگ و بو — انسان ہین کہ مجمع وحش و طیور ہے
تھوڑا کفن زمین بھی تھوڑی سی چاہیے — شاہ و گدا کو اور یہان کیا ضرور ہے
یہ شیخ بے وقوف بھروسہ پہ زہد کے — خواہان ارم کا اور طلبگار حور ہے
ہو نانِ نعمت اسمین کہ نانِ جوین تر — دن رات گرم یاں فلک کا تنور ہے
ایسی بسی ہے گیسوے عنبر شمیم سے — روحِ لطیف جسم مین ہے یا بخور ہے
ہوتا ہے بے نقاب جو وہ ماہ بام پر — کہتے ہے اوسکو خلق کہ وہ شمع طور
یارانِ رفتگان کی جو ملتی نہین خبر — شاید مقام اُنکا بہت یہانسے دور ہے

پیری مین ڈھونڈتا ہے عشقِ یار باوفا
اس منتقی سا آج کوئی ذی شعور ہے

ناصح ہے کون رند مئے آشام کے لئے — تحفہ نہین ہے جامۂ احرام کے لیئے
آئے ہین لوگ چین نہ آرام کے لیئے — تقدیر لائی ہے فقط الزام کے لیئے
رکھتا نہین ہے پردۂ ناموس کی خبر — مرتا ہے کیون جہان مین بدنام کے لیئے
خوشبو برنگ غنچہ ہوا ہے دہن مرا — بوسے سے جب اُسکے چہرۂ گلفام کے لیئے
کعبے گیا کبھی مین کبھی دیر کی طرف — پیدا ہوا ہون گردشِ ایام کے لیئے

نقد دل و جگر نہین پہلو مین آج کل — قاصد اٹھا ہے یار کا انعام کے لیئے
ارزان ہے کہ ہمکو دم واپسین کھلا — کیا کر چلے ہین آپ تقاضے کس کا لینے
کہتے ہین جس کو صبر جہان خراب مین — ہے شہسوار ابلق ایام کے لیئے

نام نکو بلند ہو دنیا مین منتہی
اونچا نشان قبر نکو نام کے لیئے

نفرت ہو اسکو عاشق بے نام و ننگ سے — جلتے ہے شمع بزم ہمارے پتنگ سے
ساقی سے میکدہ مین اٹھا ہاتھ جنگ سے — دریا مین رہکے بیر نکرنا نہنگ سے
سنبل ہے منتشر تری گیسو کے ڈہنگ سے — ہوتا ہے زرد گل ترے چہرے کے رنگ سے
اک آپ ہین کہ مرگ پہ عاشق کے شاد ہین — کیا شمع روئی رات کو سوز پتنگ سے
ترچھے نگاہ یار ہو تجھی خدا نگر — کچھ کم زبان سخت نہین خشت و سنگ سے
تھا گل مین رنگ و بو وہ فلک پر تھا نور ماہ — دکھلائے شکل یار نے ہر ایک رنگ سے
ممکن ہو بوریا بھی اگر بے ریا مجھے — باز آؤن اس جہان کے مین نام و ننگ سے
نکلا ہو خط سبز رخ سرخ یار پر — آلودہ تیغ ناز ہوئی ہے یہ زنگ سے
جس روز سے ہے صحبت آوارگان — نفرت ہو مجھکو نام سے بہی ننگ سے
جس روز سے ہے دلکو خط و خال کا خیال — رغبت کمال رہتی ہو تریاک و بنگ سے
مشہور دہر مین قدر انداز ہو بہت — طوطا نہ اوڑ سکا کبھی تیر تفنگ سے

برسون بہادرون سے رہا ربط منتہی
الفت دلی ہے اسلیئے شمشیر جنگ سے

دکھلائی جب سے یار نے نازک کمر مجھے — در پیش ہو رہا ہے عدم کا سفر مجھے
ملک عدم سے کھینچ کے لایا ادہر مجھے — لیجائیگا یہان سے مقدر کدہر مجھے
البتہ ہو عزیز بہت مال و زر مجھے — آتا اگر ہو دہر مین بار دگر مجھے
کیون کرتی ہو حقیر تبار دیکھے پیش یار — کسواسطے ڈبوتی ہے او چشم تر مجھے
کیا دیکھتے ہین یشمی نگاہونسے مہ جبین — کیسے نظر لگاتے ہین اہل نظر مجھے

آہ و فغان کو سنکر مری یار نے کہا | کیا تاب مین ہے آپکا یہ کر و فر مجھے
بزمِ صنم مین سر کو کٹا دون مثلِ شمع | سرکار عشق سے جو ملے اور سر مجھے
آنکھون مین جب سے جلوہ جانان ہے آگیا | ذرے دکھائے دیتے ہین شمس و قمر مجھے
بوسے ملین گے کب درِ دندان یار کے | کب دیگا بحرِ حسن وہ لعل و گہر مجھے
دو دن کی زندگی کے لئے اس جہان مین | حرص و ہوا پھراتے ہے کیون دربدر مجھے
پیری مین داغِ عشق فروزان ہے کسقدر | تقدیر نے بنایا ہے شمع سحر مجھے
ہر شعر یادگار ہے میرا جہان مین | اللہ نے عطا نہ کیا گو پسر مجھے
بیمارِ عشق ہون نہ طبیبو کرو علاج | مانو خدا کو چھوڑ دو اللہ پر مجھے
دیکھا جو اس دوراہی مین ہستی کے غور سے | ہر اک دکھانے دینے لگا رہگذر مجھے
اس دل نے راہِ عشق مین کیسا بھلا دیا | مانندِ غولِ وحشت ہوا راہبر مجھے
بے شبہہ قدر شاہ کی ہوتی ہے شاہ کو | اہل ہنر سمجھتا ہے اہل ہنر مجھے

دلمین ہے اُس نگار کے جا میری منتہی
اللہ نے دیا ہے عجب گھر مین گھر مجھے

بد مغز دل زبان سے مری شاد کیا کرے | نامرد لیکے خنجر فولاد کیا کرے
دانا ہے یار عاشق ناشاد کیا کرے | ہو صید ہوشیار تو صیاد کیا کرے
ناقدردان کسی کا بھی دل شاد کیا کرے | نامرد مرد کی کوئی امداد کیا کرے
دیوانگانِ عشق کا عالم ہی اور ہے | کیا ہوسکے طبیب سے فصاد کیا کرے
نیرنگ حسن کا جو طلبگارِ دید ہو | کھنچے وہ سیر عالم ایجاد کیا کرے
گاہک ہو جاننا جگر و دل تو لے چکا | اسنے زیادہ وہ ستم ایجاد کیا کرے
دنیا کا مال و زر بھی دیا اپنی جان بھی | قسمت مین ہو نہ دید تو شداد کیا کرے
سبکو تو کیف عشق نے مدہوش کر دیا | عاشق غریب نالہ و فریاد کیا کرے
نقد دل و جگر تو وہ مدت سے لے چکا | ہون منتظر کہ اور وہ ارشاد کیا کرے
وصل جمال یار کی گر انتہا نہین | پھر لیکے کوئی خانہ فولاد کیا کرے

کونین سے جدا ہے آرزوئے وصال — پھر کیسے مال و زر آرزو کیا کرے
لکھا ہوا ہے کاتب قدرت کے ہاتھ کا — اصلاح خط پہ یار ستم ایجاد کیا کرے

ہوتا ہے اہل زر کا ہر اک ہیچ ہر منتہی
مجبے غریب کی کوئی امداد کیا کرے

الفت ازل سے دی مجھے حسن شریر کی — باران غم سے کیونکر ہو شش خمیر کی
سنتا نہیں وہ عاشق مفلس حقیر کی — چلتی نہیں ہے شاہ کے آگے فقیر کی
بلبل چہکرہے ہیں گلستان میں اذن کن — آواز آرہی ہے مرے ہمصفیر کی
چین جبین شاہ مبارک ہو شاہ کو — میں جانتا ہوں موج ہے میرے حصیر کی
جدل دل کو میرے خدا جانے کیا ہوا — اب کے شب وصال نے کیوں آج دیر کی
پر چھونکا چلکے اہل قناعت سے اک دن — لذت ہے کیسی آپکے نان شعیر کی
لکھے تھی جب نصیب میں بندگی عاشقی — اسم کہاں تھی عقل ہماری دبیر کی
ماہِ تمام دیکھکے دل نے مرے کہا — تصویر یہ تو ہے کسی روشن ضمیر کی
گاہے قفس میں ہے کبھی پھندے میں دام کے — مٹی خراب رہتی ہے تیرے اسیر کی
دیر و حرم میں ڈھونڈتے ہیں شیخ و برہمن — ماری پڑی ہے عقل صغیر و کبیر کی

منھہ پھیر گیا ہے لغت دنیا سے منتہی
لذت ملی ہے جب سے کہ نان شعیر کی

حال گل بلبل و صبا جانے — میرے دل کی لگی خدا جانے
وہ رہے کوچہ تو کل میں — نقش عب نقش بوریا جانے
نا شتعی کی خبر ہے عاشق کو — مدعا اہل مدعا جانے
کوچۂ زلف کا جو پوچھا حال — ہنسکے بولے مری بلا جانے
مرض عشق کی حقیقت کو — کوئی بیمار لا دوا جانے
نعم عاشق سے کیا خبر اسکو — درد فرقت مسیح کیا جانے
کار دنیائے دون پرست ولا — کوئی بے ننگ و بے حیا جانے

عشق بازی میں وہ قدم کو دھرے — اس خبر کی جو مبتدا جانے
آئینہ راز گر یہ عاشق ہو — چشم جانے یہ ماجرا جانے
حال دیوانگانِ عشقِ صنم — چمن دہر کی ہوا جانے
جو گدائے درِ محبت ہو — رنج کو اپنا پیشوا جانے
دل سے آئینہ کا ہمارے حال — ہے کوئی صاحبِ صفا جانے
رنج و راحت کی قدر عالم میں — شاہ کیا جانے کیا گدا جانے
حال اہلِ جہان کی طینت کا — جو کہ ہو صاحبِ دغا جانے
حال جانبازی کا تری فرہاد — جو کہ ہو صاحب وفا جانے

جسکو ہووے عبورِ بحرِ سخن
منتھی کی وہ انتھا جانے

قعرِ دنیا میں جو صفا دل ہے — چاہ نخشب کا ماہِ کامل ہے
مائل ہے وفا اگر دل ہے — نقش جب اسکا نقش باطل ہے
اس شہِ حسن کا جو مائل ہے — شاہ اُسکے گدا کا سائل ہے
خوش نہ ہے موج ہوا میانِ بہار — بہر دیوانگان سلاسل ہے
جو کہ ہے فنِ شعر سے آگاہ — شخص فاضل ہے مرد قابل ہے
بحرِ ہستی میں جو ہے دریا دل — خشک و تر لب مثالِ ساحل ہے
کیا دکھاتا ہے دیکھئے اسکو — آئینہ یار کے مقابل ہے
ترک جسنے کیا ہے دنیا کو — مرد دانا ہے شخصِ عاقل ہے
سہل تر ہے تمام کارِ جہان — دل لگا کر چھڑانا مشکل ہے
جسکے دل میں نہیں ہے جائے کرم — گویا بے آب چاہ بابل ہے
دور ہے کلفتِ زمانہ سے — فضل حق جس کسی کے شامل ہے
موت سے کم نہیں ہے رخصتِ یار — نزع کا دم نکال مشکل ہے

اُسکے کوچے مین جمع ہین عاشق   باغ مین مجمع عنادل ہے
یہ مرقعِ جہان کا ایدل   چشمِ بینا مین نقش باطل ہے
قتل کرتا نہین وہ عاشق کو   یارِ نادان اپنا قاتل ہے
عشق کے فن مین ضبط رکھتا ہے
منتہی کو کمال حاصل ہے

نہ مارا کس لئے عاشق کو او بیدادگر پہلے   کیا تو نے نہ کیون قاتل یہ قصدِ نیشتر پہلے
شکایت بعد کرنا کثرتِ عشاق کی غافل   تو حسن خوبی پر اپنے تو کر جانی نظر پہلے
نظارہ بعد کر اُس تیغِ ابرو کا دلِ نادان   اگر عاشق بہادر ہو تو کر سینہ سپر پہلے
بکرتا قصد جانے کا کبھی سوئی عدم عاشق   خبر لاتا جو وصلت کی اگر تو نامہ بر پہلے
سنا ہے منزلِ جانان نہایت دور ہے غافل   جو ہے دانا تو پیدا کر دلا زادِ سفر پہلے
اسی سے عاشقِ جانباز کو بسمل ہی کہتے ہین   کوئی کہتا ہے شاید اب ہی مفت سر پہلے
ند کرکے صبر اسد دل نے مجھے کیا کیا کیا رسوا   نہ مرتا تشنہ لب پیتا اگر خونِ جگر پہلے
کہی رکھتے ہین قاصد لیجا دینا خطِ شوقیہ   قدم پہ یار کے رکھنا میری جانب سے سر پہلے
صفِ مژگان اشک آلود کے آگے وہ جب آئے   سیاہی اپنے منہ کی تھپوڑا سے ابرِ تر پہلے
نہ اس پست و بلند عشق کی یون ٹھوکرین کھاتے   دلِ نافہم کو کرتے جو ہم زیر و زبر پہلے
نہ پھرتے منتہی دردر نہ دشتِ حشر کی ہوتی
جو ہم اس منزلِ ہستی سے کر جاتے سفر پہلے

نمودِ خط یہ دکھاتے ہو تم جمال مجھے   کرو گے کُند چھریسے مگر حلال مجھے
مین تشنہ لبِ مئی وحدت سے ہون زخود رفتہ   پکڑ لے ہاتھ مرا ساقیا سنبھال مجھے
زبانِ راست میری منہ مین دی ہے خالق نے   ہزار شکر دیا لقمۂ حلال مجھے
فغان و نالہ و دیوانگی و جامہ دری   یہ فنِ عشق مین حاصل ہوا کمال مجھے
نڈالا سایہ قدِ سروِ نازنے مجھپر   کیا نہ باغِ جہان مین کبھی نہال مجھے
تپِ فراق کی جھیلی ہین گرمیان برسون   دکھائے دیگا نہ اسد رنج ملال مجھے

گدا نظر مجھے آتا ہے رشک دنیا دار
دکھائے دیتا ہے سیر ثریا ن نعال مجھے

نمود خاک سے میری ہے مثل نقش قدم
ہون بے ثبات فلک کر نہ پائمال مجھے

کسی کے دولت وصلت ہو کس طرح ممکن
وہ نادہند ہے آتا نہین سوال مجھے

دو کان پیر مغان تک مین صرف کرتا
کیا نہ ساقی گردون نے کیون کلال مجھے

الٰہی وہان مجھے قید حیات مین کچل
شباب عود کرے پھر نہ ہو زوال مجھے

مین رند پیر خرابات کا ہون دیوانہ
ہر ایک کہتا ہے احباب باکمال مجھے

درازیان شب فرقت کی بسکہ جھیلے ہین
دکھا نہ اپنے صنم لمبے لمبے بال مجھے

سنو ہین شیخ و برہمن کی تا کجا یارب
بکھیڑے سے حرم و دیر کے نکال مجھے

مرید پیر خرابات رند مشرب ہون
جو بد خصال ہین کہتے ہین بد خصال مجھے

خدا ہی جانے کہ مین حال اپنا کیا کرتا
دکھائے دیتا جو اے منتقی مآل مجھے

کاتب اعمال ناحق درپئے تقدیر ہے
دیدۂ انصاف مین ہر ایک بے تقصیر ہے

ایک مدت سے نہین اسمین خیال دو تو
دل ہے پہلو مین وہ یا اوجڑی ہوئی جاگیر ہے

لکھ لیا ہے اپنی خاطر خواہ اسنے مجکو کیا
ایکدن محشر مین ہون کاتب تقدیر ہے

بیٹھ ہر رگ دل دوڑتا ہے کوچۂ سفاک مین
ان دنون مین رت اسکی کیا گریبان گیر ہے

کسقدر ایذائے فرقت دی ہے مجکو عمر بھر
حشر کا میدان ہے مین ہون وہ بت بے پیر ہے

مد بسم اللہ ہے ابرو نہین اس یار کا
گرد رخ کے خط نہین قرآن کی تفسیر ہے

پاس ہے روئے صبیح یار کے زلف سیاہ
یا برابر یار کے لبریز قدح شیر ہے

ہے یقین اسکو نشانے تک خدا پہونچائیگا
آہ بے تاثیر اپنے گو ہوا سے تیر ہے

نیک و بد لوح نے جو لکھا تھا وہی مین نے کیا
کاتب تقدیر اسمین کیا مری تقصیر ہے

دولت وصلت طلب کرتا ہون اس سے دیکھیو
بھیجتا قاصد تو ہون آگے مری تقدیر ہے

کونسے دل مین نہین ہے عشق کی جا ناصحو
کیا صفت اسکی کرون مین نسخۂ اکسیر ہے

دل گرفتہ آتے ہین زیر زمین غنچے بھی کیون
بیٹھا زیر خاک ایسا کونسا دلگیر ہے

کون پہنچائے گا اوسکو منزل مقصود تک   یہ دل شیدا بہت نادان ہے بے تدبیر ہے

ولہ

گر ہوس کو دل شیدا مین مرجادی ہے   تیغ چوبے سے جڑا قبضۂ فولادی ہے
مرغ مضمون کا پکڑنا بڑی استادی ہے   شاعری بھی مگر اک پیشۂ صیادی ہے
کیا کیا مجکو نہ ستایا ہوس دنیا نے   نفس امارہ نے کیا کیا نہین ایذا دی ہے
دست بستہ ہو جنون وحشت دل حاضر ہے   عشق کامل مرا جبد نشۂ ہوا نادی ہے
دور ہے خط سیہ فام ترے چہرے سے   آج تک غرۂ عمل یار تری سادی ہے
ہو گیا آنکھو نسے معدوم جہان کے اکبار   کوچۂ یار مگر گلشن شدادی ہے
کون عاقل رہے کس کو کرے دیوانہ بہار   کون آباد ہو کس کے لیے بربادی ہے
حسن نیرنگ نے جلوہ وہ دکھایا ظالم   جسکے ہاتو نسے زمانا ترا فریادی ہے
کون سا رند نہین تابع فرمان اسکا   دختر رز بھی آلھی کوئی شہزادی ہے
دیکھ کر جیتیا تھا صیاد حسین کی صورت   اس گرفتاری سے بدتر سری آزادی ہے
کھنچے ہے خاک کی تصویر جو اس خوبی سے   کار مانی ہے نہ یہ صنعت بہزادی ہے

مجکو معلوم ہوا عاشق دنیا کے حضور
منتقی نقش کشی پیشۂ جلادی ہے

تمھاری جو عادت ہے جور و جفا کی   ہماری بھی خصلت ہے مہر و وفا کی
دیا ایک بوسہ نہ عناب لب کا   مریض محبت کی اچھی دوا کی
بتون نے لیا مفت مین دل کو مرے   دوہائے خدا کی دوہائی خدا کی
کہون کسطرح مین خرابات کو بد   یہ بستی بسائی ہوئی ہے خدا کی
مکر جاتا ہے کرکے اقرار وصلت   بگڑ جاتی ہے بن کے صورت صفا کی
رہا کرتے ہو سر بزا تو شب وصل   بنا ہے لئے تم ہو گٹھری حیا کی ہے
مرا جسم خاکی بنایا ہے صانع   کہ صنعت سے باندہی ہے گٹھری ہوا کی
مین لکھا گیا خط نہ تو تیہ اسکو   مگر میری تقدیر میں ہے حنا کی ہے

وہ عطرِ گلاب آئے گلشن میں ملکر
بن آئیگی بلبل کی باد صبا کی

مجھے منتھے شاہ کونین سمجھوں
اگر تو نے اُس شوخ کے دلمیں جا کی

دل اگر طالب وصلِ بُتِ ہرجائی ہے
مجکو معلوم ہوا اسکی اجل آئی ہے

شیفتہ ہوئیگا گرہ ہے تحریرِ ازل
آئیگی آئیگی جسکی کہ قضا آئی ہے

عشق بازی جسے کہتے ہیں جہانکے اندر
خصم جان عقل کی ہے دشمن دانائی ہے

حوصلہ چاہیے منھ چاہیے لینے کو اُسے
مے صافی سے بھرا گنبد مینائی ہے

ڈھونڈھتا یار رفقا دارجہان میں ایدل
میری دانست میں دیوانگی دانائی ہے

پاس ہے پردہ نشیں یار تری او غافل
غور سے دیکھ اگر قوتِ بینائی ہے

جلوۂ حسن مگر پھونک رہا ہے دلکو
دشمن اہل جان کی ہمارے تری رعنائی ہے

چشم وحشی کو تری ڈھونڈھ رہا ہو دلِ زار
آجکل مدنظر آہوی صحرائی ہے

آئینہ پیش نظر رکھتا ہے ہر دم شاید
اندنون یار مگر محو خود آرائی ہے

جان تو بھول بھلیان ہے دلا کوچۂ عشق
بچکے چل اس سے اگر دعوۂ دانائی ہے

آہ اظہار محبت سبب فرقت ہے
تیری بدنامی بھی میرے لئے رسوائی ہے

خوبی و مہر مکافات ہے زہرِ قاتل
دشمن عاشق شیدا تری رعنائی ہے

نہ ڈرا شیخ عذابِ لحد تیرہ سے
اپنی جھیلی ہوئی برسون شب تنہائی ہے

جو دکھانے کے لیے پڑھتا ہو دنیا میں نماز
ورنہ ابلیس کے کرتا وہ جبہ سائی ہے

جب سے رکھا ہو قدم دشتِ جنونکے اندر
خار ہین مین ہون مری آبلہ فرسائی ہے

موج گل آئی ہے شاید چمنِ عالم مین
جانب دشت طبیعت میری لہرائی ہے

خوبی حسن پہ اپنے اُسے رہتی ہے نگاہ
اندنون یار وہ وابستۂ رعنائی ہے

منتھے جو کہ گدا ہے بے دنیا سے دنی
نشر کے برتنے مین گویا سگ سودائی ہے

یہ روح سگ نفس کے ملتی میں گھری ہے
کس دیو کے پھندے مین گرفتار پری ہے

یہان دم پہ بنی ہے سبب درد جگر ہے
غفلت ہو وہان اور سبب بے خبری ہے

بہتی ہے مے ناب جہاں رہتا ہو رانِد
مسکن ہے وہاں شیر کا جسجا کہ تری ہے

دنیائے بدانجام و بداطوار کو دیکھو
اچھو ں سے بُری رہتی ہے کھوٹوں سے کھری ہے

باریک بہر موسے سوا ہے کمرِ یار
یا عاشق جانباز کی کوتہ نظری ہے

ہو پیر نود سالہ کہ ہو مرد جوان سال
ہر دید ہ بینا مین چراغ سحری ہے

دیکھا نہین تو نے نگہِ مہر سے اسکو
یہ لوح دل اپنی تری فرد نظری ہے

لوٹا ہے اِن آنکھون نے مری مزرعہ دلکو
کہتی مری تیار تھے ہر نون نے چری ہے

مفصلِ گُل مُل آئی ہو آتی نہین آواز
شاید بطِ سے طاق پہ نسیان کے دہری ہے

معدوم جو نظر و سے مری ہستی ہر مرا
ہے تار نگہ یا تری نازک کمری ہے

بھڑکا تھا ترے حُسن کا جو طور پہ شعلہ
ہا رے دل شیدا مین وہی جلوہ گری ہے

محتاج نہین منزل ہستی سے عدم تک
داغ جگر ہی عشق کا زاد سفری ہے

اس منزلِ ہستی مین بہت آگئے ہین
ہر ایک مقامی ہے ہر اک یہان سفری ہے

گر وا نہین وہان زلف مسلسل بہ شانہ
کیون عاشق جانباز کو آشفتہ سری ہے

کیون زاہد ابلیس سے نیکی کا ہے جویا
اے منشئے پیارے یہ تری بے بصری ہے

عشقبازی سے جسے پرہیز ہے
وہ ہے خوش قسمت نصیبہ تیز ہے

حق مین مجھ سے عاشق ناشاد کے
روز فرقت روز رستہ خیز ہے

گردش چشم بتان ہند بھی
ابلق ایام سے بھی تیز ہے

تھمتے اسکو نہ دیکھا ایکدم
عمر کا توسن نہایت تیز ہے

پھونکا جس آتش نے کوہِ طور کو
خاک مین اپنی وہی آمیز ہے

آہ اپنی گر نہین شاخ چنار
اسقدر پھر کیون یہ آتش ریز ہے

پھول جھڑتے ہین زبان سے ہر گھڑی
کس قدر یہ شاخ بھی گلریز ہے

کاوش مژگان تری اے شہسوار
عمر کے شبدیز کو مہمیز ہے

سرو قامت کی یہ رکھتا ہو شبیہ
مصرعہ برجستہ مضمون خیز ہے

توسنِ دیوانگانِ عشق کو — خارِ صحرا اسکئے جنون مہمیز ہے
جانتا ہون مین درمِ اخلاصِ یار — ہر سخن صاحب کا دل آویز ہے
عشق کا صحرا جسے کہتے ہین یار — اک بلا ہے بد ہے آفت خیز ہے
ہر سون کوئی عشق مین چھانی ہر خاک — دامن دل اپنا آفت خیز ہے
کیا عمل پوچھین گے میرے روزِ حشر — پاس میرے اُنکے دستاویز ہے

بزم مین اُسکو لیا آغوش مین
منتہی تو بھی نہایت تیز ہے

جو تعلق سے جہان کے دور ہے — شاد ہے آباد ہے مسرور ہے
حرص رفعت جسکے دل سے دور ہے — زیر پا اُسکے سرِ فغفور ہے
وہ بلائے دو جہان سے دور ہے — جو شراب عشق سے مخمور ہے
حاصلِ بازارِ ماتا ناصحا — جان ہے بیکار کا مزدور ہے
جو کہ اُس دارِ فنا مین حق کہے — وہ بھی اپنے وقت کا منصور ہے
سن کے وہ آہ دل کہنے لگا — خوش صدا ہے کاسۂ تنبور ہے
نان نعمت دے کہ دے نان جوین — ہر طرح بندہ ترا شکور ہے
سنگ راہ عشق جانان سے مگر — شیشۂ دل اپنا چکنا چور ہے
جذبۂ دل گر بغل مین ہے مرے — پاس ہے وہ یار جو کہ دور ہے
نغمۂ بلبل فراقِ یار مین — باغبان مجکو صدائے صور ہے
کرتے ہین مضمون تراوش دمبدم — شاعری کا دل مین اک ناسور ہے
جو کوئی ہے طالبِ دنیائے دون — بکر کا پتلا سراپا زور ہے
ہے برابر عیب کے اُسکا ہنر — جو کہ اس دنیا مین بے مقدور ہے
پھر عاشق یار کا گیسو دراز — تا رہے زلفِ شبِ دیجور ہے
صدمۂ فرقت ہو یا ہو عیشِ وصل — جو اُسے منظور ہے منظور ہے
سنگہ داغِ محبت گر نہین — بزم مین رندون کے ہمقدور ہے

شرمگین ہے کیون رخ روشن ترا — جھلملاتا کیون آپ سے یہ شمع طور ہے
قہر ہے کم ظرف کو زینت کمال — شمع پر پروانہ ہر دم دور ہے
جلوہ جانان اگر ہر شے مین ہے — مجکو ہر ذرہ چراغ طور ہے
ہر امید وصل جسکی ساقیا — وہان مئے غفلت سے وہ مخمور ہے

قدردان اوسکا زمانے مین نہین
منتہی جس بات پر مغرور ہے

کیون کھینچتے ہو غیر پہ تلوار کس لیے — حاضر ہے آپکا یہ گنہگار کس لیے
اپنے مریض عشق سے ہنس ہنس کے یہ کہا — فرمائیے تو آپ ہین بیمار کس لیے
کاہیکو دل کسی سے لگاؤ نہین ناصحو — بیٹھے بٹھائے مول لون آزار کس لیے
موئے کمر کا آپکے لگتا نہین پتا — ہر روز مول لیتے ہو تلوار کس لیے
ظل ہما اگر نہ میسر ہوا نہ ہو — اُس یار کا ہے سایۂ دیوار کس لیے
کا یک نہین جو تم سے ہوا سد لگے مال کے — آباد ہے یہ دہر کا بازار کس لیے
گر تاک جھانک کی نہین عادت ہی آپکو — ہے چھان چھان رخنۂ دیوار کس لیے
فریاد میری وہ نہین سنتا نہین سنتے — آخر بنی ہے عشق کی سرکار کس لیے
پھر وصال عجز جو مین نے کیا کہا — کرتے ہو آپ مجکو گنہگار کس لیے
مانا کہ ان کو ہے تمھین رسوائیوں کا خوف — اے حیدر ہوتی ہے شب تار کس لیے
گر دل ہے بے کرم تو شیخ ہے مے محل — گر سر نہین ہے دوش پہ دستار کس لیے
گویا جو ہوئے گیسوئے جانان تو پوچھا — کرتے ہو پیچ تم صفت مار کس لیے

دنیا ہی ذوق نے گرہ گرفتار منتہی
یہ ننگ کس لیے تمھین یہ عار کس لیے

کل شب وصل گر اُس سے سہی لڑائی ہوتی — ملک الموت کی کیا آج بن آئی ہوتی
صرف مین ساقی بدمست کے آئی ہوتی — رند میخوار کی گر نیک کمائی ہوتی
یار جو ہوتی محبت کبھی مجھ سے تجکو — او ... حالت تری اتنک نظر آئی ہوتی

راز منصور کا کھلتا نہ کبھی تا دم زیست | ہے الفت کی اگر اسمین سمائی ہوتی
ایک عاشق کبھی زندہ نظر آتا نہ صنم | گر ترے قبضۂ قدرت مین خدائی ہوتی
اے شب ہجر مرے گھر تجھے آنا تھا اگر | بنکے صورت ملک الموت کی آئی ہوتی
ابر رحمت ہوا سیراب زمانہ تجھ سے | مگر اس دل کی لگی بھی تو بجھائی ہوتی
جنت و حور کا احوال عیان ہو جاتا | کوچۂ یار تک اپنی جو رسائی ہوتی
یاس سے میرے شب وصل اگر اٹھ جاتے | روح و قالب مین مری جان جدائی ہوتی
رنج فرقت کا تجھے حال عیان ہو جاتا | کہ طبیعت تری بیار کہین آئی ہوتی
کی فلک ہمکو عطا چھانٹ کے بیماری عشق | نہ دیا ایسا مرض جسکے دوائی ہوتی
خمس دل کا تھا طلبگار بغیر از وصلت | مفت تب دیتے جو ہمنے بڑی پائی ہوتی
آہ میری بلبل بیدل کے جو ہوتی تاثیر | آگ صیاد کے گھر مین نہ لگائی ہوتی
کوچۂ یار مین مدفن جو کہین اپنی ہوا | خوب ہی خاک زمانہمین اوڑائی ہوتی
انتظاری سے اگر دید نہی تھی یہ فرد عمل | یہ عمارت اسی تدبیر سے ڈہائی ہوتی
یار سنتا کہ نہ سنتا یہ خدا ہی جانے | بات مطلب کی تو منہہ سے نکل آئی ہوتی

منتہی راحت کو نین اگر تھی منظور
چھاؤنی کوئے خرابات مین چھائی ہوتی

ہمارا خون جگر پیے شراب کے بدلے | ہمارا لے دل سوزان کباب کے بدلے
دیا ہے درد فلک نے شراب کے بدلے | عطا ہوئے ہمین پیری شباب کے بدلے
سوال گور مین جسدم کرین گے آکے نکیر | دکھاؤنگا خط قسمت جواب کے بدلے
طلب جو تم سے کیا بوسۂ دہن ہم نے | ذرا سے بات یہ تیور عتاب کے بدلے
ہزار بار شب ہجر مین ہوا بے ہوش | ہزار بار غش آیا ہے خواب کے بدلے

ہوا و حرص نے گھیرا ہے **منتہی** اسکو
خراب ہون دل خانہ خراب کے بدلے

شیفتہ اُسکا دلِ بے باک ہے | جسنے بھیجا آئنہ لولاک ہے
آئینہ کیا جام سے پاک ہے | دل ہمارا جوہرِ ادراک ہے
جو ترا دیوانہ بیباک ہے | دوجہان کے مخمصے سے پاک ہے
گردشِ چشمِ صنم کے سامنے | اک تماشا گردشِ افلاک ہے
دیدۂ انجام بین کے روبرو | اک بگولہ گنبدِ افلاک ہے
مجیہ کیا ہا تونے تیرے اے جنون | دل جوانانِ چمن کا چاک ہے
رشک سے رخسار وکاکل کے ترے | سنبلِ ابتر گل گریبان چاک ہے
زاہدا اہلِ قناعت کے حضور | دولتِ دنیا خس و خاشاک ہے
عالمِ نیرنگ کہتے ہین جسے | جانتا ہون مین طلسمِ خاک ہے
حُلۂ ہائے خلد کہتے ہین جسے | یار کی اُتری ہوئی پوشاک ہے
عشق کی آتش کا اِسکو دہیان ہے | دل بغل مین شعلۂ ادراک ہے
ابلق ایام کا ہون شہسوار | زیرِ ران اک توسنِ چالاک ہے
چاہئے سنبھلا رہے اِسکا سوار | توسنِ عمرِ روان چالاک ہے
پیری آئی گی جوانی جائیگی | آگ جب تحلیل ہوگی خاک ہے
چادرِ مہتاب کہتے ہین جسے | یار کی اک ملگجی پوشاک ہے

لائے ساقی جوشِ گل آئے کہین
کب سے اس بنت العنب کی تاک ہے

اولٹے ہوئے آستین ہین تیوری چڑھی ہوئے | آئے ہو تم کسی سے مقرر لڑے ہوئے
جاوے کوئی حرم کو کوئی دیر کی طرف | بیٹھے ہین ہم تو یار کے در پر اڑے ہوئے
نوکِ مژہ پہ عاشقِ شیدا کے اشک ہین | کانٹون مین جوہری کے ہین موتی پڑے ہوئے
قطرے عرق کے روئے بتِ سبز رنگ پر | لوحِ زمردی پہ ہین ہیرے جڑے ہوئے
مملو ہوا ہے داغِ محبت سے دل مرا | ہین ملکِ عشق مین مرے سکے پڑے ہوئے

فقرون پہ مدتوں سے لگا یا ہی یار کو — برسوں سے ہیں وہ داؤں پہ اپنے اڑے ہوئے
زاہد تجھے گھمنڈ ہے خلد و بہشت کا — ہم بھی ہیں اپنے یار کے در پر اڑے ہوئے
شیخ انگنی کا جب سے اُس شوخ کو خیال — کوچے تمام شہر کے ہیں کیا سڑے ہوئے
احوال سن کے شیریں و فرہاد کا کہا — مردے اکھاڑنے ہو برانے گڑے ہوئے
اللہ ری رعب حسن بتِ آتشیں مزاج — دل موم ہو گیا جو ذرا وہ کڑے ہوئے
مجمع ہوا جو شیخ و برہمن کا روزِ حشر — بندے بھٹک کے سب سے الگ جا کھڑے ہوئے
اس جنگ حسن و عشق کے میدان میں منحفی
یاروں کے مدتوں سے ہیں جھنڈے گڑے ہوئے

جب فصل بہاری میں زنجیر نظر آئی — دیوانہ گیسو کی تدبیر نظر آئی
جو خواب عدم مدت آنکھوں میں رہا میرے — اُس خواب کی یہ دنیا تعبیر نظر آئی
دیکھا جو مہ نو کو کل شب سر گردوں پہ — طفلی کی تری گویا تصویر نظر آئی
ناموش ہوا کاتب اعمال کھلے میرے — جب فرد مقدر کی تحریر نظر آئی
عالم کا مرقع کیا مجمع ہے حسینوں کا — جو شکل نظر آئے تصویر نظر آئی
بھولنگا دل دلبر کو بھیجا پیام وصل — اس آہ کی مدت میں تاثیر نظر آئی
ترغیب سے دنیا کی ہوتے ہیں خراب احباب — یہ مجکو شیاطین کی ہمشیر نظر آئی
شاہوں نہیں گدا یوں نہیں زاہد و نہیں زندوں نہیں — جیسا یہ نظر آئی تقدیر نظر آئی
یہ برق فلک کیسی اس دل سے گری میرے — ابرو کی کبھی جب دم شمشیر نظر آئی
اس فرد مقدر کو امیتھی جب دیکھا
مجکو نہ کوئی اپنی تقصیر نظر آئی

نہیں مگر بھی ہی اس مہ مسیحا سے لڑائی ہے — شب فرقت نہیں آئی ہے اپنی موت آئی ہے
مگر اُسنے گلی میں ایسی کیا تیغ آزمائی ہے — جو وہاں سے چارپائی پر نکلتی چارپائی ہے
نہ شیشے میں ہے مے باقی نہ کیسی میں زر باقی — دم گوشہ نشینی ہے یہ وقتِ پارسائی ہے
ادھر دنیا کا لالچ ہے ادھر عقبی کا کھٹکا ہے — یہ منزل دل کی ہے کونین کی جس میں سمائی ہے

ادھر لایا پریوش کو مٹایا ہجر کا صدمہ بھلا ہو جذبہ دل کا بری بگڑی بنائی ہے
نہ وہاں خط رخ پہ نکلا نہ یہاں کمسن کہ دوشیزہ بھلے آتے نہیں صاحب صفائی پر صفائی ہے
کیا ہے اونکی تیغ نے ہی پابند ہوس ہمکو دیا ہے وہ مرض ممکن نہیں جسکی دوائی ہے
وہاں پر رند رہتے ہیں جہاں ہوتا ہے میخانہ ولا شیر ونکا مسکن ہے وہاں جسجا ترائی ہے
کیا ہے کن کے کہنے سے ہویدا ایک عالم کو مگر صانع نے کیا سر سوئی پتلی پر جمائی ہے
مری آہ دل شن سن آج کے وہ بیرحم یوں بولا کسی سے ہے اعتماد اسکا کہ جو تیر ہوائی ہے
سخاوت کے سبب سے آشنائی بحر و صلت ہوں مری دریا دلی نے پار یہ کشتی لگائی ہے
کبھی دود دلی ہے گاہ ہے آہ شررافشاں نہیں معلوم ہے کس لیے دھونی رمائی ہے

جتا کر راز الفت کو اٹھائے ہجر کے صدمے
بہت تھا سنتے دانا مگر کیا منہ کی کھائی ہے

مرجائے فراق میں اسد رچہ روئے اس کشتی حیات کو ایکدن ڈبوئے
اپنے کیے کو آپ دل زار روئے اشکوں سے اپنا نامۂ اعمال دھوئے
نظروں میں جا پچھئے دردندان یار کو تار نگہ میں آج تو موتی پیروئے
ارمان دل نکالیے اب کی شب وصال آنکو نہ سونے دیجئے خود بھی نہ سوئیے
چالاکیاں شباب کی طفلی کی شوخیاں ہر وقت یاد کیجئے اور خوب روئیے
جرات کو دل کی طاقت و ہوش و حواس کو کس کس کو یاد کیجئے کس کس کو روئیے
کیوں نقد دلکو دیجیے بے وصل ناصحا اس مال بیبہا کو کیوں مفت کھوئیے
رکھتے ہیں جو کہ کوچہ سفاک میں قدم آپنے کہو کہ زیست سے بھی ہاتھ دھوئیے
دل دی کی ان بتوں کو جو ایذائیں جھیلئے اس سے ہر اک پہاڑ کے پتھر نہ ڈھوئیے
رونے سے ہاتھ آئے اگر دولت وصال یوں روئیے کہ زورق گردوں ڈبوئیے

ہاتھ آئے ہمکو گنج قناعت جو منتقی
پھیلائے پاؤں چین سے زیر زمین سوئیے

خائن ہین جمع ساری ریاست خراب ہی
ہی راشیون زور عدالت خراب ہی
جسدن سے دور ہے فلکِ دُون پر سفلے
حیران ہین شریف شرافت خراب ہی
پابند وضع ہو کے ہوا ہون ذلیل و خوار
مین خود خراب ہون مری محنت خراب ہی
بے ننگ و بے حجاب ہین دنیا مین سرفراز
اہل حیا و صاحب عزت خراب ہی
حصے مین اندنون ہی شریف نجیب کے
سنتا تھا مدتون سے مصیبت خراب ہی
دام بلا ہی حلقۂ تسبیح شیخ و شاب
ہا تو نے ناکسون کے عبادت خراب ہی

ولہ

اس ایک جان زار پہ کیا کیا عذاب ہے
فکر معاش ہی کبھی روز حساب ہے
پیری نہین ہے جان بشر کو عذاب ہے
کچھ لطف زندگی ہے تو عہد شباب ہے
ویران دل ہے جو نہین مسکن ہی یار کا
جسکا مکین نہین ہے وہ خانہ خراب ہے
رندون کو دے شراب جو ممکن ہو ساقیا
تشنہ لبون کو پانی پلانا صواب ہے
اک ہفتہ مین رقم ہوا احوال کائنات
دنیا تمام ساتھہ ورق کی کتاب ہے
تمنے تو سات پردون مین منہ کو چھپا لیا
معلوم یہ ہوا کہ کسی سے حجاب ہے
دم دیکے آج نقد دل و دین تو لے لیا
وہ دن بھی رکھو یاد کہ روز حساب ہے
دیتا ہے دمبدم مجھے جام شراب ناب
ساقی کا اندنون تو کرم بے حساب ہے
کس بحر حسن کا لب دریا گذر ہوا
چشم حباب صورت چشم پر آب ہے
صورت تمام ہستی ناپائدار کے
دہوکا ہے نقش آب ہی موج سراب ہے
آتش شراب شوق کی بھڑکی ہی اسگھڑی
پہلو مین دل نہین ہی ہمارے کباب ہے
بازار مین جہان کے جو کچھ لیا دیا
اسکا حساب آپ سے روز حساب ہے
قابو مین ہے نہ دل نہ جگر پر ہے اختیار
اس منتھے سا کوئی بھی خانہ خراب ہے

ولہ

آہ جگر خراش کی تاثیر دیکھیے
اس دل کو میرے دیکھیے یہ تیر دیکھیے
چہاتی پہ ہے وہ چاند سے تصویر دیکھیے
کس اوج پر ہے اختر تقدیر دیکھیے
سینے مین دل نہین نظر آتا ہی اندنون
اگر روز اوسکی زلف گرہ گیر دیکھیے

ملکِ عدم کو کھینچتی ہے وحشتِ دلی
کھتی ہے اب قدیم کی جاگیر دیکھئے

کھاتا ہے تیغِ اُلفتِ جانانہ منتھے — رکھتا ہے پاس ہمتِ مردانہ منتھے
رکھتا ہے دل مین اُلفتِ جانانہ منتھے — بھرتا ہے کیفِ عشق سے پیمانہ منتھے
وصلت مین گاہ گاہ ہے فرقت مین مبتلا — ہوشیار ہے کبھی کبھی دیوانہ منتھے
کیا دیکھتا ہون رات کو بزمِ وصال مین — ہے شمعِ روئے یار کا پروانہ منتھے
سنکر پیامِ وصل یہ اس شوخ نے کہا — کیا ہو گیا ہے اندنون دیوانہ منتھے
بے دیکھے جلوہ یار کا دل شیفتہ ہوا — بے آگ کے جلا ہے مرا خانہ منتھے
آیا نہین ہے خطِ رُخِ رنگین یار پر — پہنچا زوالِ حسن کا پروانہ منتھے
نیرنگِ حسنِ یار کا اس مین خیال ہے — سینہ ہے دل کا یا ہے پرنیانہ منتھے
کیا میکدے مین دہر کے کٹتی ہے زندگی — بھرتا ہے اپنی عمر کا پیمانہ منتھے
اہلِ دول کو خیر سے نفرت ہے اندنون — جس جا ہے گنج وہان یہ ہے ویرانہ منتھے

قبضے مین جسکے دل ہے اُسی کے فراق مین
پھرتا ہے صورتِ سگِ دیوانہ منتھے

وہ نامہ بر مرا باغ و بہار آتا ہے — خوشی ہے دل کہ کوئی دم مین یار آتا ہے
مین شیرِ پیشۂ صدق و صفا سمجھتا ہون — اُسے جسے کہ سگِ نفس مار آتا ہے
اذان دی کعبہ مین ناقوس دہر مین پھونکا — ہر ایک جا تجھے عاشق پکار آتا ہے
غبارِ دشت سمجھتا ہے دیدۂ بینا — بلند اُسکو نظر جو مزار آتا ہے
فزون ہے لحظہ بلحظہ وہ حسنِ روز افزون — دلا ہوشیار کہ وقتِ شکار آتا ہے

عدم سے عالمِ امکان مین منتھی پیاری
دہر ہے کیا جو یہان بار بار آتا ہے

جہان مین کون منجسا خوش بیان ہے — مری گھٹی مین بلبل کی زبان ہے
چمن مین دیکھکر ابرِ بہار سے — مین سمجھا اسکو بہشتی کا دہوان ہے

چھکنا جو ہے اس دل مین شب و روز — کسی بلبل کا شاید آشیان ہے
نہ لاف زمزمہ کر دیکھہ بلبل — سری منہہ مین بھی آخر کو زبان ہے
برہمن دیر مین کعبہ مین ہر شیخ — جسے دل ڈھونڈھتا ہے وہ کہان ہے
مبارک شیخ تجکو جنت و حور — مرا سر اور اُسکا آستان ہے
چمن مین دیکھکر ابر بہار سے — مین سمجھا اسکو بھٹی کا دہوان ہے
بہت سے خوبیان ہین مہر وش مین — مگر یہ عیب ہے نا مہربان ہے
سنبھل کر صحنِ دل مین یار جانا — یہ شاہِ عشق کا پیارے مکان ہے
کھلے ہین ہر طرف کو تختۂ گل — آلہی کون اِسکا باغبان ہے
عدو جو بے اثر کرتے ہین نالے — سمجھتا ہون مین غوغائے سگان ہے
جسے کہتے ہین خورشید قیامت — صف عشاق کا زرین نشان ہے

آلہی منتھے اہل توکل
ترے خوانِ کرم کا مہمان ہے

آج کل حال ایسا ابتر ہے — زندگی موت کے برابر ہے
کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب — کوئی دارا کوئی سکندر ہے
اک قطرہ ہے بحرِ الفت کا — مین سمجھتا ہون اک سمندر ہے
نالہ دل کھول کر کرون کیونکر — کہنہ سقفِ فلک یہ سر پر ہے
حور و جنت کو کیا کرون لیکر — دل مین بندی کے یار کا گھر ہے
تیرے یاقوت لب کے آگے ماہ — لعل بھی ایک لعل پتھر ہے
عشق بازی مین ایک ہین دونون — اِسمین مفلس ہے یا تونگر ہے
آتشِ عشق سے بہت ہے شاد — دل بغل مین ہر یا سمندر ہے
دلِ اہلِ ہنر بھی دنیا مین — میری جانب مین معدن زر ہے
کوئی غالب ہے کوئی ہے مغلوب — کوئی دارا کوئی سکندر ہے

بعد مرنیکے منتھے پیارے

حال شاہ و گدا برابر ہے

مستی ہی کیفِ عشق جناب امیر کی
بیہوشی ہو مجھے مئے خم غدیر کی
آہِ دلِ غریب نکلتی ہے جسگھڑی
آواز آتی ہے مجھے ناوک کے تیر کی
سو داغ اسمین رہتے ہین ہاتو سے یار کے
پہلو مین دل ہے یا کہ ہو گدڑی فقیر کی
عاشق کو پاس سے نہ جدا کر تو شاہ حسن
ہوتی بادشاہ کو حاجت وزیر کی
قشقہ جو کھینچا ہمنے جبین نیاز پر
دنیا سے دون کے بینے پہ گویا لکیر کی
اقرار سے وصال کے دل شاد ہو گیا
کیا بات ہے صنم سخن دلپذیر کی
ہر ایک آرزو کا یہ مسکن ہے یا کریم
دل ہے ہمارا یا کہ ہے بستی فقیر کی
غافل ہے یار عاشقِ شیدا کے حال سے
صیاد کو خبر نہین مرغِ اسیر کی

تمت

اعلان

اس دیوان منتخب کا حق تصنیف و تالیف نواب میر خیرات علیخاں صفا بہادر نے اس راقم کو عنایت کیا ہے اور حسب ضابطہ رجسٹری کرادی گئی ہو کوئی صاحب المطابع و غیر مطابع قصد طبع نہ فرمائین کہ ومن نفع نقصان نہ اٹھائین جسقدر جلدین خریدنا منظور ہون راقم سے طلب فرمائین علاوہ اسکے ہر اک قسم کے کتب قلمی بہتیں و خوش خط و چھاپہ و غیرہ کے موجود ہین جسکی فہرست آدہ آنہ کے ٹکٹ بھیجنے سے روانہ ہو سکتی ہے اور کل کیفیت و قیمت وغیرہ کا حال معلوم ہو سکتا ہی فقط

راقم

سید رستم علی تاجر کتب ساکن حیدرآباد دکن محلہ دار الشفا روبروے نشتر خانہ سرکار عالی
علاوہ اسکے یہ دیوان اور جملہ اقسام کے کتب بمقام شہر امروہہ محلہ بزار ضلع مرادآباد دوکان سید حسین صاحب سوداگر کے پاس سے مل سکتے ہین۔

قصیدۂ مدحیہ نواب مختار الملک بہادر مرحوم

قدم مہر سے روشن جو ہوا برجِ حمل — چمنستان مین بھڑکی لالہ و گل کی مشعل
گل پہ گل کھلتے ہین ہر دم چمنِ ویرانہ مین — شجرِ خشک سے کوپل یہ ہے پھولی کوپل
باغبان پھرتے ہین ہر سمت کو ڈانڈی ڈھونڈے — پوچھتے پھرتے ہین دہقان کہان تھا جنگل
کثرتِ لالہ و گل ایسی ہی ہر سمت کو ہے — ڈھیر پھولون کا ہے صحرا مین ہر اک سینۂ تل
کلیان کھل گئین غنچون کی چلی بادِ بہار — جز مفصل نظر آتا نہین مجکو مجمل
کھل گئے غنچۂ گل خوب نسیمِ سحری — وا کیا دل یہ مرے عقدۂ مالانحل
چھو کے اس باغ کا سنبل جو صبا خلد مین جائے — گیسوے حور کے کھل جائین ابھی بل سے بل
حور بھی آئے اگر سیر کو اس گلشن کے — شکل ادریس پھر بخدا جائے مچل
گرد یون نرگسِ شہلا کے ہے سوسن کی بہار — چشمِ معشوق کا جسطرح کہ پھیلے کاجل
چھوڑ کر آجکل ایسے چمنستان کی بہار — مین نجاؤن جو کہے کوئی مجھے خلد مین چل
زور ہے اب کی تراوت کا زمانہ مین کمال — بھیگ جائے نہ کہین بادِ صبا کا آنچل
آب پاشی کے لئے ہر روشِ گلشن کے — لگہ ابر نے پانی سے بھری ہے چھاگل
یہ سمجھے ابرِ بہاری پہ یقین ہوتا ہے — حور آئی ہے کوئی اوڑھ کے کالا کمبل
داغ پہ لالۂ حمرا کے یہ سوجھی پھبتی — گویا آغوش مین مریخ کے بیٹھا ہے زحل
صبحدم جب گلِ خورشید فلک پر نکلا — مین یہ سمجھا کہ کسی جھیل مین پھولا ہے کنول
سبز و خرم یہ ہوا ہے کہ اثر سے اوسکے — شیشۂ سبز بنے شعلۂ نارِ منقل ہے
ہو ہوا ایسکہ صفا خیز و کدورت رفتہ — صورتِ آئینہ روشن ہے زمین کا ہر دل
ہو نگس پردۂ فانوس سے جیسے ظاہر — یون زمین سے ہے عیان صورتِ قارون غل
نام بیمار نہین بیٹھا ہے خاموش طبیب — درد سر دور ہے بیکار پڑا ہے صندل
لڑکھڑاتی ہوئی چلتی ہے نسیمِ سحری — دہنِ غنچہ سے آتی ہے صدا دیکھ سنبھل
استراحت ہو جو انسان چمن کو جسمین — صحنِ گلشن مین بچھایا ہے صبا نے مخمل
پردۂ غیب اوٹھایا ہے صفا نے ایکے — حال کیطرح سے ہے پیشِ نظر مستقبل

قوت نامیہ گو یو ہین رہے گی ابدل
نخل نکلین گے زمین سے لیے ہر شاخ مین پھل

یہ صدا غیب سے آئی مجھے کل وقت سحر
جلد تو پھر خدا پردۂ غفلت سے نکل

کیا ارادہ تھا ترا اور کدہر جاتا ہے
مانع تجھی ہے ہوش مین مان کہا دیکھ سنبھل

جب سنین مین نے یہ اس ہی سخنان دلخواہ
صورت مہر فلک جلد چلا سر کے بھل

مدح کر اسکی جو ہے مدح کے شایان نادان
رنج راحت سے ترا آن مین ناجائے بدل

آبلا ایکبار مرا دل تری مدحت کیلئے
گویا آمادہ تھا دعوت کو سلیمان کی نمل

حوصلہ تنگ ہوا قصد کیا جب مین نے
دل نے ایکبار کہا یہ بخداوند ازل

کیسا ہی علم ہوا انسان کو نہ ہو مدح تری
لاکھ پر لگائین فلک پر کہان اوڑ جائے نمل

جام جم سے ہے سوا صاف ترا آئینہ دل
نور ایمان سے مگر اسکو کیا ہی صیقل

فہم بقراط ہے اک نقطۂ موہوم ترا
علم اشراق ہے تیرا سخن مستعمل

آفرین کہتے ہین افلاک ملایک تحسین
دیکھکر دور زمانے مین ترا حسن عمل

کار خلقت سے ترے دیدۂ دلکو شب و روز
سعی سیارہ کی صورت سے نہین دم بھر کل

ناخن فکر سے اپنے جہین عالم یمن
وا کئے سیکڑون ہین عقدۂ مالاینحل

دھیان آیا جو ذرا عدل کی جانب تیرا
آشیان بنگیا گنجشک کا شاہین کی بغل

دہن گرگ ہوا ہے دہن ساغر گل
پنجۂ شیر بنا ہے صفت ناز و ہمشل

یون زمانے سے ترے دور ہوا فسق و فجور
اہل اسلام سے جیسے شرف لات و ہبل

عدل و انصاف سے معمور ہی یون دل تیرا
جیسے خوشبو سے بھری رہتی ہی غنچے کی بغل

سر اوٹھایا ہے ترے دست کرم نے جب سے
آگیا حاتم طائی کی سخاوت مین خلل

ہر یہی ہمت عالی کا تقاضا ترے
ہاتھ تو آئے مگر دولت قارون دغل

تیرا ثانی نہین مجکو نظر آتا ہے کہین
اسکا کچھ ذکر نہین جو کہ ہو مرد اجل

جائے تنگ اسمین نہین کچھ کہ عیان ہی چون
سیکڑون مفلس و محتاج کئے اہل دول

عہد حاتم کا گیا دور فریدون گذرا
نام ہے آج سخاوت مین ترا ضرب مثل

ہر بیرک

ڈال ہے نخل شجاعت کے وہ تیغ بران | داغ خون پھول ہے جسکا سر اعدا ہے پھل
سامنے اسکے وہ ہو سیر ہو جو جینے سے | منھ چڑھے اُسکے وہی جسکے چڑھی ہو سر پہ اجل
جو ہر اُس تیغ دو دم مین جو نظر آتے ہین | مرغ جان کے لئے اعدا کے وہ ہین دام اجل
دم شورش یہ صدا اُسکی زبان سے آئی | ایک ہے سامنے میرے خس و خاشاک و جبل
جب وہ کھنچتی ہے کہین رعب سے اُسکے دم میز | ٹھہرے تر چھون کے زمانیکے نکل جاتے ہین بل
رُعب ایسا ہی تری تیغ شجاعت کا ہوا | رستم گرد گیا موت کے حیلے سے ٹل
کیا بیان ہووے ترے اسپ کی چالاکی کا | ایک ہے روئے زمین اور اسی پشت جبل
شوخیان کرتا ہے وہ چال مین ایسی ایسی | جیسے کم سن کوئی معشوق نہایت اچپل
باگ لے اُسکی اگر راکب فرخندہ خصال | دامن زین سے نگہ اُسکے کہان جائے نکل
جست و خیز اپنی دکھادے وہ اگر شوخ مزاج | آسمان سر پہ ہو گہ زیر قدم ہو بادل
طور تمثال جو ہے قبل سواری کا ترے | کوہ ہے جسکے مقابل مین بجائے خردل
چال وہ جلد کہ جیسے ہو شب عیش روان | دوڑ وہ تیز کہ جسکے رہے پیچھے چنچل
خلق کہتے ہے عماری مین ترا دیکھ کے حسن | وہ ہے خورشید فلک اور یہ ہے برج حمل
ہے وہ خرطوم دیا جادہ کو وہ ظلمات | مشتق نور ہین یا دانت ہین یہ تا نہین حل
ہے وہ خرطوم سیہ گیسوئے جانانسے دوتا | ساق معشوق ہین وہ دانت کہ دل ہو بیکل
نسب تیرہ ہین نہین اسکو کسی شی کی ضرور | سونڈ ہے جائے عصا دانت ہین جائے مشعل
عرض یہ کرتا ہے اے خالق ہر جن و بشر | پیر ہفتاد و سلہ منتھے عبد اقل
تا کہ ہین حاکم و محکوم جہان کے اندر | تا کہ ہے عاشق و معشوق کا دنیا مین عمل
تا رہے عابد و زاہد سے زمانا معمور | تا خلا دور جہان مین ہو نہایت مشکل
تا کہ ہے کوئے خرابات مین رندونکا ہجوم | تا کہ ہے مسجد عادینہ مین نیکونکا عمل
مہر و مہ کی رہی جبتک کہ یہان آمد و رفت | سقف افلاک پہ جب تک کہ رہی برج حمل
پیچ مین اسکے رہے تا کہ دل عاشق زار | زلف مشکین مین حسینون کے رہین جبتک بل

صاحب عز و شرف آپکا مختار الملک
اسکا خورشید کے مانند رہے طول عمل

قطعات تاریخ وفات جناب مرزا میتا بیگ صاحب متخلص بہ منتہی

از نواب میر خیرات علیخان بہادر متخلص بہ سخی رئیس دارالریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد دکن تلمیذ رشید منتہی مرحوم و مغفور

منتہی تیغ جفا سے ناحق — ہوگئے حیف کی جاہی بیدم
دہیان تاریخ کا ایا جو سخی — لکھی تاریخ تو اریخ الم
۱۲۹۸

از لالہ انبا پرشاد صاحب متر تلمیذ سخی

از جہان صد حیف چون سوے جنان — یک بیک ان شاعر یکتا برفت
سال تاریخش چنین گفتم بنر — منتہی ایے وایے از دنیا برفت
۱۲۹۸ھ

قطعات تاریخ طبع دیوان

از نواب میر خیرات علیخان بہادر سخی شاگرد منتہی مغفور

شعر کیا کیا سخی ہیں رنگا رنگ — گل رنگین ہے منتہی کی بیاض
طبع دیوان ہوا یہ لکھہ تاریخ — قابل دید ہے یہ فکر ریاض
۱۳۰۱ھ

از حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

منتہی جو حضرت آتش کے شاگرد و تمیم تھے — منتہی اہل سخن ہیں ستے یہ ثابت ہے صریح
چہپ رہا ہے اونکا دیوان لکھدے سال اوسکا جلال — یہ کلام منتہی ہے انتہا کچھہ سے اچھے فصیح
۱۳۰۱ھ

از مرزا غلام علی صاحب جوش مندراسی

جان کلام منتھیان منتھی الکلام — ہر معنیش ظہیر دل وظہر منتھی
تاریخ طبع گشت چو مطبوع طبع جوش — دیوان منتھی بود از بھر منتھی ۱۳۱۱ھ

از مولوی آغا حسین مرزا صاحب ہجر لکھنوی حال وارد حیدرآباد دکن

تلمیذ رشید تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان اسیر لکھنوی

ان منتھی شاعر بہتر خیال و فکر — کان داشت شیشۂ مئ مضمون بطاق عشق
ہر ہفت طبع شاہد نظمش چو یافتہ — از بھر سال ہجر بگفتہ مذاق عشق ۱۳۱۱ھ

از میر ضامن علی صاحب ضامن لکھنوی شاگرد تعشق

زافضال حق ببلبل صدرہ ست ہمصفیر — بنگر عروج مرتبہ شان منتھی
زاقصا نگذرم کہ نباشد مجال کس — وصف کمال رتبہ شایان منتھی
ہرگز من رقم سخن فصلی نمیشود — پیوند جان نمیشد اگر جان منتھی
جوشد مئ لطیف نشاط سخن مدام — شاعر پسند از لب دیوان منتھی ۱۳۱۱ھ

از میر نواب علی صاحب کامل لکھنوی حال ساکن حیدرآباد

یہ دیوان سید رستم علی صاحب نے چھپوایا — دکھایا زور کامل بحر مواج فصاحت کا
نگارش طبع کی تاریخ کردو سب یہی تم بھی — یہ دیوان منتھی کا ہے کہ چشمہ ہے سلاست کا ۱۳۱۱ھ

از سید علی صاحب فکر حیدرآبادی تلمیذ اشک لکھنوی

اندرین اوراق فزودہ زیب طبع — طبعزاد و فکر و شوق منتھی
راست میگویم نیاید در جہان — صاحب اشعار موق منتھی
فکر چون درخواستم تاریخ طبع — گفت ہاتف سال کی ذوق منتھی ۱۳۱۱

از میر مہدی صاحب ضیا لکھنوی

شایع کیے ہین خلق مین کیا گوہر ثمین — کیا پوچھنا ہے ہمت رستم علی کا واہ
کہی ضیا نے طبع کی تاریخ اسطرح — دیوان خوب طبع ہوا منتہی کا واہ ۱۳۱۱

از لالہ شنکر پرشاد صاحب افضل سررشتہ دار توشکخانہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ

چھپا کیا خوب دیوان منتہی کا دید کے قابل — مضامین عالی ہین رنگین ظاہر ہی طبیعت کا
نکیون ہو عقل حیران اپنی فکر سال مین افضل — یہ دیکھا آئینا شفاف ہے حسن فصاحت کا ۱۳۱۱

از میر زوار حسین صاحب وکیل متوطن سرسی تلمیذ جلال لکھنوی

لوح دنیا ہے مثل حرف کے جب — مٹ چکے منتہی کو کب طبع
حیف ای چرخ خصم اہل کمال — اونکا دیوان ہوتا ہے جب طبع
کہہ و تاریخ طبع و ار فتہ — سخن منتہی ہوا اب طبع ۱۳۱۱

از میر ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی شاگرد جلال لکھنوی

طبع شد اکنون کلام بیمثال — ہست فیض عام از سعی سخی
مد مستانبیک نام نامیش — در دکن مدفون شد و بد لکھنوی
یاس از دل بہر سال طبع او — گفت فکر منتہیہا بے تنبیہی ۱۳۱۱

از منشی دہنپت رای صاحب محقق لکھنوی

بحروف منقوطہ

گشت دیوان منتہی مطبوع — ای محقق چہ نادر و برجستہ
گو بنادر زسجعہ سالش — سخن عمدۂ زبان اور ۱۳۱۱

از میر فیاض علی صاحب اثر تلمیذ سخی

اشک آنکھون مین ہین کیون کسلئے یہ ہے حال برا — ہین کیون گر رہے ہو حیف یہ غم ہے کیسا
جای شادی ہے کہ مدت کے کہین بعد از آج — ای اثر منتہی مقبول کا دیوان چھپا ۱۳۱۱ھ

از حکیم میر بادشاہ علی صاحب ضیا لکھنوی نبسہ میر علی اوسط رشک

چھپوایا منتہی نے منتہی کا دیوان — دنیا مین رہیگا نام اوستاد سخن
وہ طبع ہوا ضیا نے تاریخ کہی — لو اب دیکھو کلام اوستاد سخن ۱۳۱۱ھ

از اتیا پرشاد صاحب نشتر تلمیذ منتہی

ہین ہزارون طرح کی گلکاریان شعر مین — غور گر کیجی تو رشک جنت رضوان ہے یہ
فکر کی تاریخ کی جب بلبل دل نے ہنر — کہدیا اک بوستان بیخزان دیوان ہے یہ ۱۳۱۱ھ

از نواب مرزا مہدی حسین خان صاحب رفعت تلمیذ جلال

سفی الحال طبع گشت چو دیوان منتہی — خوش فکر و نکتہ سنج و سخن فہم خوش بیان
رفعت نوشت مصرع تاریخ طبع او — دیوان بیمثال چہ مطبوع عاشقان ۱۳۱۱ھ

از اصحاب الدین صاحب رفیق تلمیذ منتہی

کھلا ہے عجب گلشن منتہی — خزا مین بھی جسکو نہین کچھ زوال
تنا اسکی کیا مجھسے ہو اے رفیق — فصاحت بلاغت کا ظاہر ہے حال
جو کی فکر دل نے زدوسے بہار — کہا یہ چھپا نسخۂ بیمثال ۱۳۱۱ھ

از میر اصغر حسین صاحب ناجی حیدر آبادی

میر رستم علی پاک دل و خوش خو نے — آج چھپوایا وہ دیوان کہ نہین جسکا جواب
منتہی کا ہے کلام اسمین نہین شبہ و شک — ہے ہر اک مصرع تر سلک لآلی خوشاب
کیا در لفظ ہین کیا لعل معانی ہین واہ — نقد جانسی ہے خریدار ہر اک شیخ و شباب
ہو چکی طبع یہ منظر اب گل گلزار سخن — چمن دہر مین مہکینگے بلطف و آب
عندلیب چمن طبع نے فوراً ناجی — نام تاریخی دیوان کہا باغ شاداب ۱۳۱۱ھ

ایضاً

دیوان منتہی فلک جاہ چھپ گیا — بے مثل و بے نظیر ہے گفتار منتہی
ناجی کہو یہ مصرع تاریخ طبع اب — زیبا چھپی نتایج افکار منتہی ۱۳۱۱ھ

تمام شد

اشتہار ضروری

حیدرآباد دکن

ہماری دوکان واقع شہر امروہہ محلہ ... بازار ضلع مراد آباد مین سواے کتب مندرجہ فہرست مشمولہ دیوان ہٰذا ہر قسم کی کتب عربی و فارسی و اردو مطبوعہ ایران و مصر و ہندوستان وغیرہ کہ جسکی فہرست کلان مع فہرست سامان دیگر چھاپ ہوکر شایع ہوتی ہے موجود ہین حسب فرمایش خریداران بقیمت نقد یا بذریعہ ویلیو پے ایبل روانہ ہوسکتی ہین اور سواے کتب ہر قسم کا سامان ساخت ولایت و ہندوستان وغیرہ تجارتی بھی موجود ہے اوسکی قیمت بھی بطریق مذکور بیجائی گی و نیز بطریق مذکور روانہ خدمت طالب ہوگا — فہرست کلان مذکور اوده انہ کا ٹکٹ بھیجنے سے مرسل ہوسکتی ہے اور جو سامان سامان مندرجہ فہرست کے علاوہ جو صاحب طلب فرماینگے وہ بھی باین صورت مرسل ہوسکتا ہے کہ فی صدی تین روپیہ حق کمیشن لیا جائیگا — محصول ذمہ خریدار رہیگا

فہرست مختصر کتب منظومہ یعنی دواوین و مثنویات و قصائد وغیرہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات سودا	عه ۸ ر	کلیات سلمان ساوجی	عه ۸ ر
کلیات قدر بلگرامی	[illegible]	کلیات ظفر در چہار جلد	عاں ۸ ر
کلیات مومن	۱ ر	کلیات انشاء اللہ خان	عه ۴ ر
کلیات میر تقی	عه ۶ ر	کلیات امیر اللہ تسلیم	۱۴ ر
کلیات نظام رعنا	۱۲ ر	کلیات صنعت	۱۰ ر
کلیات انوری	عاں ۸ ر	کلیات بیدل	عه ۸ ر
کلیات سعدی	عه ۱۰ ر	کلیات عرفی	عه ر
کلیات جامی		کلیات شمس تبریز	
دیوان رسوا		دیوان غنی کشمیری	۸ ر
دیوان محمود بلخی		دیوان شورش عشق	عه ر

۸/ دیوان سالک
۸/ دیوان مظہر جان جاناں
۱۰/ آفتاب داغ
۳/ دیوان ضامن
۱۰/ دیوان حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام
عـہ۸/ دیوان لطافت
عـہ۴/ دیوان فاخر
عـہ۸/ دیوان ریاض صابر دہلوی
عـہ/ دیوان سکین
۸/ دیوان قلق
۴/ دیوان غالب دہلوی
۵/ دیوان ذوق
۱۳/ چمن بے نظیر
۴/ دیوان سحر
۲/ دیوان عاشق
عـہ/ ترجمہ قصاید عرفی
۴/ دیوان جرار
۱۱/ دیوان امیر مسمی مراۃ الغیب
۳/ دیوان خواجہ میر درد
عا/ دیوان ظہوری
عـہ۲/ دیوان حافظ چاپ بمبئی
۱۰/ دیوان امانت
عا۸/ دیوان اشک جلد دوم

۸/ شرح رباعیات جامی
۸/ دیوان چمن
عا/ دیوان محی الدین عربی
۱۰/ دیوان رفعت
۸/ دیوان وفائی
عـہ۴/ دیوان معجز بیان
عـہ/ دیوان شاد
للعـہ/ دیوان متنبی طبع کلکتہ
۱۲/ دیوان شاہ تراب
۴/ دیوان سخن
۷/ دیوان رند
۸/ دیوان جرأت
۵/ مجمع الاشعار
۱۰/ دیوان شائستہ
۱۰/ دیوان واسطی
۸/ بہارستان سخن
۳/ دیوان نیاز
۳/ دیوان لطف
سلے/ دیوان جلد اول میاں رشک
عا/ دیوان رطب العرب از مفتی سید محمد عباس صاحب مغفور
۱۲/ دیوان نعمت خان عالی
۱۲/ دیوان گلزار خلیل
عـہ۸/ دیوان منتہی مرحوم تلمیذ آتش طبع تازہ
عـہ۴/ بر کاغذ قسم دیگر

مثنویات

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
عہ	مثنوی نیرنگ تقدیر	۴/	مثنوی نان و حلوا و شیر و شکر
۱۲/	مثنوی مظہر العجائب تصنیف ضمیر	عہ ۱۲/	مثنوی گل باغ ارم
۸/	مثنوی تحفۃ الاسرار جامی	۸/	مثنوی مہر و مشتری
۴/	مثنوی عبرت افزا	۸/	مثنوی خسرو شیرین آصفی
۳/	مثنوی تحفہ جعفری	۳/	مثنوی غنیمت
۵/	مثنوی طلسم جہان	۸/	مثنوی شمس فیض
۱۰/	مثنوی گلزار نسیم	۴/	مثنوی امیر حسن دہلوی
۲/	مثنوی رموز العاشقین	۶/	مثنوی فرحت افزا
۲/	گلدستہ معنی	۱/	اندر سبھا امانت
۲/	مثنوی دریاے تعشق		

قصائد

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۶/	قصیدہ امالی	۱۰/	قصیدۂ نظم الدرع
۱/	گلدستہ محمدی	۴/	گلدستہ دکن
۴/	قصیدہ نجم الضیا	۲/	گلدستہ نعت
۰/	قصیدہ در مدح علیؑ	۰/	قصیدہ قمر الدیجان